بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جارچہ

سوانح

علامہ ابنِ حسن رضوی سبزواری جارچوی مرحوم

و

ڈائرکٹری ساداتِ رضویہ (جارچہ)

(خاندانِ چہارم)

بہ سلسلہ سید علی سبزواری، اولادِ سید قیام الدین
مذہبی و دیگر معلومات کے ساتھ

مؤلف

الحاج ایچ ڈاکٹر سید لئیق الحسن رضوی سبزواری جارچوی

A/1 علی منزل، اکبر سٹریٹ، عمر روڈ اسلام پورہ (کرشن نگر) لاہور
(پاکستان)

سنہ ۱۹۸۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جارچہ

سوانح

علامہ ابنِ حسن رضوی سبزواری جارچوی مرحوم

و

ڈائریکٹری ساداتِ رضویہ (جارچہ)

(خاندانِ چہارم)

بہ سلسلہ سید علی سبزواری، اولادِ سید قیام الدین

مذہبی و دیگر معلومات کے ساتھ

مؤلفہ

الحاج ایچ ڈاکٹر سید لئیق الحسن رضوی سبزواری جارچوی

A/۱ علی منزل، اکبر سٹریٹ، عمر روڈ اسلام پورہ (کرشن نگر) لاہور (پاکستان)

سنہ ۱۹۸۱ء

ناشر ——— الحاج ایچ ڈاکٹر لئیق الحسن سبزواری جارچوی

طابع ——— ریاست حسین خان ناجی پریس لاہور

تاریخ اشاعت ——— مارچ ۱۹۸۱ء

قیمت ——— پینتیس روپے

ایڈیشن ——— اوّل

ملنے کا پتہ

الحاج ایچ ڈاکٹر لئیق الحسن رضوی سبزواری جارچوی ۱/۹ علی منزل اکبر سٹریٹ
عمر روڈ اسلام پورہ کرشن نگر لاہور (پاکستان)

فہرست

قرآن مجید منسوب بحضرت امام زین العابدین ع

قرآن مجید منسوب بحضرت امام زین العابدین ع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلموا من انسابکم ما تصلون به ارحامکم
فان صلة الرحم محبة فی الاھل ۝

ترجمہ: اپنے انساب کو سیکھو جو صلۂ رحم کا باعث ہے اور صلۂ رحم
محبت پیدا کرتا ہے۔

فرمان حضور نبی کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ علم حاصل کرو خواہ تمہیں ملک چین ہی تک کیوں نہ جانا پڑے۔
۲۔ سب سے زیادہ عزت والا وہ شخص ہے جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہو۔
ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم۔ بے شک اللہ کے نزدیک وہی
مکرم ہے جو متقی ہے۔
۳۔ جس نے تجارت نہ کی اس نے اپنی عقل کے تین حصوں میں سے دو حصوں
کو ضائع کر دیا۔

اصول اسلام (برائے قبول اسلام)

(۱) وحدانیت (۲) رسالت (۳) قیامت۔

فرمان حضرت موج دریا ؒ

سید شہاب الدین نہر ابن موج دریا کہتے ہیں کہ لعنت ہے اس پر جو کسی نسب میں
داخل ہو یا اپنے نسب سے نکلے یعنی اگر کوئی سید نہ ہو سید کہلائے یا سید ہو
اور اپنے نسب کو چھپائے تو وہ ملعون ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش رس

اللہ ہی کی ذات لائق حمد و ثنا ہے جس کے آخری رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، خاتم النبیین، ختم المرسلین، رحمت العالمین ہیں۔ ان پر اور انکی آلِ پاک پر ہزار ہزار درود و سلام۔ خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ کافی جانفشانی کے بعد ڈائریکٹری خاندان چہارم بہ سلسلۂ سید علی رضوی سبزواری، اولاد سید قیام الدین رضوی سبزواری، بیادگار مرحوم علامہ ابن حسن رضوی سبزواری جارچوی پیش کرنیکا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ مرحوم علامہ ابن حسن جارچوی کا تعلق خاندانِ چہارم سے ہے اور آپ سید قیام الدین کے بیٹے حسن علی کی اولاد سے ہیں اس لئے یہ ڈائریکٹری ان کی یاد میں نہایت موزوں ہے۔ علامہ موصوف نے اپنی آخری زندگی میں اس ڈائریکٹری اور اپنے شجرہ نسب کو از سرِ نو ترتیب دینے پر بہت زور دیا تھا اور شدت کے ساتھ محسوس کر رہے تھے کہ پاکستان میں آنے کے بعد اہلِ جارچہ کے منتشر ہونیکے باعث خاندانی اتحاد اور نظم و ضبط جو باعزت بقا کے لئے اس موجودہ دور میں اشد ضروری ہے کس طرح قائم رکھا جائے۔ لہٰذا خاکسار نے اس کام کو سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا۔ اس ضمن میں مولانا موصوف سے مئی ۸۳ء میں جو ملاقات ۳ گھنٹہ جاری رہی اس کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو دورانِ گفتگو علامہ نے اپنے خاندان کے شجرۂ نسب کی فراہمی کی خواہش کا بڑی شدت کے ساتھ اظہار کیا۔ لیکن افسوس علامہ کی زندگی نے وفا نہ کی اور دو ہی ماہ بعد ۱۶ جولائی ۸۳ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اس ڈائریکٹری کی تیاری میں انکی کمی کو بہت محسوس کیا۔ ڈائریکٹری میں افرادِ خاندانِ چہارم کے فوٹو بھی جو جہاں جہاں سے بھی دستیاب ہو سکے شائع کئے جا رہے ہیں آخر میں ملے جلے گروپ فوٹو اور دیگر اکابرین کے گروپ فوٹو بھی شائع کئے جا رہے ہیں۔ فی الحال اولادِ سید قیام الدین کی ڈائریکٹری تیار کی جا رہی ہے انشاء اللہ اگر بھرپور تعاون حاصل ہوا تو جارچہ کے باقی خاندانِ رضویہ کی ڈائریکٹری بھی تیار کی جائے گی۔ شجرہ نسب بھی اس ڈائریکٹری میں دیا ہے۔ آخر میں اہم مذہبی معلومات کو

درج ہیں۔ شروع میں فرمانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصولِ اسلام، وحدانیت رسالت و قیامت بھی درج کئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں علامہ ایک لطیفہ سنایا کرتے تھے جو پیش خدمت ہے۔ ایک مرتبہ کسی خان صاحب کو صبح ہی صبح ایک لالہ جی متھے چڑھ گئے خان صاحب نے اس پر دو نالی تان لی اور کہا کہ لالہ جی مسلمان ہو جاؤ تو ہم کو بڑا ثواب ہوگا اور جنت میں جگہ ملے گا۔ لالہ جی نے سوچا کہ اس وقت تو مسلمان ہو جاؤ بعد کو گنگا جل سے نہا کر پھر ہندو ہو جاؤں گا۔ خان صاحب سے کہا کہ مسلمان کر لو۔ خان صاحب بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لالہ جی مسلمان ہو جاؤ۔ اسی طرح کئی بار سوال جواب ہوتے پر خان صاحب بہت برہم ہوئے اور لالہ جی پر غضبناک ہو کر کہا مسلمان ہو جاؤ ورنہ گولی آر پار ہو جائے گا۔ لالہ جی نے کہا مسلمان کیوں نہیں بناتے اس پر خان صاحب نے بندوق کو زمین پر دے مارا اور کہا کہ ہمکو خود نہیں معلوم کس طرح مسلمان بنتا ہے۔ آج کا سنہری چانس جنت میں جانے کا ہاتھ سے نکل گیا۔

ایک دوسرا لطیفہ علامہ کا یہ ہے کہ کوئی نومسلم مسجد سے نماز پڑھکر اپنے گھر جا رہا تھا راستہ میں ایک ماتا کا مڈھ (یہ ایک مٹی کا ٹیلہ مندر کی جگہ ہندوستان میں ہوتا ہے۔) پڑ گیا جس پر اس نومسلم نے دونوں ہاتھ جوڑ کر ڈنڈوت کر لیا (سلام کیا) جب اس سے پوچھا گیا کہ تو نے یہ کیا کیا تو تو مسلمان ہو گیا ہے۔ اس نے یہ جواب دیا کہ میاں جی بگاڑنی کسی بھی نہیں چاہیئے۔ پتہ نہیں وقت پہ کون کام آ جائے۔ یہی حال آج کل ہمارا ہے۔ سچائی پہ ثابت قدم نہیں رہتے۔ چڑھتے سورج کی پرستش کرتے ہیں حالانکہ پانچ وقت کی نماز میں اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتے ہیں (ہم خدایا تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔)

علامہ ابنِ حسن جارچوی نے بمبئی میں انجمنِ خدام القرآن قائم کرائی جس کے ممبران حاجی سیٹھ احمد حاجی، حاجی داؤد حبیب، حاجی محمد علی حبیب، حاجی رجب علی ابراہیم، حاجی عبدالحسین صابر تھاریانی تھے۔

راقم ڈائرکٹری کو وہ دھواں دار ولولہ خیز تقاریر جو علامہ نے بمقام کھڑک بمبئی اور دیگر مقامات بمبئی قیام پاکستان سے قبل قائداعظم کی موافقت میں کی تھیں اچھی طرح یاد ہیں جن سے کانگریس کے شو بوائے حسین بھائی لالجی کی کشتی قائداعظم کے مقابلے میں ڈانواں ڈول ہو گئی تھی جو بمبئی صوبہ میں قائداعظم کے مقابلہ میں شیعہ لیڈر ہونیکا دعویٰ کر رہے تھے۔ اگر خدانخواستہ قائداعظم اپنے ہی صوبہ میں مسلمانوں کی نمائندگی کرنے میں کامیاب نہ ہوتے تو آج پاکستان

معرضِ وجود میں نہ آتا - مرحوم راجہ صاحب محمود آباد بھی ان جلسوں کی تقاریر میں برابر کے حصہ دار تھے - انہوں نے بھی تقاریر کیں جس سے مسلم لیگ کے حق میں پانسا پلٹ گیا حسن اتفاق ہے علامہ کے انتقال کے چند ہی ماہ بعد راجہ صاحب محمود آباد بھی اس دنیا ئے فانی سے کوچ کر کے علامہ صاحب سے جا ملے - اسی سال دو اور بزرگ و معروف ہستیاں ایک آقائے حاجی مرزا مہدی پویا ۴۲ گھنٹے بھی علامہ صاحب کے انتقال کو نہ گذرے تھے بتاریخ ۱۷ر جولائی ۷۳ء کو اجل کو لبیک کہہ کر علامہ سے جا ملے - اور دوسری ہستی علامہ رشید ترابی جنہوں نے علامہ کی مجلسِ سوئم پڑھی تھی ۱۸ر دسمبر ۷۳ء کو انتقال فرما گئے - اور اسی طرح چار بڑی ہستیاں اسی سال ۷۳ء میں ہم سے جدا ہو گئیں -

انا للہ وانا الیہ راجعون

علامہ موصوف انگریزی، عربی، فارسی اردو کے تعلیم یافتہ اور سند یافتہ استاد تھے، علوم دینیہ میں بھی دسترس تھی - وہ عالم دین بھی تھے صحافی بھی تھے - سنجیدہ مفکر و خطیب بھی آپ نے خطابت میں ایک نیا اندازِ بیاں پیدا کیا - وہ پروفیسر بھی تھے اور شیعہ ڈگری کالج لکھنؤ میں پرنسپل بھی رہے - متعدد کتابوں کے مصنف بھی تھے - مضمون نویسی ان کا خاص دیرینہ مشغلہ تھا وہ میدانِ سیاست کے شہسوار تھے - انہوں نے کبھی کسی حکومت کی مخالفت نہیں کی لیکن جائز تنقید سے کبھی گریز نہیں کیا - مسلم لیگ کے قدیم اور سرگرم کارکن وفادار اور وضع دار ممبر تھے اور اپنی عمر عزیز کے آخری وقت تک مسلم لیگ سے وابستہ رہے قائدِ اعظم کے قدیم رفقار کار میں سے تھے - تقریباً ۵۰ برس دینی سماجی اور سیاسی خدمات ادا کیں - نوابین، رؤسا، تاجران اور عام مومنین کے یہاں فی سبیل اللہ مجالس پڑھیں لیکن اپنے خاندانی وضع داری کو برقرار رکھتے ہوئے کبھی کسی سے کسی قسم کا کوئی معاوضہ حاصل کرنے کا خیال تک بھی نہ آنے دیا - انہوں نے ذاکری کو پیشہ یا ذریعہ معاش نہیں بنایا - اس صفت میں وہ واحد اور مثالی شخصیت تھے - پاکستان آنے کے بعد بھی انہوں نے تقاریر کا سلسلہ جاری رکھا اور کچھ عرصہ کے بعد کراچی یونیورسٹی میں اسلامیات کے پروفیسر ہو گئے - اشاعت تعلیم اسلام کے لئے اسلامک کلچر اور ریسرچ انسٹی ٹیوٹ قائم کیا جس کے لئے مرحوم نے فیڈرل بی - ایریا بلاک ۲ پلاٹ نمبر ۱ - ۳ - سی - ایس ٹی وان میں ایک قطعہ زمین ۴ ایکڑ شاہراہ پاکستان پر کے ڈی اے سے حاصل کی تعمیر شروع ہونے والی تھی کہ وہ بتاریخ ۱۶ر جولائی ۱۹۷۳ء مطابق ۱۴ر جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ بروز دوشنبہ بوقت ۸ بجے صبح معصومین ہسپتال کراچی میں اللہ کو پیارے ہو گئے اور اسی جگہ ایک گوشہ میں سپرد خاک ہوئے - (الحاج لیفٹیننٹ ڈاکٹر لئیق الحسن رضوی سبزواری جارچوی)

اقتباس جوبلی نمبر انجمن وظیفہ سادات و مومنین رجسٹرڈ ہندوستان
(از اعجاز جارچوی سے پروپگنڈہ سیکرٹری)

جارچہ کا حال

جارچہ ضلع بلند شہر یوپی بھارت میں نہر گنگ کے کنارے پر آباد ہے۔ دہلی سے تقریباً تیس میل اور بلند شہر سے ۱۵ میل پر ای آئی آر پر ایک اسٹیشن دادری ہے جہاں سے جارچہ پانچ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جارچہ سادات کی قدیم بستی ہے۔ کہتے ہیں مبارک شاہ کے زمانے میں سید محمود روحی برقعہ پوش نامی ایک بزرگ سبزوار ایران سے دکن میں آباد ہوئے جب شہرت زیادہ ہوگئی تو دہلی آ گئے۔ کشف و کرامت کے ساتھ فنون سپہ گری میں بھی کمال رکھتے تھے۔ اس زمانے میں دہلی کی سلطنت اطراف کے چند ضلعوں تک محدود تھی اور وہاں بھی آئے دن بغاوتیں ہوتی رہتی تھیں۔ لوہا گڑھ جسے اب کلوندہ کہتے ہیں اس زمانے میں ایک سرکش راجہ کی راجدھانی تھی۔ اس نے قرب و جوار کے علاقوں میں طوفان بدتمیزی اور لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ شاہِ دہلی کی فوجیں کئی بار اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئیں لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی — بالآخر اہلِ دربار نے سید محمود روحی سے درخواست کی کہ آپ فوج لے کر باغی راجہ کی گوشمالی کیجئے۔ سید صاحب نے اپنے بھتیجے سید حسن کو یہ کام سونپا اور راجہ کی اچھی طرح خبر لی اور شکست دی۔ اس عظیم الشان خدمت سے شاہ دہلی بہت خوش ہوئے۔ اور اس دلیری و شجاعت کے صلہ میں انکو جارچہ اور اس کے اطراف کا علاقہ جاگیر میں ملا۔ چونکہ اس میں چار بہت بڑے چاہ تھے اس لئے سید صاحب موصوف نے اس کا نام چار چاہ رکھا لیکن بعد کو جارچہ ہوگیا یہ علاقہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء تک انکی اولاد (اہل جارچہ) کے قبضہ میں تھا لیکن اس پرآشوب زمانے میں جرمِ بغاوت کے سلسلہ میں ضبط کر لیا گیا۔ اس ضبطی کے بعد سے جارچہ نے بڑی مقدس و محترم ہستیاں پیدا کی ہیں جنہوں نے شہرتِ جارچہ کو چار چاند لگا دیئے۔

یہاں سے راقم ڈائریکٹری کی طرف سے اضافہ کیا جاتا ہے۔

مورثِ اعلیٰ سید محمود برقعہ پوش معہ اپنے برادر زادہ سید حسن جن کی عمر ایک سال تھی بوجہ انقلاب و حادثات زمانہ اپنے وطن سبزوار خورد محلہ پانچنار ایران کو ترک کر کے

۶۵۶ھ مطابق ۱۲۵۸ء ہندوستان تشریف لائے اور بزمانہ غیاث الدین شاہ بنگال میں قیام کیا اور بحالتِ غریب الوطنی بسر کرتے رہے یہاں تک کہ سید حسن سِنِ بلوغ کو پہونچے۔ رفتہ رفتہ شاہ بنگال کو حضرت کے حالاتِ کشف وکرامات کا اظہار ہوا۔ شاہ نے عزت وتوقیر فرمائی اور اپنی دخترِ نیک اختر سے سید حسن کا عقد کر دیا اور مراحم خسروانہ فرمائے یہاں تک کہ سید حسن موصوف کے سات فرزند ہوئے۔ اس کے بعد زمانہ ناسازگار نظر آیا۔ بزرگوار نے قصد وطن فرمایا شاہ نے ہر چند ٹھہرانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ مجبوراً اس قافلہ کو رخصت کیا اور خفیہ طور پر مبارک شاہ بادشاہِ دہلی کو حالات لکھ کر انکو روکنے کی کوشش کی۔ چنانچہ شاہ نے ان بزرگوار کے قافلہ کو عزت واحترام سے اپنا مہمان کیا اور اور قیام پر رضامند کر لیا۔ سید حسن کو دربار میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائی۔ اور جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے جارچہ اور اس کے اطراف کی املاک راجہ لوہاگڑھ کو شکست دینے کے صلہ میں شاہ دہلی نے عطا کی۔ سید محمود برقعہ پوش نے بوقت شام دوشنبہ ۱۲ محرم ۷۱۶ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک دہلی کے قریب موضع کھر بڑا جہر دلی شاہ پور میں ہے۔ آپکے بھتیجے میر سید حسن نے ۲۰ صفر ۷۳۰ھ میں وفات پائی۔ اور ان کا مزار بھی انہی کے قریب ہے۔ سید محمود برقعہ پوش اور سید حسن کے وفات کے بعد انکی اولاد میں باہمی نزاع پیدا ہوا انکے بیٹے سید ناصر بستی کو چھوڑ کر کشمیر چلے گئے اور وہیں انتقال ہوا اور دیگر بیٹے بھی ہندوستان میں متفرق مقامات پر آباد ہو گئے۔ انکے بیٹے میر موسیٰ کی نسل ضلع بجنور میں ہے۔ اور انکے چار بیٹے تھے شاہ ملک (مزار در کلونڈہ) سعید کریم الدین (مزار در کلونڈہ) اسحاق (مزار در کلونڈہ) جلال شاہ (مزار در بیدی ضلع بجنور)۔ سید میر میران کی نسل سرہند میں۔ سید بندگی شاہ کی نسل پنجاب اور جارچہ میں ہے اور مزار بدایوں میں ہے۔ سید اسحاق کی نسل ضلع انبالہ میں ہے۔ سید ابراہیم کا مزار قصبہ جلیسر ضلع ایٹہ میں ہے۔ اور سید زین العابدین کی نسل جارچہ میں ہے۔ اور مزار جیور میں ہے۔ کچھ عرصہ بعد اسی خاندان کے چشم وچراغ یعنی دوسرے بھائی سید علاؤالدین کے فرزند سید علی وسید مسیح سبزواری بزمانہ بہلول شاہ لودھی سبزوار سے ہندوستان تشریف لائے اور شاہ کو اپنے شجرے دکھائے اور حقوق سے آگاہ کیا۔ شاہ نے وہی جائیداد جارچہ عطا فرمائی آپ نے از سر نو بستی کی آبادی شروع کی۔ اس کی خبر ہوئی تو اطراف سے سید روحی ابن سید ناصر و پسرِ میر میران اور پسر بندگی شاہ آ گئے اور دعویٰ ملکیت کیا اور یہ سب شاہ دہلی کے دربار میں بغرض فیصلہ رجوع ہوئے شاہ نے کہا کہ اب فیصلہ کے لئے اپنے مورث اعلیٰ سید محمود برقعہ پوش سے رجوع کیجئے۔ چنانچہ یہ سب مزار مبارک پر پہونچے۔ مزار مبارک کی خدمت

ایک درویش باوا ملک کے سپرد تھی۔ ان کو بشارت ہوئی کہ میرے فرزند فیصلہ کے لئے آ رہے ہیں۔ تم ایک روٹی کے چار ٹکڑے کر کے ایک ایک ٹکڑا تقسیم کردو اور کہدو کہ تمہارے حق میں یہی فیصلہ ہے۔ چنانچہ اسی فیصلہ پر سب رضا مند ہو گئے اور شاہ دہلی نے بھی اسی فیصلہ پر فرمان لکھ دیا۔ سید مسیح برادر سید علی سبزواری اپنے وطن سبزوار واپس چلے گئے۔ اور سید علی سبزواری اور انکی اولاد جارچہ اور جہولس میں آباد ہوئے۔ اس چوتھے حصہ ملنے کی وجہ سے سید علی سبزواری کی اولاد چہارم والے کہلاتے ہیں۔ علامہ ابن حسن جارچوی بھی خاندان چہارم سے تعلق رکھتے تھے۔ اب ۱۹۷۰ء میں جارچہ کا ضلع بلند شہر کے بجائے غازی آباد اور تحصیل سکندر آباد کی بجائے دادری ہے۔

حالات زندگی

آپ کے والد بزرگوار سید مہدی حسن صاحب مرحوم میرٹھ میں ملازم تھے۔ اس لئے مولوی ابن حسن صاحب کی پیدائش ۲۱ مارچ ۱۹۰۲ء کو میرٹھ میں ہوئی۔ آپ ابھی پانچ سال کے ہی تھے کہ والد ماجد کا انتقال ہو گیا اور آپکی تربیت و تعلیم آپ کے نانا سید حیدر حسن نے کی۔ ابتدائی تعلیم جارچہ میں ہوئی۔ علوم مشرقیہ کی تعلیم اورنیٹل کالج رامپور اور لاہور میں حاصل کی۔ مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ انٹرنس Matric فیض عام انٹر کالج میرٹھ سے پاس کیا اور ایم۔ اے۔ او ایل ڈگری اسلامیہ کالج لاہور سے حاصل کی۔ اس کے بعد ۱۹۳۳ء میں علی گڑھ کالج سے بی ٹی پاس کیا۔ آپ جارچہ میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس زمانے میں ایم اے پاس کیا تھا۔

قومی خدمات

آپکو شروع ہی سے ملک و قوم کی خدمت کا شوق رہا ہے۔ جن دنوں صوبہ سندھ میں قیام رہا تھا آپ برابر تبلیغی مشاغل میں مصروف رہے۔ تحریک جنت البقیع کے سلسلہ میں بڑا کام کیا اور آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے اجلاس منعقدہ سکھر کو کامیاب بنانے میں بڑی مدد کی۔ ایک سندھی رسالہ کراچی سے جاری کیا۔ لاہور کے قیام کے زمانے میں پنجاب کے شہروں میں ڈینگ شیعہ موومنٹ کی بنیاد رکھی۔ آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے اجلاس منعقدہ لاہور کی مجلس کے صدر بھی مقرر ہوئے تھے۔ مجلس عزا کو امام باڑوں کی محدود چہار دیواری سے نکال کر ایک بین الاقوامی [illegible] ہے چنانچہ کئی سال تک

ملتان میں محرم کے زمانے میں پبلک گارڈن میں مجالس منعقد کرائیں اور خود تقریریں کیں جن میں دس دس ہزار کا مجمع ہوتا تھا اور ہر مذہب وملت کے افراد شرکت کرتے تھے۔ ملتان میں چالیس ہزار افراد کا ایک کامیاب جلوس مظالم ابن سعود پر احتجاج کرنے کے لئے نکالا۔ قدیم طرز ذاکری میں اصطلاح وترمیم کے زبردست حامی تھے۔ شہید نینوا، شہید کربلا، فلسفۂ آل محمد حصہ اوّل و دوئم لکھ کر فلسفۂ شہادت کو ایک اچھوتے انداز میں پیش کیا اور قوم کو دعوت عمل دی۔ آپ نے دہلی سے رہبر رسالہ کے ذریعہ ملت خوابیدہ کو بیدار کرنیکا اہم فریضہ بھی انجام دیا۔ آپ لاہور میں مدرسۃ السنۃ شرقیہ میں عربی کے لکچرار تھے۔ بی ٹی کے بعد جامعہ ملیہ دہلی میں پروفیسر ہو گئے۔ تعلیم وتدریس سے خاص شوق رہا۔ ثانوی جماعتوں میں اسلام کی تعلیم پر ریسرچ کیا چنانچہ آپ کا ایک مقالہ جو آل انڈیا مسلم ایجوکیشن کانفرنس منعقدہ راجپوت میں پڑھا گیا تھا۔ کافی مقبول ہوا۔ کئی سال تک آپ بمبئی تشریف لے جاتے رہے اور وہاں اپنے نظریہ کے مطابق مجلس میں جدید طرز پر ذاکری فرماتے رہے۔ بمبئی کے انگریزی، اردو اور گجراتی اخبارات نے آپ کی تقاریر پر اچھے تبصرے کئے ۱۹۳۷ء کے عشرہ محرم میں تبصرہ کرتے ہوئے سرفراز لکھنو کے نامہ نگار خصوصی نے بمبئی سے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا۔

"ہماری قوم کی دوسری مایہ ناز ہستی جو درد دینی وقومی بہبود کے خیال سے بمبئی کو اپنی تشریف آوری سے مشرف ومفتخر کرتی رہتی ہے۔ علامہ جارچوی کی ذات ہے۔ علوم مشرقی ومغربی دونوں نیائیں آپ سے دوش کی زینت ہیں اور جسم پر ٹھیک اترتی ہیں۔ علوم جدید اور ضروریات زمانہ کے احساس نے آپکی تقریر کو ہر طرح تبلیغ کے لئے موزوں اور آپکی ذات کو تبلیغ کا اہل بنا دیا ہے۔ آپ کی ذاکری حقائق ومعارف کا گنجینہ۔ آپ کا بیان عرفان وایقان کا سرچشمہ اور آپ کے موعظے حقیقی معنوں میں موعظے ہیں۔ آپکی تقریر قوم کے نوجوانوں کے لئے اپنے اندر ایک پیغام عمل رکھتی ہے اور علم وعمل اور ادب کے انواع واقسام کے پھولوں کا گلدستہ آپ کے علمی نکات آپکے فلسفانہ توضیحیں اور نفسیاتی موشگافیاں تعلیم یافتہ لوگوں کو اپنا گرویدہ کئے بغیر نہیں رہ سکتیں ہیں۔ یہی سبب ہے کہ آپنے تشریف لاتے ہی اہالیان بمبئی خصوصیت کے ساتھ توجہ نوجوان طبقہ کو دعوت عمل دی اور انجمن خدام القرآن کی بنیاد رکھی۔ الحمد للہ اس وقت سے اب تک کم وبیش تین سال ہو رہے ہیں یہ انجمن روز افزوں ترقی کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہے۔ اس کے بعد ہی توجہ نوجوانوں نے اسلام سیوا سماج قائم کی اور ہر جمعہ کو ہنڈیل کی صورت میں

قرآنی احکام اور پیغامات قریب قریب ہر مشہور زبان میں عام مسلمانِ بمبئی کے ہاتھوں میں پہونچ رہے ہیں۔ علامہ موصوف محفلِ حیدری اور محفل شاہ خراسان کی دعوت پر بمبئی تشریف لائے۔ آپ کی مجالس تمام تر علمی بیانات پر مبنی تھیں۔ یہی سبب ہے کہ آپکے یہاں زیادہ تر تعلیم یافتہ لوگ شرکت فرماتے ہیں۔ بڑے بڑے پروفیسران کالج کے طلباء اور دوسرے علم دوست حضرات وقت سے پہلے ہی جمع ہوجاتے تھے۔ اور ایسے صاف اور ستھرا رنگ کا اجتماع ہوتا تھا جو کم از کم بمبئی میں تو مشکل سے نظر آسکتا ہے۔ بھاؤنگر، کاٹھیاواڑ سے نوجوانوں نے بھی ۱۹۳۶ء کے جہلم میں آپ کو دعوت دی۔ اور آپ کی مجالس وہاں پر بڑی کامیاب ثابت ہوئیں انجمن وظیفہ سادات و مومنین کے بڑے خیرخواہ ہیں۔ اکتوبر ۱۹۳۳ء سے مسلسل ممبر چلے آرہے ہیں"

سرفراز لکھنؤ مورخہ ۹ اپریل ۱۹۳۷ء

یہاں سے راقم الحروف ڈائرکٹری اپنی ذاتی معلومات کی بنا پر اضافہ کررہا ہے چونکہ راقم کا قیام اس زمانہ میں بمبئی میں ہی تھا۔ بعد کو مولانا موصوف عشرہ محرم پر مغل مسجد تشریف لاتے رہے۔ آپ کا جو رہبر دہلی سے اردو میں نکلتا تھا اس کو خوجہ نوجوانوں نے گجراتی میں بھی شائع کیا (اور دوسری تصانیف کے گجراتی میں ترجمہ کرنیکا بیڑا اٹھایا۔ جس کے حصول کے لئے لیتق رہبر بک ایجنسی قائم کی گئی۔ انجمن خدام القرآن کے قیام کے بعد خوجہ نوجوانوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کی بلخصوص مذہبی شعبہ میں اور عبدالحسین تھاریانی صابر جیسے شاعر پیدا کئے۔ علامہ نے عبدالحسین صابر تھاریانی کے انتقال پر گہرے رنج کا اظہار کیا تھا اور خود انکی مجلسِ سوئم پڑھی تھی انجمنِ خدام القرآن کے ایک سرگرم کارکن سیٹھ احمد جمانی تھے۔ اور موجودہ بہت ہی سرگرم کارکن سیٹھ رجب علی بانکی والے اب بھی بمبئی میں سرگرم عمل ہیں۔

حال چھولس (اقتباس گزیٹیر بلند شہر ۱۹۰۳ء) [صفحہ ۲۱]

چھولس گاؤں بشمول رقبہ ۱۰۶۸۴ ایکڑ، آمدنی ۳٫۵۰۰ جس کے ۴۵ ایکڑ ریونیٹ فری شمال پرگنہ دادری واقع ہے۔ پہلے گاؤں سادات کی ملکیت تھی لیکن اب جاٹ بھوٹنہ اور بنیوں کی ملکیت ہے۔ میر سید علی نے معیز الدین مبارک شاہ سے ۲٫۵۷۰ بیگہ اراضی رینٹ فری ٹینیور حاصل کی تھی جسکا کچھ حصہ معافی کا غدر کے بعد ضبط ہوگیا۔ یہاں ۵ پکے مکان، ۳ مساجد، ۱ عیدگاہ اور ۴ نیل فیکٹریاں، ۲۵ دکانوں کا بازار، ایک پوسٹ آفس ایک بڑا اسکول جسمیں ۹۰ طلبا اور ۳ ماسٹر تھے سنہ ۱۹۰۱ء میں کل آبادی ۲٫۶۹۶ کے ۲۳۰ مسلمان سید اور اہم جین تھے۔ ہندو آبادی بنیوں اور برہمنوں پر مشتمل ہے۔

تحریک پاکستان کے رہنما اور قائد اعظم کے رفیق کار

علامہ ابنِ حسن جارچوی رحلت فرما گئے

ان کی موت ایک قومی سانحہ ہے

قومی رہنماؤں کے پیغامات

کراچی ۱۶ جولائی (سٹاف رپورٹر) قائد اعظم کے رفیق کار ممتاز شیعہ عالم اور تحریک پاکستان کے عظیم رہنما علامہ سید ابنِ حسن رضوی جارچوی کا آج صبح معصومین ہسپتال کھڈہ میں ۶۸ سال کی عمر میں انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ علامہ جارچوی کو آج شام انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اینڈ کلچرل ریسرچ کے احاطے واقع فیڈرل بی ایریا نزد عائشہ منزل میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ مرحوم نے پسماندگان میں ایک بیوہ دو لڑکے محمد مشہود اور علی حسن اور دو صاحبزادیاں چھوڑی ہیں۔ شیعہ عالم مولانا نصیر الاجتہادی نے امام باڑہ رضویہ کالونی میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں علامہ مرحوم کے عزیز و اقارب احباب، شاگردوں سیاسی مذہبی رہنماؤں نے کثیر تعداد میں شرکت کی جنازہ میں شرکت کرنے والوں میں نواب صدیق علی خان ہاشم رضا، جی اے مدنی، مولانا تمین خطیب، پوستان علی ہوتی، سعید ہارون، علی مختار رضوی، سید شہنشاہ حسین، برصغیر کے اقلیتی رہنما سوامی کلجگ آنند کبیر پنتھی، مولانا محمد رضی، مولانا ابن حسن نجفی۔ مولانا محمد علی درانی قابلِ ذکر ہیں۔ علامہ ابنِ حسن جارچوی کافی عرصہ سے یرقان کے موذی مرض میں مبتلا تھے۔ بیماری کی شدت کے باعث انہیں ۱۴ جولائی کو معصومین اسپتال میں داخل کر دیا گیا تھا۔ جہاں آج ساڑھے چھ بجے انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ علامہ کی رحلت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے شہر میں پھیل گئی۔ تعزیت کے لئے آنے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ ممتاز شیعہ عالم علامہ رشید ترابی بھی علامہ جارچوی کی وفات پر تعزیت کرنے ان کی قیام گاہ گئے۔ جنازہ چار بجے ان کی قیام گاہ سے اٹھایا گیا اور ساڑھے چار بجے امام باڑہ رضویہ سوسائٹی میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ علامہ ابن حسن جارچوی کے سوئم کی قرآن خوانی بروز بدھ ۱۸ جولائی کو شام ۴ بجے سے ۵ بجے تک امام باڑہ رضویہ سوسائٹی میں ہوئی جبکہ پانچ بجے مجلس ہوئی جس میں علامہ رشید ترابی نے خطاب کیا۔

سوانح عمری

علامہ سید ابنِ حسن جارچوی ۱۹۰۴ء میں میرٹھ شہر میں پیدا ہوئے بچپن ہی میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو ان کے نانا سید حیدر حسن نے آپکی تعلیم و تربیت کی۔ میٹرک کرنے کے بعد علامہ جارچوی میر پور بھٹورو ضلع ٹھٹھہ (سندھ) میں اپنے بہنوئی مولوی سید شبیر حسین کے پاس آگئے جہاں عوام میں کافی مقبولیت حاصل کر لی ۱۹۲۳ء سکھر میں ہونے والی پہلی شیعہ کانفرنس میں شرکت کی جس کی صدارت شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ نے کی اور سابق چیف جسٹس ہائی کورٹ کراچی، جسٹس آغا حسن علی نے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ اس کانفرنس کے بانی میراں خیرپور تھے۔ اس کے بعد علامہ جارچوی کی صلاحیتیں انہیں پنجاب لے آئیں۔ جہاں لاہور میں قیام کے دوران پنجاب یونیورسٹی سے بی اے، ایم اے، او ایل کیا اس کے بعد علی گڑھ یونیورسٹی سے بی ٹی کرنے کے بعد علامہ جارچوی دہلی پہنچے جہاں ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۸ء تک جامعہ ملیہ کالج دہلی سے وابستہ رہے جہاں بھارت کے سابق صدر ڈاکٹر ذاکر حسین، جامعہ کراچی کے وائس چانسلر ڈاکٹر محمود حسین اور ڈاکٹر عابد حسین انکے ساتھیوں میں سے تھے ۱۹۳۸ء میں علامہ جارچوی دہلی سے ریاست محمود آباد آگئے جہاں راجہ صاحب محمود آباد کے والد نے انہیں راجہ صاحب کا اتالیق مقرر کیا۔ ۱۹۳۸ء سے ۱۹۵۱ء تک علامہ جارچوی شیعہ ڈگری کالج لکھنؤ کے پرنسپل رہے اور اسی اثنا میں وہ یوپی شیعہ بورڈ کے صدر بھی رہے۔ علامہ صاحب ۱۹۵۱ء میں بھارت سے ہجرت کر کے کراچی تشریف لائے اور جامعہ کراچی کے شعبہ معارف اسلامیہ سے منسلک ہو گئے۔ جہاں سے ۱۹۷۰ء میں ریٹائر ہوئے۔ علامہ جارچوی ممتاز ماہر تعلیم ہونے کے ساتھ شعلہ بیاں مقرر بھی تھے اور سیاست اور خصوصاً تحریک پاکستان میں ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

۱۹۴۵ء میں سر کرپس مشن بھارت آیا اور اس نے قائداعظم محمد علی جناح سے معلوم کیا کہ آپ پاکستان کیوں بنانا چاہتے ہیں؟ اور اس کے متعلق اسلامی نظریہ پیش کیا جائے تو قائداعظم نے علامہ ابن حسن جارچوی اور مولانا شبیر احمد عثمانی کو مشن کے سامنے پیش ہو کر مسلمانوں کی علیحدہ مملکت کے بارے میں تفصیلات اور اسلامی نکتہ نظر پیش کرنے کو کہا۔ علامہ جارچوی اور مولانا شبیر احمد عثمانی نے یہ کام بہت خوش اسلوبی سے انجام دیا اور دن رات کام کرتے رہے لیکن ۱۹۳۶ء میں جب قائداعظم لندن سے واپس آئے اور مسلم لیگ کی صدارت قبول کی تو علامہ جارچوی نے قائداعظم کی رہبری میں اور زیادہ جوش و خروش کے ساتھ کام کرنا

شروع کر دیا اور مرتے دم تک مسلم لیگ سے وابستہ رہتے ہوئے پاکستان کے لئے کام کرتے رہے۔ علامہ جارچوی نے انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اینڈ کلچرل ریسرچ کے قیام کا بیڑا اٹھایا اور اس کے لئے حکومت پاکستان سے پیر الٰہی دے فیڈرل بی ایریا پر ایک خطہ زمین بھی حاصل کر لیا۔ انتقال کے بعد اسی جگہ علامہ کو سپرد خاک کیا گیا۔ علامہ نے اس انسٹی ٹیوٹ کے لئے کئی کتابیں بھی لکھی ہیں جس میں فلسفہ آل محمدؐ (چار جلد) تذکرہ محمدؐ و آل محمدؐ (تین جلد) حضرت علی کا طرز جہاں بانی (انگریزی اردو) عہد مامون و علی رضا (انگریزی اردو) جدید ذاکری قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ کئی تصانیف ابھی زیر تکمیل تھیں۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۷۳ء)

تعزیتی پیغامات

مجلس علماء پاکستان کے ناظم علامہ سید نصیر الاجتہادی نے اپنے ایک تعزیتی پیغام میں علامہ ابن حسن جارچوی کے انتقال پر رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علامہ جارچوی کی موت سے پاکستان کا ایک عظیم قائد بچھڑ گیا اور اس دور میں ایک ایسے عالم کی وفات پر جو اپنی ذات میں خود ایک تحریک تھا نا قابل تلافی نقصان ہے۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم کی تحریک پاکستان سے غیر متزلزل وابستگی اور ملک و ملت کے لئے انکی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے دعا کی اللہ تعالے مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا کرے۔

متحدہ جمہوری محاذ کے سیکرٹری جنرل اور جماعت اسلامی کے رہنما پروفیسر عبد الغفور نے تحریک پاکستان کے معمر قائد اور عالم دین علامہ ابن حسن جارچوی کی وفات پر اپنے دلی رنج کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ابن حسن جارچوی صاحب کسی ایک فرقہ کے نمائندے ہی نہیں بلکہ تحریک پاکستان سے وابستگی، اسلام، پاکستان اور نظریہ پاکستان سے محبت کی وجہ سے ہر طبقہ و فرقہ میں یکساں مقبول و ہر دلعزیز تھے۔ وہ اپنی فکر و عمل میں نہایت غیر متعصب اور وسیع ظرف کے مالک تھے۔ پروفیسر غفور نے دعا کی ہے کہ اللہ تعالے انکی مغفرت فرمائے جنت میں بلند درجات سے نوازے اور انکے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

قومی اسمبلی کے رکن محمود اعظم فاروقی اور سندھ اسمبلی کے رکن افتخار احمد نے بھی علامہ جارچوی صاحب کی وفات پر اپنے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

نظام اسلام پارٹی کے صدر اور ممتاز عالم دین مولانا احتشام الحق تھانوی نے کہا ہے کہ علامہ ابن حسن جارچوی صاحب کی اچانک موت سے صرف علمی اور مذہبی حلقوں ہی کو نقصان نہیں

بلکہ سیاسی حلقوں میں بھی انکی وفات سے بڑی کمی محسوس کی جا رہی ہے اور علامہ صاحب نہایت حق گو عالم بھی تھے اور تحریک پاکستان کے مقتدر رہنما بھی۔ پاکستان کی تاریخ میں انکی خدمات ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ مرحمت فرما دے۔ آمین

سید ہاشم رضا نے علامہ جارچوی کی موت کو ایک قومی سانحہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ انکی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم مسلم لیگ سے جو ایک سیاسی جماعت نہیں تحریک ہے اس سے شروع سے آخر تک وابستہ رہے اور ہر کٹھن سے کٹھن دور میں بھی اس سے علیحدگی اختیار نہیں کی یہ ان کی مسلم لیگ اور پاکستان سے وفاداری کا بیّن ثبوت ہے۔

صوبائی اسمبلی کے رکن پروفیسر استاد علی ہوتی نے علامہ جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم نے مسلم لیگ اور پاکستان کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں انہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا وہ ایک سچے اور مخلص رہنما تھے اور انکی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ بہت عرصہ تک محسوس کیا جاتا رہے گا۔

مجلس مقررین کے صدر دوست محمد فیض نے کہا کہ مرحوم ایک ماہر تعلیم ہونیکے ساتھ ساتھ ایک شعلہ بیاں مقرر بھی تھے اور انکی زبان سے نکلنے والا ایک ایک لفظ توجہ طلب اور معنی خیز ہوتا تھا اور وہ اپنی تقریروں میں ہمیشہ طلباء کو حق گوئی اور بے باکی کا درس دیتے تھے۔

برصغیر کے اقلیتی رہنما سوامی کلجگا نند کبیر پنتھی نے علامہ جارچوی کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ علامہ ہمیشہ غریب اور محنت کش طبقے کی ہمت افزائی کرتے رہے۔

ملکہ بلتستانی نے اپنے تعزیتی پیغام میں علامہ جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق عطا فرمائے۔

شیخ لیاقت حسین جنرل سیکرٹری کراچی مسلم لیگ نے ممتاز عالم دین اور قدیم مسلم لیگی رہنما علامہ سید ابن حسن جارچوی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔

علامہ ابن حسن جارچوی کے انتقال پر کراچی بار کا اظہار تعزیت

کراچی ۱۹ جولائی (سٹاف رپورٹر) کراچی بار ایسوسی ایشن کے ایک ہنگامی تعزیتی اجلاس میں جو مسٹر شرف فریدی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ علامہ ابن حسن جارچوی کی وفات پر گہرے تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس میں منظور ہونے والی ایک قرارداد میں کہا گیا ہے کہ تحریک پاکستان میں بے مثال خدمات کی بدولت پاکستان کے ممتاز لیڈروں میں علامہ ابن حسن جارچوی کو ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ قیام پاکستان کے بعد بھی انہوں نے نظریہ پاکستان کے فروغ اور اس کے تحفظ کے لئے بے لوث کام کیا۔

ایسوسی ایشن انکی وفات سے ہونے والے ناقابلِ تلافی نقصان پر ان کے اہل خاندان سے ہمدردی کا اظہار کرتی ہے اور دعا کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ ایک قرارداد میں مسٹر امیر اعظم رضوی کے والد کی وفات پر بھی تعزیت کا اظہار کیا۔

علامہ جارچوی اور آقائے پویا کی یاد میں جامعہ کراچی میں قرآن خوانی

کراچی ۱۹ر جولائی (سٹاف رپورٹر) علامہ ابن حسن جارچوی مرحوم اور آقائے آیت اللہ حاجی مرزا مہدی پویا مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے یوم حسین آرگنائزنگ کمیٹی کے زیر اہتمام آج جامعہ کراچی میں قرآن خوانی ہوئی جس میں طلباء اور طالبات نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ قرآن خوانی کے بعد مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔

علامہ جارچوی کی وفات پر بیگم لیاقت علی خاں کا اظہار تعزیت

کراچی ۱۷ر جولائی (سٹاف رپورٹر) گورنر سندھ بیگم رعنا لیاقت علی خاں نے کہا ہے کہ علامہ سید ابن حسن جارچوی جدوجہد آزادی میں ایک سرگرم کارکن تھے۔ مولانا ابن حسن جارچوی کی وفات پر ایک تعزیتی پیغام میں انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان کے ایک بہترین خطیب اور ممتاز شیعہ عالم مولانا ابن حسن جارچوی کے انتقال کا سن کر مجھے دلی صدمہ ہوا ہے۔ مولانا مرحوم نے جدوجہد آزادی میں ایک سرگرم کارکن کی حیثیت سے جو خدمات انجام دی ہیں انکو بھلایا نہیں جا سکتا۔ میں دست بدعا ہوں خدا انکی مغفرت فرمائے اور جملہ پسماندگان کو اس سانحہ عظیم پر صبر جمیل عطا فرمائے۔

علامہ جارچوی کو متحدہ محاذ کا خراج عقیدت

کراچی ۱۷ر جولائی (سٹاف رپورٹر) متحدہ جمہوری محاذ کراچی کے ایک ہنگامی اجلاس میں علامہ ابن حسن جارچوی کی وفات کو ایک قرارداد کے ذریعہ قومی نقصان سے تعبیر کرتے ہوئے ان کی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔ اور انکے لئے دعائے مغفرت کی گئی اجلاس لیاقت آباد کے مسلم لیگ کے دفتر میں نائب صدر سیکرٹری پی راؤ مہدی حسن کی صدارت میں منعقد ہوا۔

علامہ ابن حسن جارچوی کی وفات پر ممتاز رہنماؤں اور مختلف تنظیموں کا اظہار تعزیت

کراچی ۱۶ر جولائی (سٹاف رپورٹر) نیشنل عوامی پارٹی (بھاشانی گروپ) کے رہنما سید علی مختار رضوی نے ممتاز مسلم لیگی اور شیعہ رہنما علامہ ابن حسن جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے انہوں نے

کہا ہے کہ علامہ ابن حسن جارچوی ایک عظیم عالم ہونے کے ساتھ بے باک مقرر بھی تھے۔ انہوں نے کہا کہ علامہ کی زندگی تمام علماء اور عوام کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

مجلس محبان محمدؐ و آل محمدؐ اور ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ کے رہنما میر توکل حسین عابدی نے علامہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا ہے کہ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ تحریک پاکستان کا ایک رہنما اور ایک عالم نے انتہائی بے بسی کی حالت میں دم توڑ دیا اور حکومت و شیعہ قوم کی رہنمائی کا دعویٰ کرنے والے انکی تعزیت تک کے لئے نہیں گئے۔

پاکستان شیعہ فیڈریشن کے رہنما دبیر حیدر رضوی نے علامہ جارچوی کی وفات پر اظہار رنج و غم کرتے ہوئے کہا کہ علامہ جارچوی کی وفات سے جو خلاء پیدا ہو گیا ہے اسے کبھی پر نہیں کیا جا سکتا۔

عزاخانہ حسینی کے چیئرمین سید نجم الحسن نقوی۔ پاکستان شیعہ پولیٹیکل پارٹی کے رہنما شفیق رضوی نے علامہ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ علامہ کی وفات سے شیعہ قوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔

حسن اسٹوڈینٹس فیڈریشن کے ایک ہنگامی اجلاس میں علامہ ابن حسن جارچوی کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ علامہ جارچوی اسلام کی سربلندی اور اسلامی اتحاد کے لئے کوشاں رہے انکی وفات سے علم کا ایک دروازہ بند ہو گیا۔

یادگار حضرت عباسؑ کمیٹی کے جنرل سیکریٹری زوار مختار احمد ملنگ حیدری انجمن تحفظ حقوق شیعان کے جنرل سیکریٹری سید خورشید علی، ممتاز شیعہ عالم علامہ عباس حیدر عابدی نے مختلف بیانات میں علامہ ابن حسن جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ان کی وفات کو ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔

مسٹر جی قمبر رضوی صدر انجمن ذوالفقار حیدری رجسٹرڈ کراچی نے مولانا ابن حسن جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلہ میں انجمن کا ایک ہنگامی تعزیتی جلسہ زیر صدارت جی قمبر رضوی منعقد ہوا اور مولانا کی زندگی پر ایک مختصر تقریر ہوئی اور رنج و غم کے بعد سورہ فاتحہ پڑھی گئی۔ مولانا کے جنازے میں انجمن کی نمائندگی مسٹر جی قمبر رضوی بادشاہ مرزا اور علی محمد رضوی دیپجانے کی۔

اسلامک اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے صدر احمد تھانوی اور سینئر نائب صدر قمر عباس جعفری نے کہا ہے کہ علامہ ابن حسن جارچوی نے تحریک پاکستان کے لئے جو خدمات انجام دی ہیں انہیں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ علامہ نے قوم و ملک کے لئے بے لوث خدمات انجام دی ہیں۔

یوم حسینؑ آرگنائزنگ کمیٹی جامعہ کراچی کے صدر فیروز اعظم نے علامہ جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا ہے انہوں نے کمیٹی کے تمام نیوٹس

کو علامہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے تعزیتی جلسہ منعقد کرنے کی ہدایت کی۔
انجمن اخوان المسلمین کے جنرل سیکرٹری سید قائم رضا رضوی نے کہا ہے کہ حضرت علامہ ابن حسن جارچوی کا وجود عالم اسلام اور تمام مسلمانان پاکستان کے لئے باعث فخر تھا۔ علامہ موصوف ہمیشہ قومی یکجہتی اور اتحاد کے لئے کوشاں رہے اور اپنے اس مشن میں انہیں کامیابی حاصل رہی۔

آقائے پویا اور علامہ جارچوی کے انتقال پر مولانا مودودی اور میاں طفیل محمد کا پیغام تعزیت

لاہور ۱۸ رجولائی (پ پ) جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور امیر جماعت اسلامی پاکستان میاں طفیل محمد نے آقائے محمد مہدی پویا اور علامہ ابن حسن جارچوی کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔
سٹی مسلم لیگ سکھر کے سیکرٹری حیات محمد صدیقی نے مسلم لیگی رہنما اور عالم دین علامہ ابن حسن جارچوی کے انتقال پر انتہائی رنج وغم کا اظہار کیا ہے انہوں نے کہا کہ مسلم لیگ ایک اور پرانے رہنما سے محروم ہوگئی ہے انہوں نے مرحوم کے ورثا سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے انہیں صبر کی تلقین کی ہے۔
پاکستان پیپلز پارٹی حلقہ علی بستی گولیمار کے صدر سلیم شاہ نے علامہ ابن حسن جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی وفات کو ایک عظیم سانحہ قرار دیا ہے۔
اسلامک اسٹیڈیز لیکچررز ایسوسی ایشن کے صدر مولانا دلدار علی غازی اور جنرل سیکرٹری پروفیسر محمد نسیم عثمانی نے کہا ہے کہ علامہ کی ذات ایک دور اور ایک صدی کی تاریخ تھی۔ ایک معلم مذہبی اور سیاسی رہنما کی حیثیت سے ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔
حسن کمیٹی کے چیئرمین شفیق رضوی نے کہا ہے کہ علامہ کی وفات سے قوم ایک مخلص رہنما اور حقیقی عالم دین سے محروم ہوگئی ہے۔ انہوں نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ علامہ کی یادگار قائم کی جائے۔ اور کراچی کی ایک سڑک علامہ کے نام سے موسوم کی جائے۔
اسٹوڈنٹس ویلفیئر آرگنائزیشن کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں علامہ جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی وفات کو عظیم نقصان قرار دیا گیا اجلاس میں کہا گیا کہ علامہ کی وفات سے آرگنائزیشن اپنے ایک محسن اور بہی خواہ سے محروم ہوگئی ہے۔
انجمن معصومیہ حسین آباد گولیمار کے سیکرٹری سید طارق احمد جعفری پاک یونیورسل لیگ کے صدر سید دارکین، آل پاکستان ادارۂ محفل حسینی کے رہنما ایس ایم عالم زیدی محمد اشرف، حسین زیدی، انجمن مومنین حیدری کے سیکرٹری مہدی عارضا جعفری، محمد ممتاز حسن، ایچ پنجاب اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن کے پروپیگنڈہ سیکرٹری خالد لودھی، گلگت بلتستان لداخ اسٹوڈنٹس یونین کے صدر مہدی کمالی برکی

علی مدد، سید مرتضیٰ علی شاہ سٹی کالج شام آرٹس بزم ادب کے نائب صدر علی مدد، پاک حیدری اسکاؤٹس کے جنرل سیکریٹری جعفر کاظم، جامع مسجد رشیدیہ کورنگی ۱-۶ کے خطیب قادری محمد اسمٰعیل، پاک سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن لانڈھی کورنگی کے جنرل سیکریٹری محمد اسحٰق میرٹھی، دستہ ناصران حسینؑ کے نائب صدر سید آغا جعفری اردو کالج کے مجلہ "برگ گل" کے معاون مدیر نور خاں یوسف زئی نے مختلف بیانات میں علامہ جارچوی کی وفات پر گہرے رنج کا اظہار کیا ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۷ رجولائی ۱۹۷۳ء)

کراچی ۱۸ رجولائی (اسٹاف رپورٹر) سندھ اسمبلی میں قائد حزب اختلاف اور متحدہ جمہوری محاذ سندھ کے صدر شاہ فرید الحق اور رکن اسمبلی ظہور الحسن بھوپالی نے ایک بیان میں علامہ ابن حسن جارچوی کی وفات پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علامہ مسلم لیگ کے ایک نڈر اور بے باک رہنما تھے۔ اور انہوں نے اس ملک میں نظریۂ پاکستان اور جمہوریت کو برقرار رکھنے کے لئے بیش بہا خدمات انجام دیں اور آمروں اور ظالموں کے سامنے کبھی سر نہیں جھکایا۔ شاہ صاحب نے کہا علامہ کی وفات سے ایک پاکستان پر یقین رکھنے والوں میں سے ایک اور کم ہو گیا۔ مگر ہمیں امید ہے کہ علامہ کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ اور اس ملک کے عوام کبھی بھی اور کتنے ہی مشکل حالات میں جمہوریت کے لئے کوشاں رہیں گے۔

کراچی ۱۹ رجولائی (اسٹاف رپورٹر) بزرگ وحید شیعہ عالم آقائے آیت اللہ مجتہد حاجی مرزا مہدی پویا اور علامہ ابن حسن جارچوی کی وفات پر مختلف شیعہ انجمنوں نے دونوں علما کی اچانک وفات کو ایک عظیم اور ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ پاکستان شیعہ مطالبات کے جنرل سیکریٹری سید خورشید علی اور ممتاز شیعہ رہنما سید دلبر حیدر رضوی نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ آقائے پویا کی اچانک وفات شیعان عالم کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان ہے اور جو خلا آقائے پویا کی وفات سے پیدا ہو گیا ہے اب اس کا پر ہونا ممکن نہیں ہے۔

پاک حیدری اسکاؤٹس کے جنرل سیکریٹری نے آقائے پویا کی خدمات کو سراہتے ہوئے دعا کی کہ خداوند تعالےٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ انجمن مومنین حیدری لیاقت آباد کے سیکریٹری نشر و اشاعت مہدی رضا جعفری اور نوجوان شیعہ رہنما محمد ممتاز حسن نے مجتہد اسلام آقائے پویا کی وفات پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملت جعفریہ ایک جید عالم دین سے محروم ہو گئی ہے۔ بلتستان یوتھ موومنٹ کا ایک ہنگامی اجلاس اے بی سینا لائن میں ہوا جس میں ایک قرارداد کے ذریعہ ممتاز عالم علامہ ابن حسن جارچوی اور نائب مجتہد آیت اللہ آقائے مہدی پویا کی رحلت پر گہرے افسوس کا اظہار کیا گیا اور اسے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔ انجمن رضائے حسینی کے جنرل سیکریٹری ہاشم جارچوی نے تحریک پاکستان کے عظیم رہنما اور عالم دین علامہ ابن حسن

جارچوی اور آقائے پویا کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملت جعفریہ دو ممتاز عالموں سے محروم ہو گئی۔ پاکستان لبرل اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے جنرل سیکرٹری سعید ارشد نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا ہے کہ علامہ ابن حسن جارچوی بے باک مقرر جید عالم اور حق گو انسان تھے ادارہ یادگار رسالت پاکستان کے صدر سید سرکار حسن نقوی نے اپنے بیان میں ممتاز مسلم لیگی رہنما اور شیعہ عالم علامہ ابن حسن جارچوی کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے اس سانحہ کو ملت اسلامیہ اور پاکستان کا ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے سرکار حسن نے آقائے پویا کے انتقال پر ادارہ کی جانب سے ان کی خدمات کو خراج عقیدت پیش کیا۔ بوائز اسکاوٹ کے وائس چیئرمین عالم علی اور جنرل سیکریٹری ذوالفقار زیدی نے ایک تعزیتی بیان میں علامہ جارچوی اور آقائے پویا کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان علماء کی وفات کو ملت جعفریہ کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا ہے۔ انجمن اخوان المسلمین کے جنرل سیکرٹری سید رضا رضوی نے آقائے پویا کی وفات پر تعزیتی بیان میں کہا ہے کہ مرحوم کی ذات گرامی تمام مسلمانوں کے لئے گنجینہ کمیاب کی حیثیت رکھتی تھی۔

بزم بہادر یار جنگ پاکستان کے صدر جناب محمد عبداللہ نے اپنے ایک تعزیتی بیان میں علامہ ابن حسن جارچوی کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علامہ جارچوی کی موت سے پاکستان ایک عظیم و مخلص قائد سے محروم ہو گیا۔ علامہ ابن حسن کسی ایک فرقہ کے نمائندے ہی نہیں بلکہ تحریک پاکستان کے رہنما قائداعظم کے رفیق کار۔ اسلام، پاکستان اور نظریہ پاکستان سے محبت کی وجہ سے ہر طبقہ و فرقہ میں یکساں مقبول تھے۔ خدائے قدوس مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ (آمین)

علامہ جارچوی کی یاد میں مجلس اور قرآن خوانی

کراچی ۱۹ جولائی (اسٹاف رپورٹر) تحریک پاکستان کے معمر رہنما اور ممتاز شیعہ عالم ابن حسن جارچوی مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کل شام امام بارگاہ رضویہ سوسائٹی میں ہوئی جس کے بعد مجلس عزا ہوئی جس سے ممتاز شیعہ عالم علامہ رشید ترابی نے خطاب کیا۔ علامہ ابن حسن جارچوی کے سوئم میں مرحوم کے عزیز و اقارب، احباب، شاگردوں، مذہبی و سیاسی رہنماؤں اور عمائدین شہر نے بڑی تعداد میں شرکت کی جس میں تحریک پاکستان کے رہنما حسین امام، پروفیسر اے بی حلیم، بوستان علی ہوتی، سید ہاشم رضا، سید سعید حسن، رئیس امروہوی، سید محمد تقی نیشنل عوامی پارٹی مارکسٹ گروپ کے رہنما سید علی مختار رضوی، آئی رضا، حاجی حسن علی، پی ابراہیم، آزاد بن حیدر،

مولانا عابد شبیر، مولانا عادل، مولانا محمد حسن، مولانا عباس کمیلی، علی رضا، مولانا تنویر حسین زیدی قابلِ ذکر ہیں۔ علامہ رشید ترابی نے مجلس سے خطاب کرتے ہوئے علامہ ابنِ حسن جارچوی کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم کی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے کبھی بھی کسی اختلافی مسئلہ پر گفتگو نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم کے خلوص، سادہ زندگی بے لوث محبت اور بے تکلف زندگی نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انسان کو اپنی موت کی طرف سے کبھی غفلت نہیں برتنی چاہیئے۔ اور ہر انسان کی موت ہمارے لئے درسِ عبرت ہے اور جس شخص کو موت پر یقین نہیں اس کو خالقِ کل پر یقین نہیں۔ آخر میں علامہ رشید ترابی نے علامہ جارچوی مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے فاتحہ پڑھی۔

(روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۷۳ء)

ایک اور چراغ بجھا۔!

علامہ سید ابن حسن رضوی جارچوی کی رحلت ایک ایسا قومی سانحہ ہے جسے ملک کے عوام و خواص دونوں نے بڑی شدت کے ساتھ محسوس کیا ہے۔ مرحوم علم و اخلاص کا ایک ایسا روشن چراغ تھے جس سے اہلِ علم اور طالبانِ علم کی محفلیں بھی منور رہتی تھیں۔ اور عوام کی سیاسی و مذہبی مجلسیں بھی۔ وہ بیک وقت استاد اور ماہرِ تعلیم بھی تھے۔ بہترین خطیب اور سیاسی رہبر بھی۔

مرحوم برصغیر کی تقسیم سے پہلے لکھنؤ میں شیعہ کالج کے پرنسپل رہ چکے تھے۔ پھر ۱۹۷۰ء میں جب درس و تدریس کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہوئے تو جامعہ کراچی میں معارف اسلامیہ کے پروفیسر کے قابلِ احترام منصب پر فائز تھے۔ علمی میدان کے ساتھ سیاسی میدان میں بھی اُن کی خدمات نہایت بیش بہا ہیں۔ قیامِ پاکستان کی تحریک میں وہ ایک مستعد سپاہی کی طرح شریک رہے وہ ایک کٹر مسلم لیگی کہلانے کے باوجود اس اعتبار سے ممتاز تھے کہ اپنے دامن کو جماعت کے انحطاط سے پیدا ہونے والی تمام خرابیوں سے بچائے رکھا اور آخر وقت تک اس کی اصلاح کے لئے کوشش کرتے رہے۔ ۶۸ سال کی عمر میں بھی وہ ملت کے اتحاد اور پاکستان کی سالمیت کے لئے اس وقت تک جد و جہد کرتے رہے جب تک ان کے قویٰ نے جواب نہ دے دیا۔ اُن کا یہی مسلک اور حب الوطنی تھی، جس نے انہیں بلا امتیاز سب کے لئے ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔ بالآخر یہ چراغ بجھ گیا لیکن اس کی روشنی ہمیشہ پاکستان کے ساتھ باقی رہے گی اور ملت کو نظریہ پاکستان کا راستہ دکھاتی رہیگی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی رحمت و مغفرت سے نوازے، آخرت میں اعلیٰ مرتبے عطا کرے، اور انکے احباب و اقربا کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔ (اداریہ نوائے روزنامہ جنگ ۱۸ جولائی ۱۹۷۳ء)

علامہ ابنِ حسن جارچوی مرحوم

جو آخر وقت تک ملّتِ پاکستان کی خدمت کرتے رہے

مولانا محمد علی درّانی کے قلم سے

علامہ ابن حسن جارچوی جنہیں مرحوم لکھتے ہوئے قلم کانپ رہا ہے۔ کل چار بجے صبح تک ہماری دنیا میں تھے اور اب ہم سے دور اور بہت دور اپنے اس آقا و مولا کی خدمت میں جا پہنچے جس کی مداحی میں ساری عمر اپنا تمام زورِ بیان اور زورِ قلم صرف کرتے رہے۔

مرحوم اب سے ۶۸ سال قبل قصبہ جارچہ ضلع بلند شہر (یوپی) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد متوسط زمیندار ہونے کے ساتھ ذی علم و با اثر بھی تھے۔ نہ صرف قصبہ جارچہ بلکہ پورے یوپی ان کی انتہائی تعظیم و تکریم کی جاتی تھی۔

حضرت علامہ کو بچپنے ہی سے تحصیل علم کا شوق تھا۔ ابتدائی تعلیم قصبہ جارچہ ہی میں والد سے حاصل کی۔ گلستان و بوستان گھر پر پڑھ لینے کے بعد اسکول کا رخ کیا۔ خداداد ذہانت کے سبب ہمیشہ ہر امتحان میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ جتنا پڑھتے رہے تحصیل علم کا شوق بڑھتا رہا حتیٰ کہ تحصیل علم دین کی لکھنؤ پہنچے۔

مدرسہ ناظمیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد مدرسۃ الواعظین لکھنؤ میں داخلہ لیا۔ فن خطابت سیکھ کر تبلیغ دین پر کمربستہ ہوئے اور غیر منقسم ہند میں اپنے انداز بیان اور طرز خطاب سے مقبول عام ہوئے۔ لیکن آپ نے بذات خود اپنے اندر ایک کمی محسوس کی اور وہ یہ کہ میں کتب اسلامیہ (عربی و فارسی) کے حوالہ جات تو دے سکتا ہوں چونکہ انگریزی نہیں آتی اس لئے کسی انگریز مورخ کے حوالہ جات پیش کرنے سے قاصر ہوں۔ بس اس خیال کے آتے ہی انگریزی سیکھنے کا عزم کیا۔ اور ۲ سال کی قلیل مدت میں انگریزی کتب کے مطالعہ پر قدرت حاصل کر لی۔ اردو کے مضامین خود لکھتے خود ہی ان کو انگریزی میں ترجمہ کرتے اور کبھی پروفیسر سے رجوع کرتے تو وہ متحیر ہو جاتا۔ اور کہتا کہ مولانا جس کو اتنی انگریزی آتی ہو اسے تو کسی یونیورسٹی کا چانسلر ہونا چاہیئے۔

اک زمانہ تھا کہ آریہ مسلمانوں سے برسرِ مناظرہ رہتے تھے آپ نے ان مناظروں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نہ صرف اپنی علمی قابلیت بلکہ خداداد ذہانت سے بھی کام لے کر وہ مسکت جوابات دیئے کہ

آریوں کو خاموش ہی ہو جانا پڑا۔ مثلاً لاہور میں ۳۹ء میں آریہ اور مسلمانوں کا مناظرہ تھا۔ دور دور سے اہل علم جمع ہوئے تھے۔ لاہور میں اگرچہ علامہ کنتوری اعلیٰ اللہ مقامہ کی شخصیت تھی جو ہر مذہب و ملت کے افراد سے ان ہی کی کتابوں سے دلائل و براہین پیش فرما کر لاجواب فرما دیا کرتے تھے۔ لیکن حضرت علامہ ابن حسن جارچوی کو بھی دعوت شرکت دی گئی۔ آپ لاہور پہنچے معلوم ہوا آریوں سے مناظرہ ہونے والا ہے۔ وہ وقت بھی آیا جب آریوں نے سوال اٹھایا کہ مسلمان جو یہ کہتے ہیں کہ قرآن ہماری الہامی کتاب ہے۔ غلط ہے (معاذ اللہ) یہ ہندی اور سنسکرت کے ویدوں کا عربی ترجمہ ہے۔ نام بھی تبدیل کر لئے گئے ہیں خلاف اوتار کو ہندی اور سنسکرت میں یہ کہا جاتا ہے۔ اور اس کی عربی یوں بنائی گئی ہے۔ آریہ حضرات مع اپنی تمام علمی قوت اور ذخیرہ کتب کے جمع ہوئے اور علی الاعلان مسلمانوں کے عام مجمع میں اپنا دعویٰ پیش کیا۔

حضرت علامہ ابن حسن جارچوی مرحوم نے آریہ لوگوں کی بھرپور حمایت کی اور کہا کہ میں آپ لوگوں کی رائے سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ تیرہ سو سال کی چوری آج پکڑی گئی لائق تحسین و آفرین ہیں آپ لوگ کہ آپ نے اس چوری کا سراغ لگایا ہم مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے اور آج تک قرآن کو الہامی کتاب ہی سمجھتے رہے۔ واہ رے مسلمانو! تم سے اتنا بھی نہ ہو سکا کہ اپنے لئے ایک انوکھی اور اچھوتی کتاب ہی بنا لیتے دوسروں کے مال پر ڈاکہ ڈالا۔

آریہ بہت خوش تھے کہ ایک مولوی تو ہمارا ہم خیال نکلا۔ یقیناً اب مسلمانوں کو ماننا پڑے گا کہ جسے قرآن کہا جا رہا ہے وہ ویدوں کا عربی ترجمہ ہے۔ مولانا نے فرمایا۔ اے آریہ بھائیو! اب تم اپنا سوال لکھ کر ہمیں دو تاکہ سند رہے۔ جب تحریری شکل میں اعتراض حاصل کر لیا تو فرمایا۔

کیوں مسلمانو! تم نے دن دہاڑے ہندی اور سنسکرت کے ویدوں پر ڈاکہ ڈالا۔ آج تم سب مجرم ہو۔ مگر نہیں۔ میں تم سب کو مجرم بنانے سے پہلے اپنے آریہ بھائیوں سے ایک بات معلوم کرنا چاہتا تھا اور وہ یہ کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ جسے ہم قرآن کہتے ہیں وہ آپ کے ویدوں کا عربی ترجمہ ہے، تو یہ بتلاؤ کہ تمہارے ہندی اور سنسکرت کے ویدوں میں کتنے دیوتا اور خدا موجود ہیں۔ وہ کتاب جسے ہم الہامی کہتے ہیں اور قرآن کے نام سے پکارتے ہیں اس میں تو جگہ جگہ یہ عربی موجود ہے کہ بس ایک خدا کی عبادت کرو۔ خدا کے سوا کسی کو معبود نہ مانو۔ ایک کا اقرار کرو۔ اور سب کی نفی کرو۔ بتاؤ تمہارے کس وید میں ہندی یا سنسکرت میں یہ عبارت موجود ہے جسے عربی میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ کیا یہ کتابوں کے انبار جو ساتھ لے کر آئے ہو اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ ان میں ایک خدا کی وحدانیت کے اقرار پر بار بار زور دیا گیا ہے۔ لاؤ مجھے دکھاؤ اور میں آج ہی اس مجمع میں اپنے آریہ ہونے کا اعلان کرتا ہوں اور وصیت نامہ لکھے دیتا ہوں کہ میری کوئی اولاد مسلمان نہ رہے۔

اب کیا تھا آریہ ایک دوسرے کی بغلیں جھانک رہے تھے۔ ادھر مسلمانوں کا مجمع تھا کہ مولانا کی حاضر دماغی سے انگشت بدنداں تھا۔ بالآخر آریوں کو یہ کہکر بھاگنا پڑا کہ ہمیں مطالعہ کا وقت دیجئے۔

اس واقعے نے مولانا کی علمیت اور شخصیت کو چار چاند لگا دیئے۔

مولانا نے اپنے طرز بیان میں وہ اندازِ گفتگو پیدا کیا جس کی حالات حاضرہ کے تحت ضرورت تھی۔ آپ نے سیرت النبی کو اپنانے پر جو تقاریر کیں ان میں اس بات پر اشد زور دیا کہ ہمیں حضور پاک کی ازدواجی زندگی ہی کو سامنے رکھ کر عمل پیرا ہونے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے، بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں اُن کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مجالس میں بھی حالاتِ حاضرہ کے تحت گفتگو فرماتے تھے۔ انکی تلقین تھی کہ حسینیت کو اسطرح اپناؤ کہ اگر حسینؑ نے یزید کی دولت کو ٹھکرا دیا تو تم زر کے پجاری نہ بنو۔ حسین نے حق کو نہ چھوڑا تو تم ناحق کو حق نہ سمجھو۔ حسین نے طاقت کے آگے سر نہ جھکایا تو تم بھی اپنے اندر وہ جذبہ پیدا کرو کہ کوئی باطل قوت تمہیں حق گوئی سے نہ روک سکے۔ حسینؑ کا مقصد ایک اور نیک تھا۔ اگر ہم سب کا مقصد ایک اور نیک ہے تو پھر ہم میں باہم اتحاد کیوں نہیں۔ مولانا کی تقاریر کیا ہوتی تھیں درس عبرت ہوتا تھا۔ آپ کی تقاریر کا تمام تر نچوڑ اتحاد باہمی رہتا۔ اسی لئے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے آپ کو مسلم لیگ میں دعوتِ شمولیت دی اور فرمایا کہ "مولانا روحِ اتحاد آپ پھونکیئے، باقی کام عوام سے میں لیتا رہوں گا۔ چنانچہ آپ نے قائداعظم کی اس فرمائش کو پورا کرنے میں اپنی پوری قوت بیان صرف کی اور واقعہ کربلا سے اتحاد، یقین محکم اور تنظیم کے پہلو لے کر عام مسلمانوں کو مسلم لیگ کے پرچم تلے جمع کر دیا۔

یہ بات محتاج بیان نہیں کہ تحصیلِ علم کو حصول معاش کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ لیکن مولانا مرحوم نے اپنے علم کو حصول زر کا ذریعہ بنانے سے ہمیشہ گریز کیا۔ غیر منقسم ہند میں تقریباً عام جگہوں کے علاوہ ریاستوں اور رجواڑوں میں بھی بُلائے گئے۔ لیکن آپ نے کبھی کوئی پیسہ بطورِ انعام یا اپنے بیان کے معاوضہ کی صورت میں قبول نہیں کیا۔ جو مرحوم کی سیرچشمی اور فارغ البالی کا بیّن ثبوت ہے۔

پاکستان آنے کے بعد جناب لیاقت علی خان تک سرکاری تقاریب میں آپ کو مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے دعوتِ شرکت دی جاتی رہی۔ کبھی کہیں شریک بھی ہوئے اور کبھی یہ کہکر معذرت پیش کردی کہ امیروں میں فقیروں کا کیا کام۔

حکومت میں بااثر ہونے کے باوجود کبھی اپنے ذاتی مفاد کے خواہاں نہ ہوئے۔ اور اگر کبھی اعزا اور احباب میں سے کسی نے کسی قسم کی سفارش چاہی تو یہ کہکر خاموش ہو گئے کہ اگر خدانخواستہ

میری سفارش رد کر دی گئی تو تمہیں تو کوئی رنج نہ ہوگا اور کوئی زینہ تلاش کر لو گے۔ لیکن میرے دل میں اُس کی طرف سے رنج باقی رہ جائیگا جو میری بات نہ مانے گا۔

آپ کی ساری زندگی دینی اور علمی خدمات میں بسر ہوئی۔ آپ نے متعدد کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کے زور قلم کا لکھا ہوا تذکرۂ محمدؐ و آل محمدؐ آج بھی بی اے کے درس میں شامل ہے۔

گزشتہ سال۔ اگست میں حکومت نے نصاب دینیات کے سلسلہ میں چند علماء کو اسلام آباد میں دعوت شرکت دی۔ مولانا مرحوم باوجود اپنی ضعیفی اور پیرانہ سالی کے اسلام آباد پہنچے اور محکمہ تعلیمات کے سربراہوں سے مسلسل گفتگو فرمائی۔

آپ اپنی ضعیفی، کمزوری اور مجبوری کے پیش نظر بغیر سہارہ کے نہ چل سکتے تھے نہ اٹھ بیٹھ سکتے تھے۔ اس کے باوجود کراچی کی انجمنوں کی دعوتوں کو کبھی رد نہ فرمایا۔ جہاں بلائے گئے اور نہ صرف شرکت فرمائی بلکہ اپنے طرز خطابت سے بھی سامعین کو مستفیض فرمایا۔

دنیا فانی ہے۔ بقا صرف ذات احدیت کو ہے۔ بقول شخصے ضعیفی بذات خود ایک بیماری ہے۔ اب سے ڈھائی ماہ پیشتر راقم الحروف کو شرف قدمبوسی حاصل ہوا تھا۔ مزاج پرسی کی تو فرمانے لگے تو بیٹے گزر رہے ہیں لیپا پوتی سے کب تک کام چلے گا۔ بس اب ہم پا بہ رکاب ہیں۔ میاں کبھی یاد آجائیں تو فاتحہ پڑھ دیا کرنا۔ پھر یہ شعر پڑھ کر خاموش ہو گئے۔

فقط ذاتِ معبود جاودانی ہے
باقی جو کچھ بھی ہے وہ فانی ہے

(بشکریہ۔ روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۸۳ء)

بقیہ: قصبے چارچہ کی عزاداری ص۲۴ سے آگے

بازار میں دو مقام پر تقریر ہوتی ہے۔ پہلی تقریر خیالی کے چوک میں ہوتی ہے، دوسری تقریر بیچ بازار میں گھنٹہ گھر کے سامنے۔ ان تقریروں کے بعد ماتم کرتے ہوئے ٹھیک ۴ بجے یہ جلوس امام باڑہ چوپال کلاں میں پہنچ جاتا ہے۔ یہاں مجلس ہوتی ہے۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ ماتم۔ ماتم ہونے کے بعد تعزیہ و علم وغیرہ کربلا جانے لگتے ہیں۔ علاوہ دوسرے تعزیوں کے دو تعزیے بالوں (گھاس) کے ہوتے ہیں۔ ان پر باقاعدہ بالوں بجائی جاتی ہے کربلا پہونچکر تمام تبرکات بڑھا دیے جاتے ہیں۔

بستی میں جا بجا شربت کی سبیلیں ہوتی ہیں۔ عشرہ کی رات کو مولانا قاری سید ظہیر العباس صاحب قبلہ کی حویلی میں زنانی مجلس شام غریباں ہوتی ہے۔ اور رکابھٹے کے امام باڑہ سے ذوالجناح برآمد ہو کر ماتمی دستے کے ہمراہ امام باڑہ چوپال کلاں میں آتا ہے، یہاں آکر جلوس کا اختتام ہوتا ہے۔ اس طرح سے یہاں کا محرم ختم ہو جاتا ہے۔

جو اَب مَرحُوم ہیں!

مولانا ابنِ حسن جارچوی

تحریر: ضیاء الحسن موسوی

یہ ۱۹۳۶ء کی بات ہے، دہلی میں موری گیٹ میں اجتماعی مجالس ہو رہی تھیں۔ میرے والد مرحوم، حکیم محمد احمد نقوی صاحب سے طبی مشورے کے لئے دہلی میں تھے۔ میں ان کے ہمراہ اس مقرر کو سننے کے لئے گیا جو ایک نئے طرز تقریر کا بانی کہا جاتا تھا۔ اور جو اس جاگیرداری کے دور میں اسلام کے اس اقتصادی اور سماجی نظام کی دعوت دیتا تھا جس کو آج ۱۹۷۰ء میں ہم اسلامی سوشلزم کہتے ہیں۔ بچپن کی وہ سنی ہوئی تقریر مجھے آج تک یاد ہے اور مقرر تھے مولانا ابن حسن جارچوی جو اس کے بعد ۱۹۳۷ء میں راجہ صاحب محمود آباد کے قائم کردہ "دارالتصنیف والتالیف امیریہ" سے منسلک ہوئے اور جن کو بہت قریب سے دیکھنے اور سننے کا موقع ملا۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل اور ایم اے ایم او ایل کرنے کے بعد وہ پہلے جامعہ ملیہ اور پھر ریاست محمود آباد سے وابستہ ہو گئے۔ جہاں ان کے ساتھ متعدد فاضل و علماء قومی سیاسی اور علمی خدمات میں مشغول تھے۔ برادر مکرم راجہ صاحب محمود نو عمری ہی سے انقلابی خیالات کے مالک ہیں انہوں نے اپنی ساری دولت اور توانائی مسلمانوں کی شیرازہ بندی اور خدمت اہل علم و کمال کی نذر کر دی اور خود اپنی زندگی سادگی اور قلندری سے بسر کی۔ ظاہر ہے کہ مولانا جارچوی کے لئے اس سے اچھی فضا اور کونسی ہو سکتی تھی ان کی زندگی بھی تصنیف و تالیف اور مسلم لیگ کے مقاصد کی نشر و اشاعت کے لئے وقف ہو کر رہ گئی۔

مولانا جارچوی ان مسلمان عمائدین میں سے تھے جو اپنا سب کچھ عوام کی نذر کرتے ہیں اور اپنی رہنمائی اور مساعی کی کوئی قیمت نہیں لیتے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ قلب و ضمیر کی تجارت کے گُر ہم نے دوسروں سے سیکھے ہیں یا ہم نے دوسروں کو سکھائے ہیں مگر یہ بات ہم سب جانتے ہیں کہ اب ہم سب اس حمام میں یکساں ہیں اور اگر کوئی ہم سے مختلف نظر آتا ہے تو وہ کسی اور دنیا کی مخلوق معلوم ہوتا ہے اور مولانا جارچوی بھی ایسے ہی "ناپسندیدہ اجنبی" تھے جن کی ہم برائے نام ستائش تو کرتے ہیں مگر سوچتے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد اتنے مواقع ان کو وزیر و سفیر بننے کے ملے اور انہوں نے ان سے فائدہ نہیں اٹھایا غالباً وہ اس کے اہل نہ ہوں گے۔ قلندری کا تذکرہ تو آسان ہے مگر ؎ نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند۔

پرسوں ۱۶ جولائی کی سہ پہر کو رضویہ کالونی کے امام باڑے میں ان کی میت رکھی ہوئی تھی اور یہ طے ہو رہا تھا کہ ان کو کہاں دفن کیا جائے؟ مجھے ماضی کی یاد جہانگیر پارک لے گئی جہاں سردار عبدالرب نشتر کی میت رکھی ہوئی تھی اور لاکھوں مسلمان جمع تھے جن کے دل کی تمنا تھی کہ ان کو قائداعظم کے قریب دفن کیا جائے مگر اس عہد کے گورنر جنرل اس کے خلاف تھے۔ یکایک لاؤڈ اسپیکر پر مولانا جارچوی کی آواز بلند ہوئی اور اس آواز نے آمریت کو متزلزل کر دیا وہ عزائم جو اسلحہ کے ساتھ اس تدفین کو روکنے کے لئے تیار تھے پسپا ہو گئے اور مولانا جارچوی کی قیادت میں مجمع نے قدم بڑھائے اور شہید ملت کے پہلو میں سردار عبدالرب نشتر کی آرامگاہ بن گئی۔ آج جب "چار قومیتوں" کی گفتگو ہر مخلص پاکستانی کی دل شکنی کر رہی ہے اس واقعہ کی یاد کتنی ضروری ہے۔ اور اگر ہم نے ایسے واقعات کو یاد نہ رکھا تو پاکستان کی ایک تحصیل اور ایک گاؤں کے آدمی کو دوسری جگہ دفن ہونے کے لئے بھی زمین نہ ملے گی۔ مسلم قومیت کو مولانا جارچوی ایک ایسی حقیقت سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے لئے علاقائی اور صوبائی اختلافات کی گفتگو ان کے نزدیک شرک سے کم نہ تھی۔

مولانا جارچوی سیاسی جماعتوں کے ایکٹ کے خوف سے نہیں بلکہ اپنے اصولوں کے تقاضوں سے مسلم لیگی تھے۔ اور مسلم لیگی رہے مگر وہ اس سیاست کے مکتب سے تعلق نہ رکھتے تھے جس میں دوسری جماعت کی ہر بات کی مخالفت واجب ہوتی ہے خواہ وہ کتنی اچھی ہی کیوں نہ ہو۔ وہ کسی فرد کے بھی ایسے مخالف نہ تھے کہ ان کو اس میں کوئی خوبی ہی نظر نہ آتی ہو۔ صدر ایوب کے عہد میں جب بنیادی جمہوریت کے نام سے محدود جمہوریت کی راہ ہموار ہوئی تو انہوں نے اس کو بھی غنیمت سمجھا مگر اس کے ساتھ ہی جب اس کا عملی نقشہ سامنے آیا تو انہوں نے بریگیڈیر ایف آر خاں کی بلائی ہوئی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا جناب والا آپ کے سامنے جو یہ بنیادی جمہوریتوں کے چیئرمین بیٹھے ہیں اب لوگ ان کو "چور مین" کہتے ہیں اس لئے کہ یہ عوام کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے اور چور دروازوں سے فرار ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی تقریر میں ایسے ہی چٹکلوں سے ایسی چٹکیاں لیتے تھے جن کی کسک مشکل سے جاتی ہے۔

اسی طرح پولو گراؤنڈ کے عظیم الشان جلسۂ عید میلاد میں جب ایک عالم نے تقریر میں یہ کہا کہ میں عالم اسلام میں جہاں بھی گیا وہاں صدر ایوب کی ستائش ہی ستائش سنی تو مولانا جارچوی نے اپنی تقریر میں کہا کہ حضرات چونکہ یہ جلسہ عید میلاد النبی کا ہے اس لئے میں اپنی تقریر فقط نعت رسول تک محدود رکھوں گا۔ اور پورا مجمع اس جرأت آمیز طنز کو سمجھ گیا۔ مگر جب صدر ذوالفقار علی بھٹو اور موجودہ قومی اسمبلی کے ارکان کی اجتماعی مساعی سے متفقہ دستور پاس ہو گیا اور گورنر سندھ بیگم لیاقت علی خاں نے صدر پاکستان کے اعزاز میں استقبالیہ دیا تو انہوں نے اپنے شوہر کے رفیق کار اور تحریک پاکستان کے عظیم کارکن

کی حیثیت سے مولانا جارچوی کو بھی مدعو کیا یہ آج سے چند ماہ پہلے کی بات ہے جب مولانا جارچوی علالت کی منزلوں سے گذر رہے تھے اور ان کے لئے چلنا پھرنا مشکل تھا مگر وہ اس جشن میں شریک ہوئے میں نے دیکھا کہ صحافیوں کی گیلری کی آخری صف میں وہ بیٹھے ہیں تو عرض کیا کہ وہ عمائدین کی صف اول میں تشریف لے چلیں اس پر وہ مسکرائے اور مجھے بھی اپنے پاس بٹھا لیا اور کہنے لگے کہ اب چلا پھرا نہیں جاتا مگر پاکستان میں جمہوریت کی بحالی کی عید میں کیسے شریک نہ ہوتا خدا کا شکر ہے کہ اب مرنے کے بعد سرزمین بے آئین میں دفن نہ ہونگا۔ وہ ذہین بیٹھے رہے اور اس نازک دور میں صدر پاکستان کی قیادت کو داد دیتے رہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ تمنا ظاہر کرتے رہے کہ کاش ملک میں رواداری اور جمہوریت کی فضا بھی پیدا ہو جائے۔

ان کی طبیعت میں تھوڑی سی ضد اور جھلاہٹ بھی تھی مگر جب وہ شیعہ کالج لکھنؤ کے پرنسپل تھے یا جامعہ کراچی کے شعبۂ اسلامیات کے استاد تھے تو طلبا کی ضد اور سرکشی کی ناز برداری کرتے تھے اور اپنے اخلاق اور خوش طبعی سے ان کو رام کر لیتے تھے۔

چلنے پھرنے میں چند سال سے ان کو بڑی دشواری ہوتی تھی پاؤں متورم ہو جاتے تھے اس کے باوجود اگر ان کو یہ معلوم ہوتا کہ ان کی تقریر یا ان کے مشورے سے کوئی مقصد حاصل ہو سکتا ہے تو وہ اس جلسے یا اجتماع میں ضرور شرکت کرتے اور کبھی اس کی پرواہ نہ کرتے کہ اجتماع چھوٹا ہے یا حاضرین کی تعداد کیا ہے۔ گذشتہ سال جب وزارت حج نے ان کو پورٹ حج کمیٹی کا رکن مقرر کیا تو وہ اس کے جلسوں میں شریک ہوئے اور مولانا کوثر نیازی کی فرمائش پر حاجی کیمپ میں جا کے تقریریں بھی کیں میں نے ان کو چھوٹے چھوٹے اجتماعات میں بھی اسی اہتمام سے تقریر کرتے دیکھا ہے جیسے وہ لاکھوں کے اجتماع میں تقریر کرتے تھے۔ وہ فقط مذہبی مبلغ نہ تھے بلکہ سیاست و اجتماعیات کے مبلغ بھی تھے۔

چند سال قبل انہوں نے ایک ادارہ تحقیقات اسلامیہ قائم کیا تھا جس میں ہر ہفتے مختلف علمی موضوعات پر تقریریں ہوتی تھیں اور پھر مقرر سے سوال جواب ہوتے تھے۔ میرے دوست جناب ولی احمد بلگرامی اس کے روح رواں تھے۔ مقررین اور سامعین فراہم کرنا انہی کا کام تھا۔ ظاہر ہے کہ خشک اور علمی تقاریر سے کس کو دلچسپی باقی رہ گئی ہے اس لئے اکثر دس بارہ حاضرین سے زیادہ نہ ہوتے اور چونکہ معاوضہ بھی نہ ملتا تھا نہ سامعین ہوتے تھے۔ اس لئے مقررین بھی گریزاں رہتے تھے بلگرامی صاحب کو اکثر میں یا مولانا حسن مثنیٰ جیسے لوگ ہاتھ آجاتے۔ اس سلسلہ میں کئی مرتبہ مجھے ان کے چھوٹے سے گھر میں جہاں کرسیوں کی بھی کمی تھی۔ تقریر کا شرف حاصل ہوا۔ اور مشرق وسطیٰ کے مسائل پر میں نے متعدد تقریریں کیں مگر حقیقت یہ ہے کہ مولانا جارچوی اس توجہ

انہماک اور ہمت افزائی سے کام لیتے تھے کہ کسی جامعہ میں صدہا طلباء اور اساتذہ کے سامنے تقریر میں وہ لطف نہیں آسکتا جو اس مختصر سے اجتماع میں آتا تھا۔ ان کا قول تھا کہ انسان کو حالات سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے اور صحیح مقصد کے لئے اپنا فرض برابر ادا کرنا چاہیئے۔ دولت کی ریل پیل اور جاہ طلبی نے قوم کو علم و فکر سے غافل کر دیا ہے اگر یہ شکوہ درست ہے تو پھر ان لوگوں کو جو اپنے کو غافل نہیں سمجھتے اس کا ثبوت دینا چاہیئے کہ وہ غافل نہیں ہیں یونہی رفتہ رفتہ کارواں بنتا جائے گا اور علم و فکر و تحقیق کا دور آ جائے گا۔

ایک ایسا خطیب جو لاکھوں کے مجمع سے خطاب کرتا رہا ہو اُس کا ایسے مختصر فکری اجتماعات سے یوں دلچسپی لینا خود اعتمادی کا اور عظمت کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے ہم جو محسوس کرتے ہیں جس بات کی تمنا اور توقع کرتے ہیں اگر ہمارا عمل بھی اُس کے مطابق ہو تو معاشرہ کی حالت بدل جائے۔

مولانا جارچوی ادب سیاست علم و مذہب شعر و سخن غرض متنوع علوم و فنون سے دلچسپی رکھتے تھے اور اس کے پس منظر میں ان کی اصول پرستی حق گوئی اور بے باکی تھی جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ وہ "محبوب" تو تھے مگر "مطلوب" نہ تھے مگر وہ اس سے بے نیاز تھے۔ قیام پاکستان کے چند سال بعد سے ماضی قریب تک ہمارا زندگی روایات کے تسلسل سے خالی رہی اداروں کے تسلسل سے خالی رہی، نیک و بد کے تسلسل سے خالی رہی اقدار کے تسلسل سے خالی رہی ہاں تسلسل نظر آتا ہے تو بیزاری میں شکووں میں اور مستقبل سے مایوسی میں ان حالات میں روایات و اقدار کا تسلسل برقرار رکھنا چڑھتے سورج کی پوجا نہ کرنا حقیقی عظمتوں سے وابستہ رہنا اور انسانیت کی حرمت برقرار رکھنا بڑا مشکل کام ہے اور مولانا ابن حسن جارچوی یہی مشکل کام زندگی بھر کرتے رہے۔ میں نے تیس سال سے زیادہ ان کو جانا اور سمجھا ہے ان سے اتفاق بھی کیا ہے اور اختلاف بھی مگر اُن کے احترام پر دل کو مجبور پایا ہے۔

تراشیدم پرستیدم شکستم
بہر رنگے کہ ہستم خود پرستم

(روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۷۳ء)

علامہ سید ابن حسن جارچوی

سید دلیر حسنین

برصغیر پاک و ہند کی تاریخ میں بہت کم ایسی سیاسی شخصیتیں ملیں گی جن کے کردار نے ایک عہد کو متاثر کیا ہو۔ علامہ ابن حسن جارچوی برصغیر کی ان چند شخصیتوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے اپنے خلوص، ایثار اور اعلیٰ کردار کی بنا پر تاریخ میں نہ صرف ایک اہم مقام حاصل کیا ہے بلکہ آنے والی نسلوں کو بھی متاثر کیا ہے۔ بعض سیاسی رہنماؤں کا خیال ہے کہ مولانا حسرت موہانی کے بعد اگر کسی نے درویشی اور فقیری کی زندگی اختیار کی ہے تو وہ علامہ ابن حسن جارچوی تھے جو تحریک پاکستان کے صف اول کے قائد ہوتے ہوئے بھی عجز و انکسار کا پیکر تھے۔

علی گڑھ اور لاہور میں دینی و جدید علوم کی تعلیم کے بعد باقاعدہ سیاست میں داخل ہوئے۔ وہ بیک وقت ایک عالم دین، ایک عظیم خطیب اور درجہ اول کے سیاست داں تھے۔ انہوں نے بہت کم عمری ہی میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی اور آخر وقت تک مسلم لیگ ہی کے ساتھ رہے۔ برصغیر میں انگریزوں کے خلاف تحریک آزادی میں پیش پیش رہتے ہوئے وہ قائداعظم کے ساتھ اس موقف پر قائم تھے کہ "ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے علیحدہ ریاست ہونی چاہیئے" انگریزوں نے استحصال، جبر و تشدد اور ہندو نوازی پالیسی نے مسلمانوں کے وقار کو بہت مجروح کیا تھا۔ انگریز یہ نہیں چاہتے تھے کہ مسلمانوں کو دوبارہ مستحکم کیا جائے یا انہیں جدید تعلیم سے آراستہ کیا جائے کیونکہ انہیں خوف تھا کہ اگر مسلمان دوبارہ بیدار ہو گئے تو وہ ایک بار پھر ہندوستان پر حکمرانی کرنے لگیں گے۔ مسلمانوں کو نیچا رکھنے میں ہندوستان کے شہریوں نے برطانوی سامراج کا ساتھ دیا اور ان ہندوؤں کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان بدگمانی پیدا کی جائے اور اس خلیج کو وسیع سے وسیع تر کیا جائے۔ ان نامساعد حالات میں مسلم لیگ ایک طرف تو قومی آزادی کی تحریک لڑ رہی تھی تو دوسری طرف وہ اپنی اقتصادی و تہذیبی احیاء کے لئے ایک الگ مملکت کے قیام کے لئے جدوجہد کر رہی تھی۔ علامہ سید

ابن حسن جارچوی نے مسلم لیگ کے دیگر سیاسی رہنماؤں کے ساتھ ملکر تحریک پاکستان کو آگے بڑھایا اور اپنے خطبوں اور تحریروں کے ذریعہ مسلمانوں کو نئی فکر عطا کی۔ علامہ ابن حسن جارچوی کی ان خدمات کو قائد اعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خاں نے بھی سراہا ہے یہ علامہ صاحب کا بے لوث خلوص تھا جس کی وجہ سے بہت جلد ان کا شمار مسلم لیگ کے صف اول کے قائدین میں ہونے لگا۔

قیام پاکستان کے بعد علامہ ابن حسن جارچوی نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے وطن اور عوام کی خدمت کا مشن جاری کیا۔ انہوں نے یہاں "انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک کلچر اینڈ ریسرچ" کی بنیاد ڈالی۔ یہ وہ مرکز تھا جہاں پاکستان کے بڑے بڑے اہل فکر و اہل دانش آکر اسلام اور پاکستان سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا کرتے تھے ہیں۔ علامہ صاحب نے ایک انگریزی رسالہ "اسلام کا پیغام" جاری کیا ان کے علاوہ ان ہی دنوں میں آپ نے تاریخ اسلام سے متعلق کئی نادر کتابیں لکھیں جس میں "تذکرہ محمدؐ و آل محمدؐ" ایک ناقابل فراموش تصنیف ہے۔

ایوب آمریت کے خلاف علامہ ابن حسن جارچوی کا کردار پاکستانی عوام کی نگاہوں سے کبھی اوجھل نہیں ہو سکتا ہے۔ انہوں نے جس بے باکی اور دلیری سے ایوب کی آمریت کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے، وہ جمہوریت کے احیاء میں اہم ترین ستون کی حیثیت رکھتے ہیں حالانکہ ایوب خاں نے علامہ صاحب کو خاموش رکھنے کے لئے بڑی بھاری پیش کش کیں۔ لیکن ان کی نظر میں عوام اور ملت کا مفاد سب سے عزیز تھا۔ اگر علامہ صاحب کی جگہ اور کوئی ہوتا تو وہ ایوب خاں کی پیش کش کو فوراً قبول کر لیتا۔

علامہ صاحب آخری عمر تک کراچی یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے اور یہی ان کا ذریعہ روزگار رہا۔ انہوں نے اپنے کسی بچے کو اعلیٰ ملازمت دلوانے کے لئے کسی حکومت کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا بلکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ان کے بچے معمولی سی معمولی ملازمت کے لئے مارے مارے پھرتے تھے۔ انہوں نے اپنے بچوں کی پریشانی تو گوارہ کر لی لیکن حکومت وقت کے سامنے کبھی دست حاجت دراز نہیں کیا۔ جب میں نے ان سے کہا کہ قبلہ پیر تو آپ اپنے بچوں کے ساتھ سراسر ناانصافی کر رہے ہیں، تو انہوں نے مسکرا کر کہا کہ "اس وقت ملک کے کتنے بچے ملازمت کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں اگر میرے بچے ایسا کر رہے ہیں تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑے گی"

حسرت موہانی کی طرح علامہ صاحب نے کبھی بھی نہ تو اچھا لباس پہننے کی خواہش کی اور

نہ ہی اچھا کھانے کی ۔ وہ درویشانہ زندگی کے قائل تھے ۔ کراچی یونیورسٹی میں طالب علم آپ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور کوئی تقریب ایسی نہیں ہوتی تھی جس میں علامہ صاحب اپنے خیالات کا اظہار نہ کرتے ہوں ۔

آخری دنوں میں ان کی یہ خواہش تھی کہ وہ کسی وفد کے ساتھ چین کا دورہ کریں اور وہاں انقلاب کے بعد کی تبدیلیاں دیکھیں ۔ لیکن اس سے پہلے کہ یہ خواہش پوری ہوتی ان کی طبعی زندگی کا چراغ گل ہو چکا تھا ۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

قصبہ جارچہ ضلع بلند شہر کی عزاداری

قصبہ جارچہ ضلع بلند شہر میں قدیم بستی سادات کی ہے ۔ یہاں پہ چاند رات سے ہی مجالس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے ، پانچ مجالس دن میں اور پانچ شب میں ہوتی تھیں ۔ دن میں پہلی مجلس حاجی دار وغہ اعجاز حسین کے یہاں دوسری باون ڈھوڑی تیسری حاجی ناظر حسین دادا لیئق الحسن چوتھی بوا ہادی بیگم ٹھیکیدار عیوض علی چھٹی بابو محمد ایاس کے یہاں ہوتی تھی ۔ شب میں پہلی حاجی سکندر علی کے یہاں دوسری بولا کی ٹاپ پر تیسرے امام بارہ کانٹا ، چوتھی امام بارہ پوستی خانہ پانچویں امام بارہ چوپال ۔ ۵ محرم سے زیارتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے پانچویں تاریخ کو شب میں جناب ام رباب کی آغوش کے پالے شہزادے مجاہد کا جھولا برآمد ہوتا ہے ۔ ۶ محرم کی شب میں شبیہ پیمبر جناب علی اکبر علیہ السلام کا تابوت برآمد ہوتا ہے ۔ ۷ محرم کو جناب علی اصغرؑ کا گہوارہ اور نشان ، تیز علموں کا گشت ہوتا ہے ۔ ۸ محرم کو امام بارہ چوپال کلاں سے نشان اور علموں کا جلوس امام بارہ پوستی خانہ کے لئے ماتمی دستہ کے ہمراہ روانہ ہوتا ہے ، وہاں پہنچ کر مجلس ہوتی ہے اور جلوس کا اختتام ہو جاتا ہے ۔ ۹ محرم کو کوئی جلوس نہیں نکلتا ، بلکہ تمام امام باڑوں کے تعزیے باہر نکل آتے ہیں ۔ اس شب میں اہل ہنود و حنفی صاحبان تعزیوں کی زیارت کے لئے ہر امام باڑہ میں آتے ہیں ۔ اسی شب کو بارہ بجے مولوی قاری سید ظہیر العباس صاحب کی حویلی میں مجلس ہوتی ہے ۔ خود قبلہ و کعبہ مجلس میں ذاکری فرماتے ہیں ۔ اس کے بعد دوسری مجلس بہادر علی صاحب کے امام باڑے میں ہوتی ہے ۔ بعد ازاں امام بارہ چوپال کلاں میں مجلس ہوتی ہے اس کے بعد صبح عاشور نمودار ہو جاتی ہے ۔

صبح عاشورہ بجے حاجی سکندر علی صاحب مرحوم کے امام باڑہ میں مختصر مجلس ہوتی ہے اور وہاں سے تعزیے اور علم اٹھا کر نوحہ خوانی کرتے ہوئے امام باڑہ پوستی خانہ میں آجاتے ہیں ۔ یہاں پر مجلس ہوتی ہے اور بعد مجلس آگ اور زنجیروں کا ماتم ہوتا ہے اسی طرح ماتم کرتے ہوئے امام باڑہ چوپال کلاں میں ہیں ۔ اس جلوس کے اختتام کے بعد نقالوں کے امام باڑہ میں (جو مدرسہ دروازہ پر واقع ہے) مجلس ہوتی ہے ۔ بعد مجلس تعزیہ و علموں کا جلوس ماتمی دستے کے ہمراہ بازار میں جاتے لگتا ہے ۔

(بقیہ ص ۴۷ پر)

قطعات تاریخ وفات

علامہ ابن حسن جارچوی رضوی سبزواری

از ظہور حیدر ظہور جارچوی

ہر مسلمان کے ہمدرد تھے یہ ناصر تھے
ملک و ملت کے معین تا نفسِ آخر تھے

دین کے تھے جو بہی خواہ یہ مسلم لیگی
دی جہاں قوم نے آواز وہاں حاضر تھے

صاف گفتار ہمیشہ رہا شیوہ ان کا
دل میں جذبات جو پنہاں تھے وہی ظاہر تھے

ہے بجا ان کو اگر علم کا دریا کہدیں
تھے نکات ایسے جو امواج سے بھی وافر تھے

دل دکھانے کا اشارہ بھی نہ کرتے تھے کبھی
پاک تھی ان کی زبان قلب و نظر طاہر تھے

مولوی عالم و علامہ ادیب اور خطیب
دین دنیا کی تواریخ پہ بھی قادر تھے

فلسفۂ آلِ محمدؐ کا بہت خوب لکھا
ذاکر اللہ و پیمبر کے بھی یہ ماہر تھے

دکھ سہے ہاتھ نہ پھیلائے کسی کے آگے
مطمئن گردشِ حالات میں یہ صابر تھے

نام تھا جارچہ کا آپ کے دم سے روشن
ان کے دامن میں جو گوہر تھے وہ سب نادر تھے

سولہ [16] جولائی تھی انیس تہتر سن تھا
روزِ دوشنبہ رواں خلد کو یہ ذاکر تھے

فکرِ تاریخ جو تھی دل میں ظہور آیا خیال
کہدو۔ بیچ ابن حسن جارچوی شاکر تھے

۹۳ ۱۱۸۵۳ ۲۲۳ ۵۲۱ ۱۵ام

۱۳۹۳ھ

دلِ گلزارِ بہشت ابنِ حسن جارچوی ۱۳۹۳

۳۴ ۲۵۸ ۷۰۷ ۵۳ ۱۱۸ ۲۲۳

گلشنِ علم و عمل پہ ہے اداسی چھائی
باغبان نے سوئے فردوسِ بریں رحلت کی

آج ہر طالبِ علم انکے لئے گریاں ہے
ہو گئے سب سے جدا ابنِ حسن جارچوی

روحِ میخانۂ دیں ساقیِ کوثر سے ملی
مئے کوثر ہے نیازی کے بیاں سے چھلکی

دینِ اسلام کا ایک مبلغ نہ رہا
ہوا ایک اور مفکر سے زمانہ خالی

ملک وملت کے لئے وقف وہ بھی ذات
ناصر قائد اعظم تھے یہ مسلم لیگی،
ملک کو صدمہ ہے اس کارکن مخلص کا
دوست کہتے ہیں کمر توڑ گیا یہ غازی
قوم روتی ہے کہ یہ لوٹ مددگار گیا
وہ مسلمان گیا، تھا جو تعصب سے بری
خون روتے ہیں بجا ان کے لئے اہل وطن
سرپرستی کے لئے اب ہے کہاں ذات ایسی
جارچہ کو کیا مشہور زمانے بھر میں
مثل جعفر علی عباس حسین قاری
رشک فیضی و ابوالفضل کو ہو حافظہ پہ
نقش ہے دوستوں کے دل پہ ذہانت انکی
ذی شرف عالم دیں واقف تاریخ جہاں
انکے ہر لفظ سے ایماں کی ضیا باری تھی
کہے جاتے تھے بجا ابن حسن علامہ
انکے دل میں تھا در شہر علوم نبوی
کبھی رکتے ہی نہ تھے کہنے سے حق کی باتیں
تھے وہ دیندار کہ آتی نہ تھی دنیا سازی
اہل زر کا وہ سہارا بھی نہ کرتے تھے قبول
عمر محتاط طریقے سے گزاری ساری
ایسے خوددار کہ لڑجاتے تھے غیرت کیلئے
اور انہوں کی سفارش بھی نہ کرتے تھے کبھی
مدحت آل پیمبر جو بیاں کرتے تھے
دہن پاک سے لگ جاتی تھی پھولوں کی جھڑی
ذکر شبیرؑ جو کرتے تھے یہ خود روروکر
سننے والوں پہ عجیب ہوتی تھی رقت طاری
سولہ[۱۶] جولائی تھی انیس تہتر سنہ تھا
روز دوشنبہ ہوئے جانب جنت راہی

لوح تربت پہ لکھو مصرع تاریخ ظہور
دل گلزار بہشت ابن حسن جارچوی
۱۲ جمادی الآخر ۱۳۹۳ھ
۳۲ ۲۵۸ ۴۰۷ ۵۳ ۱۱۸ ۲۲۳
۱۶ جولائی ۱۹۷۳ء

رباعی

تاریخ وفات حضرت علامہ ابن حسن جارچوی

(از راغب مرادآبادی)

علامہ محترم تھے اثنا عشری
دلدادۂ اسوۂ حسین ابن علی
علامہ محترم کی تاریخ وفات
رونق دہ خلد ابن حسن جارچوی

از ظفر عباس ظفر جارچوی

گوہر نایاب سے نایاب تر اس سال میں کھویا — کہیں راجہ امیر احمد کہیں پر مولوی پویا
چھٹے نقادِ اعظم مولوی ابن حسن ہم سے — کہ جنکے غم میں ہم نے عید پر اشکوں سے منہ دھویا
قریب عید الضحیٰ اور اک طوفانِ غم آیا — خطابت کا قمر ڈوبا اندھیرا درس پہ چھایا
ترابی کہاں ہوگا چمن میں دیدہ ور پیدا — ہزاروں سال بھی نرگس نے اگر اشکوں سے منہ دھویا
ارسطوئے زمانہ تھا کوئی سقراط کا ثانی — ہر اک کی شورِ طبع تھی جدا ہر ایک تھا یانی
زبان ترک تھا کوئی دلِ نیولین کوئی ،، — ہر اک جامِ بقا لیکر قضا کے ہاتھ سے سویا
یہ چاروں آسمانِ علم کے روشن تارے تھے — علی حسن ممبر کے منبع ہیں یہ سب اسکے دھارے تھے

ظفر بیکس طرح سے کوئی لکھے تاریخ مرگ انکی
دہن جنکے حدیث و فقہ و قرآن سے ہوں گویا

بقیہ حال جارچہ اقتباس گزیٹیر بلند شہر ۱۹۰۳ء ص ۲۴۰، ص ۲۴۱

جارچہ بشمول رقبہ ۲۹۹ر۳ ایکڑ، آمدنی ۵۰۰ء۷ روپیہ سالانہ، شمال مشرق میں چھوٹا سا ٹاؤن ہے۔ بانی سید زین العابدین، وارد ترکستان بزمانہ تغلق خاندان، سید بادشاہ نے معیزالدین مبارک شاہ سے اراضی ۵۰۰ر۳ بیگھہ بعوض میواتیوں کو نکالنے حاصل کی تھی جو زمانہ غدر ۱۸۵۷ء بہ جرم لوٹ مار سکندرآباد ضبط ہونے پر نیلامی میں سلطان سنگھ ولد شیو سنگھ آف دہلی اور ورثا کرم علی خان تحصیلدار بھاتری آباد نے ۸،۰۰۰ ،۷ وا روپیہ میں خرید لی۔ شمال میں ۱۱ ایکڑ میں باغ تھا۔ یہاں ایک پولیس اسٹیشن تھا جو ۱۸۸۵ء میں ختم کر دیا گیا۔ یہاں ایک پوسٹ آفس اور ایک پرائمری اسکول ہے جس میں ۳۲ طلبا تھے اور ۶۹۷ پکے مکانات جن کی آبادی ۱۸۶۵ء میں ۵۱۸ر۴، ۱۸۷۲ء میں ۴۶۳ر۴، ۱۸۸۱ء میں ۷۷۶ر۳، اور ۱۸۹۱ء میں ۱۰۱ر۳ رہ گئی آخری مردم شماری میں کل آبادی ۳۸۷۳ جس میں ۲،۱۶ ہندو اور ۷۵ جین اور آریا اور ۸۲، ۱۷ مسلمان تھے۔ راجپوت و سادات کی بستی ہے۔ یہاں کا نظام ایکٹ ۲۰ آف ۱۸۵۶ کے تحت چلتا تھا۔ ۱۹۰۱ میں جائیداد ٹیکس ۶۹۵ روپیہ تھا جس میں مبلغ ۴۹۶ روپیہ پولیس مشتمل سات افراد اور ۷ خاکروب پہ ۲۲۸ روپیہ صرف ہوتا تھا۔ ۲۲۰ افراد پر ٹیکس عائد تھا ہر ایک /۳ روپیہ ٹیکس ادا کرتا تھا۔

بشکریہ ادارہ دارالفکر اچھرہ لاہور

اسلامی نظام
اور
اسلامی بلاک

علامہ ابنِ حسن جارچوی

تعارف

شیعہ اور سُنی، سُنی اور شیعہ ایک ہی شجر کی دو ڈالیاں ہیں، ایک ہی ڈالی کے دو پھول، ایک ہی منظر کی دو تصویریں، ایک ہی آیت کی دو تفسیریں، ایک ہی ساز کے دو نغمے، اور ایک ہی دل کی دھڑکنیں ہیں۔ ملّتِ اسلامیہ کی شوکت و عظمت کی داستانیں ان دونوں سے عبارت ہیں۔ تحریکِ پاکستان کا زمانہ ہو، یا ستمبر ۱۹۶۵ء کا معرکہ، دونوں نے کلمۂ توحید کا پرچم سربلند کیے رکھا ہے۔ شیعانِ علیؑ ہر مشکل مرحلے میں، ہر فیصلہ کن وقت میں اور ہر کٹھن لمحے میں اپنے دوسرے اسلامی بھائیوں کے ساتھ "یک جان اور یک قلب" ہو کر لڑے ہیں اور یوں ثابت کیا ہے کہ بھائی چارے اخوّت اور محبّت کی حقیقی اساس صرف اور صرف اسلام ہے۔ جب تحریکِ پاکستان کی ہماہمی تھی تو دونوں مسلم لیگ کے پرچم تلے تھے اب نظریۂ پاکستان کے تحفظ کا مسئلہ درپیش ہے تو دونوں پیش پیش ہیں۔ اسلام کے نیام کی یہ آبدار شمشیریں لادینی عناصر کے دل پر لرزا طاری کر رہی ہیں۔ اگرچہ لوگ کہتے ہیں کہ ایک نیام میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں، لیکن ہمارے یہاں یہ محاورہ دم توڑ بیٹھا ہے! ابنِ حسن جارچوی ایم اے متفقد شیعہ عالمِ دین ہیں اور ملّتِ اسلامیہ کے سیاسی رہنما بھی، انہوں نے علومِ دینیہ کی تکمیل کے بعد علومِ دنیا کی تحصیل بھی کی اور یوں "دین و دنیا" کی یکجائی اور یکسوئی کا عملی نمونہ بن گئے۔ تحریکِ پاکستان کے دوران انہوں نے جس طرح شبانہ روز کام کیا، وہ تاریخ کا ایک تابناک حصہ بن چکا ہے لکھنؤ میں مسلم لیگ کی نشاۃِ ثانیہ کے وقت انہوں نے اس سے وفاداری کا عہد باندھا، اور اسے نبھا کر دکھایا۔ ۱۹۵۸ء تک وہ مسلم لیگ کی مجلسِ عاملہ کے رکن رہے، لیکن اب عملی سیاسیات

سے اس لئے گریزاں ہیں کہ مسلم لیگ ہی گروپوں میں بٹ گئی ہے۔ علامہ صاحب قائداعظمؒ کے معتمد رفیق اور اسلامیانِ ہند کے مقتدر رہنما ہیں۔ انہوں نے پاکستان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ بلکہ اپنا سب کچھ اس کے لئے تج دیا۔ یہ چمن جسے انہوں نے اپنے پسینے اور محنت سے سینچا تھا۔ اس میں ان کی مرادوں اور تمناؤں کے پھول نہیں کھل پائے۔ ان کی عمر اس وقت چوّنسٹھ سال ہے۔ قویٰ ضعیف ہو گئے ہیں، لیکن ارادے جوان ہیں۔ ان کی تمنا یہی ہے کہ کسی طرح ان کی آنکھیں بند ہو جانے سے پہلے اس قوم کی آنکھیں کھل جائیں، اور یہاں ایسا معاشرہ قائم ہو جائے جس کا خواب قائداعظمؒ نے دیکھا تھا۔ اس میں وہی خوشبو چار سو پھیل جائے جس سے ریگزارِ عرب آج سے چودہ سو برس پیشتر مہک اُٹھا تھا۔ یہاں صحیح معنوں میں ایک اسلامی معاشرہ قائم ہو جائے اور لادینی قوتیں سسک سسک کر دم توڑ جائیں۔ حائری صاحب کو احساس ہے کہ یہ کام شیعہ اور سنی مل کر ہی انجام دے سکتے ہیں۔ اسی لئے وہ ساری زندگی ان کے اتحاد کے لئے کام کرتے رہے ہیں۔

اتحاد بین المسلمین ان کی زندگی کا مقصد رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں ہا تاریخی واقعات پر لڑنے کی بجائے حال کے گیسو سنوارنے کی ضرورت ہے۔ میں حائری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ گفتگو کا سلسلہ کئی گھنٹے جاری رہا۔ علامہ صاحب علالت کے باوجود میرے سوالات کا جواب بڑے صبر و سکون اور شفقت و مہربانی سے عنایت فرماتے رہے۔ باتوں کا رُخ کبھی تحریک پاکستان کی طرف مڑا۔ تو کبھی نظریۂ پاکستان کا ذکر چھڑ گیا۔ بس ان کی باتوں کے موتی چنتا رہا۔ یہ انٹرویو کی مالا انہی موتیوں سے تیار ہوئی ہے۔

حائری صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے ہمیں خاصی دیر ہو گئی تھی۔ ریاض کو اس کے بعد ایک فنکشن کور کرنے کے لئے جانا تھا۔ وہ بار بار اپنا کیمرہ اٹھاتا اور مجھے اُٹھنے کے لئے اشارہ کرتا لیکن حائری صاحب کا اصرار تھا کہ آپ لوگ چائے پینے کے بعد ہی جائیں۔ میں نے صورتِ حال ان کے سامنے رکھی اور کہا کہ چائے پھر پی لی جائے گی تو وہ ہنس کر کہنے لگے۔

نہیں صاحب، ایسا نہیں ہو سکتا۔ آخر آدمی کو اس کا احساس تو ہونا ہی چاہیئے کہ وہ مقبرے پر نہیں کسی زندہ انسان سے ملنے گیا تھا۔ اس لئے چاہئے تو آپ کو پی کر ہی جانا پڑے گا۔

٭

مسلمانوں کی نہیں اسلام کی حکومت

جب ہم پاکستان کی جنگ لڑ رہے تھے تو ہمارے ذہن میں یہی بات تھی کہ یہاں اسلامی معاشرہ قائم ہوگا۔ قائداعظم مرحوم اور دوسرے زعمانے بار بار اس کا وعدہ کیا خود ہم بھی اپنی تقریروں اور تحریروں میں یہی بات دہراتے رہے۔ پاکستان سے مقصود صرف مسلمانوں کی حکومت قائم کرنا نہیں تھا۔ بلکہ حکومت الٰہیہ کا قیام تھا۔ اگر صرف مسلمانوں کی حکومت ہی مطلوب ہوتی تو اس کے لئے اتنی تگ و دو کی کیا ضرورت تھی؟ مسلمانوں کی تو اور بھی بہت سی حکومتیں اس کرۂ ارض پر اس وقت بھی موجود تھیں اور آج بھی ہیں۔ ان میں عددی لحاظ سے ایک کا اضافہ کرنے کے لئے ہزاروں عورتوں کی عصمتیں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں جوانوں کا خون قربان کرنے میں کیا تک تھی؟ دراصل ہم اس سرزمین پر ایک اسلامی تجربہ گاہ قائم کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ دنیا کو بتا سکیں کہ اسلام ایک قابل عمل فلسفۂ زندگی اور ایک مثبت اقدار کا حامل نظام حیات ہے۔ افسوس کہ یہ مقصد ابھی تک پورا نہیں ہو سکا۔ جب کیبنٹ مشن آیا تو اس پر غور کرنے کے لیے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا اجلاس طلب کیا گیا۔ قائداعظم مرحوم نے اس میں دو علماء کو شرکت کی دعوت دی تھی ایک تو مولانا شبیر احمد عثمانی مرحوم اور دوسرے میں۔ لیکن یہ تو قائداعظم کی زندگی کی بات تھی۔ پاکستان قائم ہوا، بابائے ملت خالق حقیقی سے جا ملے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی بھی اللہ کو پیارے ہو گئے میں البتہ زندگی کی تہمت اٹھائے پھرتا ہوں۔ لیکن ہم سے تو کسی نے یہ پوچھا نہیں کہ بھئی تم لوگ قائداعظم کے معتمد تھے۔ اب بتاؤ یہاں اسلامی اصولوں کی روشنی میں آئین کیسے ترتیب دیا جائے؟

تین بلاک

بین الاقوامی سطح پر سیاست کی اٹھتی چڑھتی ہوئی لہروں کو دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ دو بلاک سرگرم ہیں۔

۱۔ سرمایہ دارانہ

۲۔ سوشلسٹ

> ہم ان دونوں بلاکوں سے الگ ایک اور بلاک تشکیل دینا چاہتے ہیں اور وہ ہے اسلامی بلاک

ہم ان دونوں بلاکوں سے الگ ایک اور بلاک تشکیل دینا چاہتے ہیں اور وہ ہے۔ "اسلامی بلاک"۔ پاکستان کے قیام کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ تمام مسلمان ملکوں کو متحد کرکے بین الاقوامی سازشوں کے آگے بند باندھا جائے۔ اس مقصد کے لئے ایک اسلامی دولتِ مشترکہ کی تشکیل ہونی چاہیئے تھی لیکن ہم سے تو یہ بھی نہ ہوسکا۔ تمام مسلمان ممالک میں سرمایہ دار اور سوشلسٹ ممالک اپنی اپنی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں اور اپنے اپنے ذہنی گماشتے پیدا کرنے کی تگ و دو میں مشغول۔ مسلمان کبھی دوسرے کے دام میں الجھ جاتے ہیں اور اپنی دنیا اپنے ہاتھوں اندھیر کررہے ہیں۔ پاکستان کے مسلمانوں نے کیونکہ یہ ملک حاصل ہی اسلام کے لئے کیا تھا اس لئے انہیں اس صورت حال کا زیادہ شدید مقابلہ کرنا چاہیئے اگر یہاں ہم کوئی دوسرا نظامِ زندگی رائج کردیں گے تو پھر ہمارے اول الذکر منزل کا حصول ممکن نہیں رہے گا۔ یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ اسلامی قوتوں کو لادینی عناصر کے سامنے متحد ہوکر بند باندھنا چاہیئے۔ گروہی تعصبات میں گھرے رہنے سے تو وہ شاخ ہی ختم ہوجائے گی جس پر آشیاں تعمیر کرنے کا پروگرام ہے۔ سوشلزم کا نعرہ خواہ کتنا ہی دلپذیر کیوں نہ ہو لیکن ایک بات عیاں ہوچکی ہے کہ اس کے آنے سے دین کو جانا پڑے گا۔ سوشلزم ابھرتا ہی اس نقش پر ہے جس سے دین مٹتا ہے۔ وسطِ ایشیا میں جاکر دیکھئے کہ ساٹھ سال سے کم عمر کے ہر شخص سے اس کے عقائد کی دولت چھین لی گئی ہے اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر والوں کو بھی نماز وغیرہ پڑھنے کی اجازت محض اس لئے دی گئی ہے کہ کچھ پروپیگنڈے کے کام آسکے اور کچھ یہ کہ ان بے چاروں سے چھیڑ خانی کا حاصل کیا ہے۔ یہ تو ویسے ہی گورکنارے ہیں۔ وسطِ ایشیا میں مسجدیں ویران ہیں۔ مکتبوں میں پڑھنے والا اور درس دینے والا کوئی نہیں۔ یہ سب سوشلزم کا ہی کرشمہ ہے۔ جب یہ فلسفہ نیا نیا آیا تو ہم بھی اسے مزدوروں کا ہمدرد سمجھتے تھے۔ ہم بھی اس کی تعریف کرتے تھے کہ اس طرح غریبوں کی حکومت قائم ہوگی۔ لیکن پچاس برس کے تجربے نے ہم پر ثابت

وسطِ ایشیا میں جاکر دیکھئے کہ ساٹھ سال سے کم عمر کے ہر شخص سے اس کے عقائد کی دولت چھین لی گئی ہے۔ اور ساٹھ سال سے زیادہ عمر والوں کو بھی نماز وغیرہ پڑھنے کی اجازت محض اس لئے دی گئی ہے کہ کچھ پراپیگنڈے کے کام آسکے اور کچھ یہ کہ ان بے چاروں سے چھیڑ خانی کا حاصل کیا ہے۔ یہ تو ویسے ہی گورکنارے ہیں۔ وسطِ ایشیا میں مسجدیں ویران ہیں۔ مکتبوں میں پڑھنے والا اور درس دینے والا کوئی نہیں۔ یہ سب سوشلزم کا ہی کرشمہ ہے۔

کر دیا ہے کہ ہماری یہ اوّلین سوچ محض باطل تھی، اور خوش فہمیوں کی بنیاد پر قائم تھی۔ اب ہمارے ہاں جن لوگوں نے اس کا پرچم بلند کیا ہے۔ شاید وہ اس سے پوری طرح واقف ہی نہیں ہیں۔ ان ناواقفانِ حال کو نہ تو سوشلزم کی خبر ہے اور نہ ہی انہوں نے اسلام کا مطالعہ کرنے کی زحمت اٹھائی ہے بس ایک نزاع ہے جو پیدا کر دی گئی ہے اور یہ نزاع میرے خیال میں تو صدر ایوب خاں نے اپنے اقتدار کے ڈولتے ہوئے سنگھاسن کو مستحکم کرنے کے لئے پیدا کی تھی۔ وہ قوم کو اس میں الجھا کر اپنی کرسی محفوظ کرنا چاہتے تھے۔ ان کے پروردہ لوگوں نے یہ نعرہ انکے اشارے پر لگایا۔ یہ لوگ وہ ہیں جو بحث مباحثے کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں انہیں کسی اور چیز سے دلچسپی ہی نہیں۔ یہ ایوب خاں کے اشاروں پر ناچنے لگے۔ اور پورے ملک کو جنگ کا اکھاڑا بنانے کے درپے ہو گئے۔ آپ خود ہی سوچئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ مملکت کی بنیادی قدروں کو ہی ملیامیٹ کرنے کے درپے ہو جائیں اور حکومت تماشہ دیکھتی رہے۔ یہ کہاں کی آزادیٔ تحریر و تقریر ہے! یہ کہاں کی دانشمندی ہے! یہ کہاں کی رواداری اور شرافت ہے! کہ مٹھی بھر لوگ جب چاہیں بحث و نزاع کا لایعنی اور بے معنی نزاع برپا کر دیں۔

سوشلزم اور اسلام

سوشلزم ہو یا کمیونزم یا کوئی اور انسانوں کا بنایا ہوا دین وہ نہ تو وقت گیر ہوتا ہے اور نہ ہی عالم گیر۔ مثلاً بدھ مت کو دیکھئے۔ مہاتما بدھ نے تعلیم دی کہ گوشت نہ کھایا جائے ہندوستان میں تو اس پر عمل ہو سکتا ہے لیکن کسی ایسے مقام پر جہاں کہ سبزیاں اور پھل ہوتے ہی نہ ہوں اور صرف گوشت ہی پایا جاتا ہو مہاتما جی کی تعلیم کے اس پہلو پر کیسے عمل ہو سکتا ہے۔ اسی طرح ہندو مت کو دیکھئے، اس کا ایک اصول یہ تھا کہ سمندر پار کا سفر نہ کیا جائے۔ سمندر کے سفر سے مذہب بھرشٹ ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ اصول قائم نہیں رہ سکا۔ اور اب ہندو حضرات سمندر پار جاتے ہیں۔ گویا ان دونوں مذاہب کے اصول علی الترتیب عالم گیر اور وقت گیر نہ رہے۔ اس پر دوسرے انسانی مذاہب اور نظام ہائے حیات کو قیاس کر لیجئے۔ پس سوشلزم

> جب یہ فلسفہ نیا نیا آیا تو ہم بھی اسے مزدوروں کا ہمدرد سمجھتے تھے ہم بھی اس کی تعریف کرتے تھے کہ اس طرح غریبوں کی حکومت قائم ہو گی۔ لیکن پچاس برس کے تجربے نے ہم پر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہماری یہ اوّلین سوچ محض باطل تھی، اور خوش فہمیوں کی بنیاد پہ قائم تھا۔

اور اسلام میں کسی قسم کی یکسانیت نہیں ہے۔ اول الذکر انسانوں کے ذہنوں کی تخلیق ہے اور دوسرا اللہ کا بنایا ہوا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ہمارے کچھ مہربان اسلام کا رشتہ سوشلزم کے ساتھ جوڑنے پر تلے ہوئے ہیں حالانکہ انہیں اسلام کے بارے میں کچھ معلوم ہے نہ سوشلزم کی شُدبُد، حتیٰ کہ بعض کے بارے میں تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ انہیں قرآن ناظرہ بھی پڑھنا نہیں آتا۔ یہ اس طائفے سے تعلق رکھتے ہیں جن کے بارے میں اکبر نے کہا ہے

انہیں شوقِ عبادت بھی ہے اور گانے کی عادت بھی
نکلتی ہیں دعائیں ان کے منہ سے ٹھمریاں ہو کر

مساوات کی بحث

عہدِ حاضر میں ایک عجیب دلفریب اصطلاح "مساوات" کی ایجاد کی گئی ہے حالانکہ جب تمام انسان عقل، ذہن اور صورت کے لحاظ سے مساوی نہیں ہو سکتے تو پیسے کے لحاظ سے کیسے مساوی ہو سکتے ہیں۔ اس نعرے کو عام کرنے والوں کو چاہیئے کہ پہلے لوگوں کو عقل کے لحاظ سے مساوی کریں۔ قرآن کا تو اصول یہی ہے کہ "انسان کو وہی ملے گا جس کی وہ سعی کرے گا۔ اب انسان زیادہ سعی کرے تو زیادہ حاصل کرے گا اور اگر بالکل سعی نہ کرے تو اسے بالکل کچھ نہیں مل سکتا البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ خدا کی طرف سے جو عطیات بخشے گئے ہیں وہ مساوی ہیں۔ مثلاً ہوا، سورج کی کرنیں، چاندنی، روشنی وغیرہ اور جب اسلامی حکومت کوئی تقسیم کرے گی تو مساویانہ طور پر ہی کرے گی۔ حضرت علیؓ نے جب حکومت سنبھالی تو بیت المال کا جائزہ لے کر کل مال مساوی طور پر تقسیم کر دیا اور ہر مسلمان کو دو دو درہم ملے۔ اس پر کچھ لوگوں نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا "میرا مال بھی ہوتا تو میں تم کو برابر ہی دیتا اور یہ تو ہے ہی اللہ کا مال۔"

لیکن اس بات سے یہ استنباط ہرگز نہیں کیا جا سکتا کہ سعی کا عنصر انسانی زندگی سے

پیر ایوب خاں کے اشاروں پر ناچنے لگے۔ اور پورے ملک کو بھنگڑ خانہ بنانے کے درپے ہو گئے۔ آپ خود ہی سوچیئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ مملکت کی بنیادی قدروں کو ہی ملیامیٹ کرنے کے درپے ہو جائیں اور حکومت تماشہ دیکھتی رہے۔ یہ کہاں کی آزادیٔ تحریر و تقریر ہے؟ یہ کہاں کی دانشمندی ہے! یہ کہاں کی رواداری اور شرافت ہے!

خارج کر دیا جائے روزمرہ زندگی میں فرد اپنی سعی کا نتیجہ ہی حاصل کر سکے گا۔

نجی ملکیت

اسلام کی رُو سے تو ہر چیز اللہ کی ملکیت ہے اور ہر شے اس کی طرف سے عطیہ ہے انسان صرف اس کا امین ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ نجی ملکیت کا تصور خلاف اسلام ہے آخر امین اور ٹرسٹی کو بھی تو تصرفات کا حق ہوتا ہے۔ اللہ کی ملکیت سے یہ مراد ہے کہ اللہ کے احکامات سے تجاوز کر کے کوئی اقدام نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اگر اسلام میں نجی ملکیت کی ہی سرے سے نفی ہوتی تو پھر زکوٰۃ اور وراثت کے احکامات کا کیا محل تھا!

قومیانے کا سوال

بڑی بڑی صنعتوں کو قومی ملکیت میں لینے کے سوال پر بھی آج کل بحث کا بازار گرم ہے۔ سوشلزم اسے اپنی خصوصیت قرار دیتا ہے۔ حالانکہ قومی ملکیت میں لینا بجائے خود مقصد نہیں بلکہ بنیادی طور پر اس طرح سے عوام کی بہبود مطلوب ہے۔ اگر ایسا ہو کہ بعض صنعتوں کو قومی ملکیت میں لینے سے عوام کی خوش حالی میں اضافے کی امید ہو اور معاشرے میں خوشحالی کی آنے کی توقع ہو تو صنعتوں کو قومی ملکیت میں لیا جا سکتا ہے۔ یہ کوئی زیادہ اہم سوال نہیں ہے اسلام نے کہیں اس بات سے منع نہیں کیا۔ صنعتوں کو قومیانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

نزاع کا حل

یہ نزاع جو ہمارے درمیان جاری ہے اس کا حل یہ نہیں کہ گالیوں کا جواب گالیوں سے دیا جائے اور لیں، بلکہ کرنے کا کام یہ ہے کہ علما متحد ہو کر اسلامی معاشی نظام کا واضح خاکہ پیش کریں مسلمانوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجیے ہم اسلام کے نام پر ہر قسم کی دھاندلی روا رکھتے رہے ہیں۔ ملوکیت قائم ہوئی تو اسلام کے نام پر، باپ کے بعد بیٹا تخت نشین ہوا تو اسلام کے نام پر، اخرض یہ ہے تو اسلام کے نام پر، غرض اسلام کو ہر جگہ اور ہر مرحلے پر اپنے اعمال کے ساتھ ملوث کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے۔ یہاں سرمایہ دارانہ نظام کو

سوشلزم ہو یا کمیونزم یا کوئی اور انسانوں کا بنایا ہوا دین، وہ نہ تو وقت گیر ہوتا ہے اور نہ ہی عالم گیر۔

اسلام سے ثابت کرنے والے بھی موجود رہے ہیں اور آج بھی ہیں اور آج بھی ہیں۔ ایسی صورت میں علماء کا فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے مفادات کو ترک کر متحد ہوں اور اپنے اس طبقے کا مقابلہ کریں جو ہمیشہ مفادات کی نذر ہوتا رہا ہے جس نے کانگریس کی حمایت کی، اور جو آج سوشلسٹوں کے حضور میں خود کو باریاب سمجھ کر اکڑ رہا ہے۔

اگر ایسی کوئی کوشش کی جائے تو شیعہ علماء اس کو خوش آمدید کہیں گے اور میں اس کو کامیاب بنانے کے لئے پوری جدوجہد کروں گا۔ شیعہ، سُنی اور دیگر مکاتب فکر کے علماء مثبت طور پر اسلام کے عادلانہ معاشی نظام کا خاکہ پیش کریں۔ اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے، تاریخی واقعات کی بنیاد پر جنگ و جدال کرنے اور بحث و مناظرے کے بازار گرم کرنے سے کچھ حاصل نہیں۔ آیئے حال کی باتیں کریں جن کی خاطر محمدؐ عربی اس دنیا میں تشریف لائے تھے اور جن پر سُنی اور شیعہ سب ایمان رکھتے ہیں۔

سیاسی رہنماؤں کا اتحاد

علماء کرام کے ساتھ ساتھ سیاسی رہنماؤں کو بھی نظریاتی بنیادوں پر متحد ہو جانا چاہیئے، اس سلسلے میں مسلم لیگ پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ مسلم لیگ مختلف گروہوں میں بٹ چکی ہے اب ان سب کو ایک ہو کر حالات کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ مسلم لیگ نے پاکستان قائم کیا تھا اب اس کی نظریاتی بنیادوں کے تحفظ کے لئے بھی اسے ہی آگے بڑھنا چاہیئے اس ضمن میں میں نے خان عبدالقیوم خاں، میاں ممتاز دولتانہ اور دیگر کئی رہنماؤں سے بات چیت کی ہے۔ کنونشن لیگیوں کا قصور یہی تو ہے کہ وہ اقتدار کی مسند کو دیکھ کر للچا گئے تھے۔ اس کی سزا انہیں یہ دی جا سکتی ہے کہ متحدہ مسلم لیگ میں انہیں ایک مقررہ مدت کے لئے کوئی عہدہ نہ دیا جائے۔ سردار شوکت حیات کی تجویز یہی ہے اور اس پر عمل بھی ہو سکتا ہے۔ اگر مسلم لیگیں متحد ہو گئیں ان میں مخلص آدمی شامل ہو گئے اور اسے کوئی اچھا رہنما میسر آ گیا تو پھر میں بھی اس کی تنظیم کے لئے سرگرم ہو جاؤں گا۔ راجہ صاحب محمود آباد پاکستان تشریف لائے تو مجھ سے بھی انکی خاصی ملاقات رہی۔ میرا مشورہ اور ان کی رائے یہی تھی کہ جب تک مسلم لیگ کو مخلصین کا گروہ میسر نہ آ جائے اور جب تک اس میں اتحاد کی لہر پیدا نہ ہو جائے۔ راجہ صاحب کا قیادت

> سوشلزم اور اسلام میں کسی قسم کی یکسانیت نہیں ہے اول الذکر انسانوں کے ذہنوں کی تخلیق ہے اور دوسرا اللہ کا بنایا ہوا ہے۔

سنبھالنا بے کار ہوگا۔ راجہ صاحب ساری عمر اصولوں پر کاربند رہے ہیں۔ انہوں نے اپنا سب کچھ پاکستان پر قربان کر دیا۔ اب ایسی صورت میں سیاسیات میں حصہ لینے سے کیا فائدہ کہ ان کی شخصیت اور عظمت کو صدمہ پہنچے۔ تحریک پاکستان کے مخلصین تو اسی وقت جماعت میں آسکتے ہیں جب اس کے تمام کارکنان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں۔!

اگر ایسی کوئی کوشش کی جائے تو شیعہ علماء اس کو خوش آمدید کہیں گے اور میں اس کو کامیاب بنانے کے لئے پوری جدوجہد کروں گا۔ شیعہ، سُنی اور دیگر مکاتیب فکر کے علماء متفقہ طور پر عادلانہ معاشی نظام کا خاکہ پیش کریں۔

قصہ دو وزیروں کا

جارچوی صاحب نے کبھی چڑھتے سورج کی پرستش نہیں کی، وہ ہمیشہ روشنی کے پجاری رہے ہیں، اندھیرا خواہ کتنا ہی گھمبیر ہو، ان کی یہ عادت تبدیل نہیں ہوئی۔ دور ایوبی میں بھی وہ کلمہ حق کہتے رہے۔

جارچوی صاحب نے دورِ ایوبی کے دو وزراء کے واقعات سنانے اور فرمانے لگے اب آپ ہی فیصلہ فرمایئے کیا پاکستان اسی لئے حاصل کیا گیا تھا کہ یہاں یہ کچھ کہا اور سنا جائے گا۔ واقعات آپ بھی سنئے، جارچوی صاحب فرماتے ہیں۔

ایک دن میں ایوب خاں کے چند وزراء کے پاس بیٹھا تھا۔ ان میں سے ایک الطاف حسین صاحب مرحوم کا انتقال ہوگیا۔ دوسرے صاحب جو بڑے جوان اور خوش تھے، ابھی تک زندہ ہیں اور سرگرم بھی۔ ان حضرت نے مجھ سے باتیں کرتے ہوئے ایوب صاحب کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے اور آخر فرمانے لگے۔

" محمدؐ صاحب کو تو ہم نے سنا ہی تھا، ایوب صاحب کو تو آنکھوں سے دیکھ یہ فقرہ سن کر میرے دل پر جو گذری وہ میں ہی جانتا ہوں، میرے سینے میں ہوک سی اٹھی۔ میں اس مرحب کا سر تن سے جدا کرنے کے لئے ذوالفقار کہاں سے لاؤں۔ یہ بات آج بھی یاد آتی ہے تو سینہ جلنے لگتا ہے۔ میں نے عرض کیا۔

حضور حضرت محمدؐ صاحب کو آپ نے سنا تھا ان کے نام لیواؤں کو یہ موقع نہ

کہ وہ دنیا کو دکھا سکیں کہ فی الواقع محمدؐ صاحب کا نظام کیا تھا؟ کیسا تھا؟ "اتنا کہہ کر جارچوی صاحب رُکے اور فرمانے لگے" میں تو بارہا یہ بات کہہ چکا ہوں کہ کم از کم دس سال تک تو اسلام کو بھی یہ موقع دو کہ وہ اس ملک پر حکومت کر سکے۔ اگر یہ عہد جدید کے تقاضوں کو پورا کرنے میں واقعی ناکام ہوگا تو ہم پھر کبھی بھولے سے بھی اس کا نام نہیں لیں گے لیکن کیا کیا جائے کہ یہ بات کوئی سنتا ہی نہیں۔

جارچوی صاحب نے ایک سابق مرکزی وزیر خزانہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ایک بار دعویٰ کیا کہ سود کے بغیر نظام چل ہی نہیں سکتا۔ دورِ جدید کے معاشی نظام کو اس کے بغیر سنبھالنا ممکن نہیں رہے گا۔ میں نے ان کی اس بات کا یہی جواب دیا کہ حضور! آپ سے پہلے یہ غلط فہمی ایک بڑھیا کو بھی تھی جو گاؤں والوں سے ناراض ہوئی تو یہ کہتے ہوئے چل دی کہ دیکھوں اب کے سحر کیسے ہوتی ہے۔ نہ میرا مرغا بانگ دیگا نہ صبح ہوگی۔ آپ بھی اپنا سودی مرغ اٹھا کر چلے جایئے۔ اور ہمیں ہمارے حال پر رہنے دیجئے۔ ہم خود ہی آپکو کیا دنیا کو بتا دیں گے کہ صبح ہوتی ہے یا نہیں۔ مسلمان کوئی سادھوؤں یا راہبوں کی جماعت تو نہیں، دنیا کے بیشتر حصوں پر یہ حکومت کر چکے ہیں۔ اپنی تجارت، زراعت، صنعت سب سود کے بغیر چلا کر دکھا چکے ہیں اور آج بھی بہت سے ملکوں میں سود کی ممانعت ہے مگر ان لوگوں کے دماغ میں یہ بات اترتی ہی نہیں۔ اقبال نے ٹھیک ہی کہا ہے ؎

بیاں میں نکتہ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیئے

مولانا بھاشانی کا ذکر کرتے ہوئے جارچوی صاحب نے کہا کہ وہ میرے پرانے رفیق ہیں تحریک پاکستان کے ایام میں انہوں نے مسلم لیگ کے پرچم تلے ہمارے ساتھ مل کر کام کیا تھا۔ لیکن معاملہ یہ ہے کہ انہیں بنگلہ کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں آتی۔ اسی لئے پاکستان کے قیام کے بعد وہ کمیونسٹوں کے ہتھے چڑھ گئے۔ وہ انہیں استعمال کر رہے ہیں۔ مولانا بھاشانی کو نہ تو سوشلزم اور کمیونزم کا کچھ علم ہے اور نہ ہی کارل مارکس کی تعلیمات سے واقف ہیں۔ لیکن ایک بات ان کے ذہن میں بٹھا دی گئی ہے اور وہ اس پہ پکے ہو گئے ہیں۔ حالانکہ سیدھی بات یہ ہے کہ سوشلزم اور کمیونزم یا کوئی اور ازم یہ سب انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔

آقائے حاجی مرزا مہدی پویا نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا

مرحوم ایران میں پیدا ہوئے تھے اور پاکستان کو اپنا وطن قرار دیا تھا

کراچی ۱۰ر جولائی (اسٹاف رپورٹر) ممتاز عالم دین اور بے باک مقرر علامہ ابن حسن جارچوی کی موت کا صدمہ ابھی تازہ ہی تھا کہ آج صبح ساڑھے دس بجے ایک اور بزرگ شیعہ عالم آقائے حاجی مرزا مہدی پویا اپنے ہزاروں عقیدتمندوں کو سوگوار چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انّا للہ وانّا الیہ راجعون۔ انتقال کے وقت مرحوم کی عمر ۷۷ برس تھی وہ ۱۳۱۶ہجری میں یزد (ایران) میں پیدا ہوئے۔ مرحوم گزشتہ پانچ برس سے دمہ کے مرض میں مبتلا تھے اور گھر ہی پر ڈاکٹر شوکت علی، سید ڈاکٹر رب اور ڈاکٹر رضا شیرازی کے زیر علاج رہے۔ گزشتہ پانچ دن سے اُن کی طبیعت کچھ خراب تھی مگر مرحوم آخر وقت تک یاد الٰہی میں مشغول رہے آج بھی انہوں نے نماز ادا کی اور عین اس وقت جبکہ وہ اپنے بڑے صاحبزادے مرزا مرتضیٰ پویا سے بات چیت کر رہے تھے اُن کی حرکت قلب بند ہو گئی آقائے پویا کے انتقال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے شہر میں پھیل گئی اور ریڈیو پاکستان نے بھی اپنی ۳ بجے کی خبروں میں آقائے پویا کے انتقال کی خبر سُن کر علماء میں سب سے پہلے علامہ رشید ترابی، مرحوم کی قیام گاہ پر پہنچے۔ آقائے پویا کو اُن کی قیامگاہ پر حاجی کلو نے غسل دیا اور انجمن حسینیہ ایرانیان کھارادر میں آقائے محلاتی نے اُن کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی۔ آقائے پویا کو شام تقریباً ساڑھے سات بجے باغ خراسان میوہ شاہ میں دفن کیا گیا۔ آقائے پویا کی میت میں شرکت کرنے والوں میں قابل ذکر افراد میں ایرانی علماء آقائے سلطانی۔ آقائے حجۃ اللہ شیخ محمد شریعت آقائے شیخ علی مدبّر۔ آقائے محلاتی۔ آقائے محمد علی ہادی۔ آقائے اصلحت اور آقائے نوروز گلگتی شامل ہیں جبکہ محمود اصفہانی عباس خلیلی۔ کے ایس ابراہیم۔ ضیاء الحسن موسوی۔ مولانا عباس کمیلی۔ مولانا توقیر زیدی۔ یوسف رضا۔ دلیر حیدر رضوی حسن اختر ڈائریکٹر ایجوکیشن حبیب گروپ شامل ہیں اور ادارہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان کے جنرل سیکرٹری مظفر علی شمسی لاہور سے تشریف لائے۔ ایران و عراق سے بھی ٹیلی فون سے مرحوم کے گھر تعزیتی پیغام آئے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۰ر جولائی سنہ ۱۹۷۳ء)

علامہ رشید ترابی انتقال فرما گئے

کراچی ۱۸ ردسمبر ۱۹۷۳ء۔ ممتاز شیعہ عالم علامہ رشید ترابی آج رات انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی عمر ۶۵ سال تھی انہوں نے پس ماندگان میں ایک بیوہ ۸ لڑکے ۵ لڑکیاں اور لاکھوں عقیدتمند سوگوار چھوڑے ہیں نشتر پارک میں نماز جنازہ کے بعد میت کو جلوس کی شکل میں لے جانے کے بعد حسینیہ سجادیہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ میں صوبائی وزراء، اراکین اسمبلی، مذہبی و سیاسی رہنماؤں اور کثیر تعداد میں عوام نے شرکت کی۔ (روزنامہ جنگ کراچی)

سوانح حیات: علامہ رشید ترابی نے ابتدائی تعلیم حیدرآباد دکن میں حاصل کی۔ اس کے بعد شیعہ کالج لکھنؤ میں داخل ہوئے اور وہاں زیر تعلیم تھے کہ عثمانیہ یونیورسٹی قائم ہوگئی چنانچہ علامہ حیدرآباد واپس آگئے اور یہاں ہی گریجویشن کیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تک صرف خاص میں ملازم رہے۔ اس کے بعد جب مجلس اور ذاکری پڑھنا شروع کیں تو ملازمت چھوڑ دی۔ بمبئی میں ان کی مجلسیں بہت مقبول ہوئیں۔ بہادر یار جنگ نے جب مسلم لیگ قائم کی تو علامہ رشید ترابی بھی اس میں شامل ہو گئے اور اس طرح وہ اس وقت بہادر یار جنگ کے بعد دوسرے بڑے لیڈر تھے۔ قائداعظم نے بھی انکی خدمات کو سراہا ہے۔ علامہ ۱۹۵۰ء میں پاکستان آئے اور یہاں محفل شاہ خراسان میں انہوں نے مجالس پڑھنا شروع کیں۔ نشتر پارک اور خالقدینا ہال میں جب ان کی مجالس ہوتی تھیں تو شہر امڈ آتا تھا۔ مجالس شام غریباں سے انکے خطاب کے ریکارڈ نہ صرف پاکستان میں بلکہ ایشیا اور افریقہ کے بہت سے ملکوں میں بھیجے جاتے تھے۔ وہ برصغیر کے ممتاز مقرر اور خطیب تھے۔ ان کی تصانیف میں دستور پر ایک کتاب "دستور" اور طب معصومین خاص طور قابل ذکر ہیں۔ وہ فارسی میں بھی مجلس پڑھا کرتے تھے۔ وہ ایک اچھے شاعر بھی تھے۔

ڈائریکٹری خاندان چہارم بہ سلسلہ سید علی سبزواری اولادِ سید قیام الدین رضوی

علامہ ابنِ حسن جارچوی

۱- نام: مولانا علامہ سید ابنِ حسن صاحب رضوی سبزواری جارچوی مرحوم ابن مہدی حسن مرحوم
۲- تاریخ وجائے پیدائش: ۲۱ مارچ ۱۹۰۱ء بمقام میرٹھ -
۳- تعلیم: ایم - اے - ایم او ایل بی ٹی (علیگڑھ)
۴- آخری مستقل رہائش: ناظم آباد ۳/۱-۲۷ ڈی - کراچی
۵- جائے وفات و تاریخ: ۱۶ جولائی ۱۹۷۳ء مطابق ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ بروز پیر بوقت ۱۰ بجے صبح معصومین ہسپتال کراچی -
۶- ملازمت: سابق پروفیسر کراچی یونیورسٹی - (۷) دادا کا نام شفاعت علی -
(۸) دادی کا نام غفورالنساء (۹) والدہ کا نام: شہربانو - (۱۰) نانا کا نام حیدر حسن
(۱۱) نانی کا نام: نصیرالنساء - (۱۲) بیوی کا نام: مسرورہ بیگم بنت باقر حسین - (۱۳) بیوی کی والدہ کا نام: صغیرالنساء بنتِ یعقوب الدین - (۱۴) تعداد اولاد عمر تعلیم وغیرہ
۱- محمد مشہود ۳۲ سال - بی اے - زوجہ شہناز خانم بنتِ حاجی محمد تقی افشار، منیجر حبیب بنک لمیٹڈ - کراچی - (۲) خورشید بنت غیاث احمد
۲- علی حسن، ۳۰ سال، انجینیرنگ ڈپلوما کراچی - زیرِ تعلیم امریکہ - غیر شادی شدہ
۳- جہاں آرا، ۲۴ سال، ایم اے (انگریزی) غیر شادی شدہ
۴- ناہید حسن، ۱۸ سال، بی - اے - زوجہ اقبال مہدی ابن ڈاکٹر منظور مہدی رائے پوری (یو - پی (انڈیا)
۵- ہمشیرگان: (۱) کنیز بانو زوجہ علی بشیر (۲) عزیز بانو زوجہ مولوی سید شبیر حسین - (۳) سلطان جہاں زوجہ ڈاکٹر بشیرالحسن -
(۱۵) پاکستان آنیکی تاریخ یکم اکتوبر ۱۹۵۱ء - (۱۶) ادبی و فلاحی خدمات: مصنف: فلسفہ آلِ محمدؐ (چار جلد) (۲) تذکرہ محمدؐ و آلِ محمدؐ (تین جلد) (۳) حضرت علی کا طرزِ جہاں بانی (اردو انگریزی) (۴) اصولِ دین و فروعِ دین - (۵) جدید ذاکری اس کے علاوہ ادبی و مذہبی مضامین -
(۱۷) مذہبی و سیاسی خدمات: تعزیتی پیغامات وغیرہ علیحدہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں -

(۲) سید احمد ابنِ سبطِ احمد مرحوم

(۲) جائے پیدائش: جارچہ۔ (۳) تعلیم: میٹرک۔ (۴) مستقل رہائش: ۱۹-۱۱۱۸/۱۱ بلاک ۵ ڈرگ روڈ کالونی، کراچی۔ (۵) دفتر کا پتہ: پی۔ آئی۔ اے۔ ایر ٹیکل اوور ہال کراچی ایر پورٹ۔ (۶) دادا کا نام: مقبول حسین۔ (۷) والدہ کا نام: بشیر النساء بنت حبیب حسین (۹) نانی کا نام: قرار النساء۔ (۱۰) بیوی کا نام: عزیزہ بانو بنت ذاکر حسین (۱۱) بیوی کی والدہ کا نام: نبی بانو عرف شادی بیگم۔ (۱۲) تعداد اولاد، نام، عمر، تعلیم وغیرہ۔

۱۔ محمد اقبال احمد ۱۹ سال متعلم میٹرک — ۲۔ نرگس خاتون ۱۶ سال متعلمہ کلاس میٹرک
۳۔ نادرا خاتون ۱۳ سال متعلمہ کلاس ہشتم — ۴۔ عامر احمد ۱۲ سال متعلم کلاس چہارم
۵۔ عصمت ۹ سال — ۶۔ سیما ۶ سال
۷۔ سلیم احمد ۵ سال

(۳) اشفاق حسین مرحوم ابنِ مشتاق حسین مرحوم:

(۲) تاریخ وجائے پیدائش: ۱۸۹۲ء۔ جارچہ۔ (۳) آخری رہائش: بمبئی انڈیا اور وہیں انتقال کیا۔ (۴) آخری ملازمت: ریٹائرڈ NWR دہلی۔ (۵) دادا کا نام: فدا حسین۔ (۶) دادی کا نام: آمنہ بیگم بنت امانت علی۔ (۷) والدہ کا نام: الٰہی بیگم بنت بشیر علی۔ (۸) دادی کا نام: اسنا بالنساء (۹) بیوی کا نام: نذیر حیدر بنت ڈاکٹر اشتیاق حسین۔ (۱۰) بیوی کی والدہ کا نام: مشہدی بیگم۔ (۱۱) تعداد اولاد، نام، عمر، تعلیم وغیرہ۔

۱۔ مظفر سبطین، ایم اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ ۳۷ سال، ۵/۲۱۳ ڈرگ روڈ کالونی۔ کراچی۔
۲۔ مظفر سلیم ۴۳ سال، نان میٹرک، مقیم بمبئی انڈیا۔
۳۔ مظفر اقبال، ۳۵ سال، نان میٹرک، مقیم باندرہ بمبئی انڈیا۔ بیوی کا نام: اختر فاطمہ۔ اولاد کا نام، عمر (۱) حسام الدین حیدر ۸ سال (۲) انتظار حیدر ۶ سال (۳) انتظار فاطمہ، ۴ سال۔

(۴) اسرار حسین مرحوم ابنِ عطوفت حسین مرحوم

(۲) تاریخ وجائے پیدائش: ۱۹۱۳ء جارچہ (۳) تعلیم مڈل (۴) آخری رہائش جارچہ اور وہیں انتقال کیا۔ (۵) آخری ملازمت: اسیل ایبن۔ (۶) دادا کا نام: احمد علی۔ (۷) دادی کا نام: کبیا بیگم۔ (۸) والدہ کا نام: عباسی بیگم۔ (۹) نانا کا نام احسان علی۔ (۱۰) نانی کا نام شہنانہ بیگم۔ (۱۱) بیوی کا نام:

حیدری بیگم بنت راحت حسین ۔ (۱۱) بیوی کی والدہ کا نام : فیاض فاطمہ (۱۲) اولاد محمد علی ۔ علی فاطمہ زوجۂ ہادی علی ۔ (۱۳) ہمشیرہ : حراری بیگم زوجہ منظور حسین ۔

(۱) ۵۔ افسر حسین ابنِ الماس حسین

(۲) تاریخ وجائے پیدائش : ۲۸ فروری ۱۹۴۹ء، غازی آباد یو پی انڈیا ۔ (۳) تعلیم بی کام ۔ (۴) مستقل رہائش : ۹۰۰/۸ ملیر کالونی، کراچی ۔ (۵) دفتر کا پتہ : انسپکٹر ڈائریکٹوریٹ لیبر ویلفیر گورنمنٹ آف سندھ ۔ (۷) دادا کا نام : زمرد حسین ۔ (۸) دادی کا نام نصیب النسا ر (۹) والدہ کا نام : کنیز سیدہ بنت عیوض علی ۔ (۱۰) نانی کا نام : مسیتی بیگم ۔ (۱۱) بیوی کا نام نرگس خاتون بنت نثار حسین ۔ (۱۲) بیوی کی والدہ کا نام : سردار بیگم ۔ (۱۳) اولاد : عدنان عمر ۲ سال ۔ ۲۔ مہوش بیٹی

(۱) ۶۔ اکبر علی مرحوم ابنِ رعایت حسین مرحوم

(۲) تاریخ وجائے پیدائش : سال ۱۹۰۱ء ۔ جارچہ ۔ (۳) آخری رہائش : جیکب لائن کراچی (۴) دادا کا نام : پرورش علی ۔ (۵) دادی کا نام : سندیا بیگم ۔ (۶) والدہ کا نام : اکبری بیگم بنت حاجی سکندر علی ۔ (۷) نانی کا نام : پنجا بیگم ۔ (۸) بیوی کا نام نصیب بانو ۔ (۹) بیوی کے والد کا نام : غلام حسین ۔ (۱۰ ۔ تعداد اولاد، نام، عمر تعلیم وغیرہ ۔

۱ ۔ صفدر علی، ۴۴ سال، زوجہ ظہیر بانو بنت بنیاد علی عرف بند د مرحوم ۔
۲ ۔ مظہر علی، ۴۱ سال، زوجہ فیض بانو بنت عیدن علی ۔
۳ ۔ امجد علی عرف بنیاد علی ۲۸ سال، زوجہ نفیس بانو بنت بنیاد علی مرحوم ۔
۴ ۔ نذر علی ۲۰ سال   ۵ ۔ اظہر علی ۱۶ سال
۶ ۔ شمیم بانو ۳۵ سال زوجہ شاکر حسین   ۷ ۔ مہر بانو ۳۲ سال زوجہ صابر حسین سونی پتی
۸ ۔ نواب بانو ۱۳ سال میٹرک   ۹ ۔ نذر بانو ۱۸ سال میٹرک

(۱) ۷۔ آلِ احمد ابنِ سبطِ احمد مرحوم

(۲) تاریخ وجائے پیدائش : ۱۵ دسمبر ۱۹۱۸ء ۔ جارچہ ۔ (۳) تعلیم : میٹرک (۴) مستقل رہائش ۲۰/۴ جیٹ لینڈ لائنز، کراچی ۔ (۵) ملازمت : سپرنٹنڈنٹ کراچی سنٹرل الیکٹریکل مکینیکل سرکل، بلاک ۶۸ سکریٹریٹ کراچی ۔ (۶) دادا کا نام : مقبول حسین (۷) دادی کا نام : حسینی بیگم (۸) والدہ کا نام : بشیر النسا مرحومہ بنت حبیب حسین ۔ (۹) نانی کا نام : ۔

قرار النساء (۱۰) بیوی کا نام : اقبال جہاں بنت علی بشیر مرحوم - (۱۱) بیوی کی والدہ کا نام :- کنیز بانو بنت مہدی حسن - (۱۲) تعداد اولاد نام، عمر، تعلیم وغیرہ

۱- نایاب جہاں زوجہ سلطان حیدر جونپوری عمر ۳۰ سال - میٹرک

۲- سکندر جہاں زوجہ علی محمد جارچوی عمر ۳۰ سال، ایم اے - بی ۔ ای ۔ ڈی -

۳- عزیز احمد عرف جہانگیر ۲۷ سال بی اے ۔ ۴- نسرین بانو ۲۲ سال، میٹرک

۵- یاسمین زہرہ زوجہ علی عباس سی پی والے، عمر ۲۰ سال، میٹرک

۶- نگہت پروین ۱۸ سال، میٹرک ۷- شاہد احمد ۱۶ سال میٹرک

۸- حبیب احمد ۱۴ سال، متعلم - کلاس ہشتم

(۱۳) ہمشیرگان :- ۱- رشیدہ عمر ۵۴ سال زوجہ افضل علی مرحوم سونی پتی - ۲- سنجیدہ عمر ۴۲ سال زوجہ رونق علی ۳- عقیلہ زوجہ ظہور اکبر - (۱۴) پاکستان میں آنے کی تاریخ ۱۹۴۷ء

(۱) ۸- امجد علی عرف بنیاد علی ابن اکبر علی مرحوم

(۲) تاریخ و جائے پیدائش : ۲۸ سال - دہلی - تعلیم مڈل - (۳) مستقل رہائش : 21/6H جیکب لائن - کراچی - (۴) دفتر کا پتہ : جناح ہسپتال - کراچی - (۵) دادا کا نام رعایت حسین (۶) دادی کا نام : اکبری بیگم (۷) والدہ کا نام نصیب بانو بنت غلام حسین - (۸) نانی کا نام : احمدی بیگم - (۹) بیوی کے والد کا نام : بنیاد علی - (۱۰) تعداد اولاد، نام، عمر -

۱- عذرا پروین، ۶ سال - ۲- عباس علی، ۴ سال - ۳- شمع پروین ۲ سال -

(۱) ۹- اسد رضا ابن حیدر رضا مرحوم

(۲) جائے پیدائش : جارچہ - (۳) تعلیم میٹرک - (۴) مستقل رہائش : محمد غالب کالونی مکان ۳۶ - لیاقت آباد کراچی - (۵) دفتر : ایس ۔ بی ۔ اے - کراچی شپ یارڈ - (۶) دادا کا نام : ڈاکٹر اشتیاق حسین - (۷) دادی کا نام : زینب بیگم - (۸) والدہ کا نام : آغائی بیگم بنت آغا حسین - (۹) نانی کا نام : محمدی بیگم - (۱۰) بیوی کا نام سعیدہ عصمت آرا خاتون بنت بشیر الحسن (۱۱) تعداد اولاد، نام، عمر، تعلیم -

۱- اصغر رضا عمر ۱۴ سال متعلم کلاس نہم ۲- اختر رضا عمر ۱۲ سال متعلم کلاس پنجم

۳- ضمیر رضا " ۸ سال " " چہارم ۴- بشیر رضا " ۶ سال " " اول

۵- منظفر رضا " ۴ سال ۶- محمد رضا " ۱ سال

(۱) ۱۰۔ اقبال حیدر ابن حیدر رضا مرحوم

(۲) تاریخ وجائے پیدائش: ۱۹۳۰ء، جارچہ (۳) تعلیم میٹرک ۔ (۴) مستقل رہائش ۱۵ محمد طالب کالونی، لیاقت آباد۔ کراچی ۔ (۵) دفتر کا پتہ: کلرک ۔ اسٹور اکاونٹ شیکشن کے پی۔ ٹی کراچی (۶) دادا کا نام: ڈاکٹر اشتیاق حسین ۔ (۷) دادی کا نام زینب بیگم ۔ (۸) والدہ کا نام: آغائی بیگم بنت آغا حسین (۹) نانی کا نام: محمدی بیگم ۔ (۱۰) بیوی کا نام: مسرت جہاں بنت ذوالفقار حسین ۔ (۱۱) بیوی کی والدہ کا نام: شمشادی بیگم: (۱۲) تعداد اولاد، نام، عمر۔

۱۔ محمد علی رضا عمر ۵ سال ۲۔ فرحت اقبال (لڑکی) عمر ۴ سال

۳۔ مسرت اقبال (لڑکی) عمر ۳ سال ۔

(۱۳) ہمشیرگان: ۱۔ ذوالفقار حیدر زوجہ عزیز الحسن جانسٹھوی ۔ (۲) شمشیر حیدر زوجہ مولا رضا نیوی۔
(۱۴) والد صاحب کا انتقال ۲ ر اپریل ۱۹۴۱ء کو جارچہ میں ہوا اور والدہ صاحبہ کا بھی انتقال جارچہ میں ہوا
(۱۵) پاکستان میں آنے کی تاریخ اگست ۱۹۴۷ء

(۱) ۱۱۔ امیر حیدر ابن محمد الیاس مرحوم

(۲) تاریخ وجائے پیدائش ۲۵ مئی ۱۹۰۵ء (۳) مستقل رہائش ۵-۸۷۹ فیڈرل بی ایریا۔ کراچی
(۴) دفتر کا پتہ: گورنمنٹ پنشنر، سابق ملازم وزارت امور خارجہ حکومت پاکستان، کراچی ۔ (۵) دادا کا نام: حاجی مولوی فیاض حسین ۔ (۶) دادی کا نام: رقیہ بیگم ۔ (۷) والدہ کا نام: کاظمی بیگم بنت مولوی علی حسین نقوی شکارپوری (۸) نانی کا نام: ریاض بانو ۔ (۹) بیوی کا نام: ظہیر فاطمہ، بنت لیاقت حسین ۔ (۱۰) بیوی کی والدہ کا نام: اختری بیگم بنت شوکت حسین ۔ (۱۱) تعداد اولاد، نام، عمر

۱۔ حسین فاطمہ زوجہ صغیر احمد جعفری ۲۔ غازی الدین حیدر

۳۔ معراج فاطمہ ۴۔ قیام الدین حیدر بی ایس سی ملازم کوکاکولا کراچی

(۱۲) والد محمد الیاس صاحب کا انتقال ۱۵ ر جون ۱۹۵۰ء کو جارچہ ہوا اور اپنے آبائی قبرستان خطیرہ میں دفن ہیں ۔ مرحوم جارچہ کے ایک بڑے معروف مذہبی، سیاسی، ادبی اور سماجی سرگرم کارکن تھے۔

۱۲۔ بنیاد علی ابن عیوض علی

تاریخ وجائے پیدائش: ۱۴ ر فروری ۱۹۲۵ء، جارچہ ۔ تعلیم مڈل ۔ مستقل رہائش ۹۳ گولیمار

کراچی - عارضی رہائش 1/8 اسے بی - لائن، چک لالہ، راولپنڈی - دفتر کا پتہ: منسٹری آف ڈیفنس ۱۰۔ راولپنڈی سیکرٹریٹ ۲ پنڈی - دادا کا نام: رعایت حسین - دادی اکبری بیگم - والدہ امتیاز بانو بنت غلام حسین - نانی احمدی بیگم - بیوی شفیق فاطمہ بنت جعفر حسین - بیوی کی والدہ کا نام اختری بیگم تعداد اولاد، عمر، تعلیم -

۱- احسان علی، عمر ۱۸ سال، مڈل
۲- مشرف علی عمر ۱۶ سال متعلم جماعت ہشتم
۳- کوثر علی عمر ۱۲ سال متعلم جماعت پنجم
۴- گوہر علی " ۱۲ سال " " پنجم
۵- مختار علی " ۱۰ سال " " اوّل
۶- جاوید علی " ۸ سال

والد صاحب کا انتقال ۵ رمضان المبارک مطابق ۲۲ ستمبر کراچی میں ہوا - اور حیدری باغ میوہ شاہ میں دفن ہوئے - پاکستان میں آنے کی تاریخ ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء -

۱۳ - جعفر رضا مرحوم ابن حیدر رضا مرحوم

جائے پیدائش: جارچہ - آخری رہائش دھنباد، انڈیا اور وہیں انتقال ہوا - دادا ڈاکٹر اشتیاق حسین - دادی زینب بیگم - والدہ آغائی بیگم بنت آغا حسین - نانی محمدی بیگم بیوی حسن بانو بنت عترت حسین - تعداد اولاد، نام، عمر -

۱- اقبال بیگم، عمر ۳۰ سال
۲- قیصر رضا، عمر ۲۸ سال -
۳- ممتاز بیگم، " ۲۴ سال -
۴- شہناز بیگم عمر ۲۲ سال -
۵- سرور رضا " ۲۰ سال -
۶- شائستہ بیگم، " ۱۷ سال -
۷- رضیہ بیگم، " ۱۴ سال -
۸- نواب بیگم، " ۱۱ سال -

۱۴ - جواہر حسین ابن زمرد حسین مرحوم

تاریخ و جائے پیدائش: ۱۹۱۴ء جارچہ - تعلیم - کلاس چہارم پاس مستقل رہائش ۸۰۰ محمدی ڈیرا، ملیر کالونی، کراچی - دوکان کا پتہ: دوکان بلاک ۲۸ بس اسٹاپ ناظم آباد کراچی دادا - کلب حسن - دادی زہرہ بیگم - والدہ - نصیب النساء مرحومہ بنت عیوض علی - نانی مسیبا بیگم - بیوی عقیل فاطمہ بنت لیاقت حسین - بیوی کی والدہ احمدی بیگم - تعداد اولاد، نام، عمر، تعلیم وغیرہ -

۱- انتظار مہدی، محمد ۱۷ سال، متعلم کلاس دہم -
۲- بابر " " ۱۲ سال " " سویم

۳۔ مظاہر عمر ۸ سال متعلم کلاس پنجم
ہمشیرہ شفیق یا تو زوجہ مظفر عباس چھولسی ۔ والد اور والدہ کا انتقال کراچی ۱۹۶۳ء
اور ۱۹۶۲ء ہوا اور قبرستان پاپوش نگر کراچی میں دفن ہوئے ۔
پاکستان میں آنے کی تاریخ ۱۹۵۱ء ۔

۱۵۔ مولوی سید حسن مرحوم ابن حاجی مولوی ناظر حسین مرحوم

جائے پیدائش بمبئی انڈیا۔ تاریخ وفات ۳ جولائی ۱۹۵۴ء۔ قبرستان لالوکھیت کراچی میں
دفن ہیں۔ آخری رہائش گاہ F ۱۱۶ جہانگیر روڈ ویسٹ، کراچی ۔ دادا کا نام نیاز علی۔ دادی
جیا بیگم ۔ والدہ خورشیدی بیگم مرحومہ بنت سکندر علی ابن حیدر علی مرحوم ۔ نانی حبیب النساء
عرف جیا بیگم ۔ بیوی ۱۔ کنیز حیدر بنت ریاض الحسن چھولسی ۔ ۲۔ توقیر فاطمہ بنت محمد حسن جعفری
جارچوی ۔ تعداد اولاد نام وغیرہ
۱۔ حاجی ڈاکٹر لئیق الحسن سبزواری ۲۔ نسیم فاطمہ زوجہ اختر عباس جعفری جارچوی
۳۔ نعیم الحسن جو طفلی ہی میں فوت ہو گئے ۔
۱۔ ہمشیرہ سکینہ بیگم مرحومہ زوجہ نیاز احمد۔ ۲۔ ہمشیرہ زینب بیگم مرحومہ زوجہ قاری شمس العلماء
مولانا عباس حسین سابق پروفیسر عربی فارسی ۔ شیعہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۔ ۳۔ ہمشیرہ
کلثوم بیگم زوجہ ابوالحسن چھولسی ابن داروغہ ذاکر حسین ۔ والدہ عالیہ بیگم بنت محمد علی نیازمیں والی کربلائے معلی میں
روضۂ امام حسینؑ کے صحن میں مدفون ہیں۔

۱۶۔ حسن علی ابن عیوض علی مرحوم

تاریخ و جائے پیدائش ۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۱۰ء ، جارچہ ۔ مستقل رہائش ۸/۱۵۵ H بلیر کالونی
کراچی ۔ ملازمت ۔ ریٹائرڈ ، پی ۔ ڈبلیو ۔ آر ۔ کوئٹہ ۔ دادا ۔ ہمت علی ۔ دادی ۔ مجیدالنساء
بنت کوثر حسین ۔ نانی محفوظ النساء ۔ بیوی ۔ ۱۔ امیر بانو بنت جیون علی ۔ ۲۔ سیدہ آل زینب
بنت لائق حسین مرحوم ۔ بیوی کی والدہ کا نام الٰہی بیگم ۔ تعداد اولاد، نام ، عمر ، تعلیم وغیرہ ۔
۱۔ رئیس فاطمہ زوجہ ذیشان علی ابن قربان علی جارچوی ۔ عمر ۳۴ سال
۲۔ ممتاز حسن بی ۔ اے ۔ عمر ۳۲ سال ۳۔ ممتازہ فاطمہ زوجہ شبیہ الحسنین زیدی عمر ۲۶ سال
۴۔ مہ ناز ذیلوفر عمر ۱۵ سال غیر شادی شدہ ۵۔ طلعت افروز ، عمر ۱۳ سال
۶۔ ابو نظر محمد جہانگیر ، عمر ۱۱ سال ۔
پاکستان میں آنے کی تاریخ ۴ نومبر ۱۹۴۷ء ۔ جارچہ کے متعلق اہم یادداشت ۔ جناب محمد الیاس صاحب

نے یوم حسینؑ کے سلسلہ میں ایک جلسہ جارچہ میں کیا۔ نہر گنگ کے پُل سے جارچہ تک راستہ موٹروں کے لئے صاف کرایا گیا۔ اس جلسہ میں جناب رئیس امروہوی صاحب نے نظم پڑھی جو بہت پسند کی گئی۔ سوامی کلجگانند صاحب نے امام حسینؑ کو خراج تحسین پیش کیا اور جناب خواجہ حسن نظامی صاحب مرحوم نے بھی تقریر فرمائی اور ثابت کیا کہ امام مظلوم کی پیروی باعث بخشش ہے۔ باہر سے آنے والوں کا ٹھہرنے اور دوپہر کے کھانے کا انتظام جناب سید محمد الیاس صاحب مرحوم کے مکان پر تھا۔ یہ واقعہ ۱۳۶۱ھ کا ہے تاریخ یاد نہیں البتہ اتوار کا دن تھا۔

۱۷۔ دبیر حیدر ابنِ نصیر حیدر

تاریخ و جائے پیدائش۔ ۶ جنوری ۱۹۳۲ء۔ شکارپور۔ تعلیم انٹرمیڈیٹ، فاضل اردو۔ مستقل رہائش ۴/۱۱۵ ابیپلس کالونی، لائل پور۔ دفتر۔ سنٹرل۔ ای۔ ایم۔ ڈویژن پاک پی۔ ڈبلیو ڈی لاہور۔ دادا۔ محمد الیاس۔ دادی کاظمی بیگم۔ والدہ کنیز مصطفےٰ بنتِ مرتضےٰ احسین جعفری مرحوم بیوی مسرور فاطمہ بنتِ مولانا محمد یونس۔ تعداد اولاد عمر، تعلیم۔

۱۔ تفسیر فاطمہ عمر ۱۸ سال مڈل پاس ۲۔ تطہیر فاطمہ عمر ۱۶ سال متعلمہ جماعت ہشتم
۳۔ حنیفہ جمال عمر ۱۳ سال متعلمہ جماعت ہفتم ۴۔ منور سلطانہ ۸ سال متعلمہ جماعت سوئم
۵۔ محمد عزیز حیدر، عمر ۶ سال متعلم جماعت دوم ۶۔ حسن عباس عمر ۳ سال

پاکستان میں آنے کی تاریخ ۱۵ دسمبر ۱۹۴۷ء۔ جارچہ کے متعلق اہم یادداشت: جارچہ میں تیرہ سو سالہ یادگارِ امام حسینؑ نہایت تزک احتشام کے ساتھ منائی گئی۔ بہت سے مذہب حنفیہ کے جیّد علما نے شرکت کی اور امام حسینؑ کو خراج تحسین پیش کیا۔ جناب نواب چھتاری صاحب مہمان خصوصی تھے ۱۹۴۷ء کے ہندو مسلم فسادات میں جارچہ محفوظ رہا۔ یہ سب کچھ معزز بزرگوں کی صلاحیت کا نتیجہ تھا۔

۱۸۔ ذیشان علی ابن قربان علی

تاریخ و جائے پیدائش۔ یکم دسمبر ۱۹۳۹ء۔ جارچہ۔ تعلیم میٹرک۔ مستقل رہائش ۸۴/۲/۳ فیڈرل بی ایریا۔ کراچی۔ عارضی رہائش نمبر ۳۰ اوٹاوا ہاؤس، پریسٹن روڈ لندن ای ۱۱۔ دادا کا نام عوض علی۔ دادی کا نام کنیز فاطمہ۔ والدہ کا نام اعجاز فاطمہ بنت علی عباس مرحوم۔ نانی کا نام قربان فاطمہ۔ بیوی کا نام رئیس فاطمہ بنت حسن علی۔ بیوی کی والدہ کا نام امید بانو۔ تعداد اولاد نام عمر، تعلیم۔

۱۔ غزالہ، عمر ۹ سال زیر تعلیم لندن ۲۔ سیما، عمر ۷ سال، زیر تعلیم لندن۔

۳۔ ثمینہ عمر ۲ سال، زیر تعلیم لندن ۴۔ اعجاز رضا، عمر ۴ سال زیر تعلیم لندن
۵۔ تنویرہ رضا، عمر ۶ ماہ۔
پاکستان میں آنے کی تاریخ ۔ ۴ ارجولائی ۱۹۵۰ء۔

۱۹۔ سلطان حیدر ابن حیدر رضا مرحوم

جائے پیدائش جارچہ ۔ تعلیم نان میٹرک ۔ مستقل رہائش ۱۵/۹ بی نمبر ۵ ۔ لیاقت آباد کراچی ۔ دفتر پی۔پی۔ڈبلیو۔ڈی ۔کراچی ۔ دادا کا نام ڈاکٹر اشتیاق حسین ۔ دادی کا نام زینب بیگم ۔ والدہ کا نام آغائی بیگم بنت آغا حسین ۔ نانی کا نام محمدی بیگم ۔ بیوی کا نام رفیق بانو بنت عترت حسین ۔ تعداد اولاد، نام، عمر، تعلیم ۔

۱۔ ندیم حیدر عمر ۲۴ سال ۔ بی ۔ ایس ۔ ڈی ۔ اے ۔ ای (انجینئرنگ)
۲۔ نعیم حیدر عمر ۲۱ سال ۳۔ مقیم حیدر عمر ۱۸ سال، انٹر سائنس
۴۔ ظہیر حیدر، عمر ۱۵ سال میٹرک ۵۔ شبیہہ حیدر، عمر ۱۲ سال متعلم درجہ ہشتم
۶۔ ضیاء حیدر عمر ۱۰ سال متعلم درجہ ششم ۷۔ تنویر حیدر عمر ۸ سال متعلم درجہ سوئم
۸۔ فوزیہ فاطمہ عمر ۵ سال ۹۔ صدف فاطمہ عمر ۲ سال ۔

۲۰۔ مولوی شبیر حسین مرحوم ابن سکندر علی (علمدار حسین)

جائے پیدائش ۔ جارچہ ۔ تاریخ وفات ۲ محرم الحرام ۲۷ جولائی ۱۹۵۹ء کو میر پور بٹھورہ میں انتقال کیا تعلیم مولوی فاضل منشی فاضل ۔ آخری رہائش میر پور بٹھورہ ضلع ٹھٹھہ پاکستان ۔ آخری ملازمت ۔ پیش امام ۔ شیعہ جامع مسجد، میر پور بٹھورہ ۔ والدہ کا نام مہدی بیگم بنت بہادر علی ۔ نانی کا نام غفور النساء ۔ بیوی کا نام عزیز بانو بنت مہدی حسن اور گلزار بانو بنت بہادر علی مرحوم ۔ تعداد اولاد، نام، عمر، تعلیم وغیرہ ۔

۱۔ محمد داؤد، عمر ۱۵ سال میٹرک ۲۔ محمد ضیاء عمر ۵۰ سال ایم اے ایل ایل بی
۳۔ ڈاکٹر محمد جواد عمر ۴۹ سال ۴۔ شاکر رضا بی اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی
۵۔ محسن رضا عمر ۴۰ سال میٹرک ۶۔ کاظم رضا عمر ۲۹ سال بی کام
۷۔ ناظم رضا، عمر ۲۷ سال بی اے بی کام ۸۔ علی رضا عمر ۲۵ سال بی اے
۹۔ اکبر رضا عمر ۱۸ سال بی ایس سی
لڑکیاں ۔ ۱۔ نفیس بانو عمر ۴۵ سال زوجہ اختر عباس ابن علی امیر ۔

۲۔ بلقیس بانو زوجہ اقبال حیدر ابنِ علی احسن مرحوم جارچوی ۔
۳۔ شکیلہ بانو مرحومہ
ہمشیرہ ۔ بنت فاطمہ زوجہ علی امیر ابنِ ممتاز حسین مرحوم
عزیزہ بانو کا مدفن میرپور بسٹورہ ۔ بنتِ فاطمہ کا مدفن میرٹھ ۔ شکیلہ بانو مدفن علی باغ کراچی
پاکستان کے قیام سے پہلے ۱۹۱۷ء میں سندھ میں آکر آباد ہوئے ۔

۲۱۔ شمیم حیدر ابنِ حید ررضا

تاریخ و جائے پیدائش : یکم رجون ۱۹۲۶ء ۔ جارچہ ۔ تعلیم بی اے ۔ ایل ۔ ایل بی ۔ مستقل رہائش ۔ ۸۲۶ ایف بی ایریا انچولی علی بستی گلبہار کراچی ۳۸ ۔ دفتر سپروائزر انکم ٹیکس کراچی ۔ دادا کا نام ڈاکٹر اشتیاق حسین ۔ دادی کا نام زینب بیگم ۔ والدہ کا نام آغائی بیگم بنت آغا حسین ۔ نانی کا نام محمدی بیگم ۔ بیوی کا نام انصار فاطمہ بنتِ منظور حسین ۔ بیوی کی والدہ کا نام اسراری بیگم بنت عطوفت حسین ۔ تعداد اولاد نام، عمر، تعلیم وغیرہ ۔

۱۔ حبیب حیدر عمر ۲۵ سال ایم اے بی کام
۲۔ فہیم حیدر عمر ۲۲ سال، انٹرمیڈیٹ
۳۔ ناہید، عمر ۱۸ سال، انٹرمیڈیٹ
۴۔ طلعت عمر ۱۶ سال، میٹرک
۵۔ نگہت عمر ۱۳ سال متعلمہ کلاس ششم
۶۔ شبیب حیدر عمر ۱۱ سال متعلم کلاس پنجم
۷۔ مسرت عمر ۹ سال متعلمہ کلاس دوم
۸۔ صادق رضا عمر ۷ سال متعلم کلاس اول
۹۔ تہذیب حیدر عمر ۵ سال ۔
پاکستان میں آنے کی تاریخ اگست ۱۹۴۷ء ۔

۲۲۔ شوکت حسین ابنِ لیاقت حسین

جائے پیدائش ۔ میرٹھ، انڈیا ۔ تعلیم درجہ پنجم مستقل رہائش مکان متصل کوارٹر ۲۲۔ ایف جہانگیر روڈ ویسٹ، کراچی ۔ دفتر امیگریشن برانچ پولس کراچی ۔ دادا کا نام عیوض علی ۔ دادی کا نام مُنیا بیگم ۔ والدہ کا نام صغریٰ بیگم بنتِ رمضان علی ۔ نانی کا نام ۔ احمدی بیگم بیوی بلقیس بیگم بنتِ منظور حسین
تعداد اولاد، نام ۔
۱۔ اشرف جہاں زوجہ فیروز حسین
۲۔ معصوم علی ۲۰ سال میٹرک
والد لیاقت حسین کا انتقال بڑود ضلع میرٹھ میں ہوا ۔ پاکستان میں آنیکی تاریخ ۱۹۵۱ء

۲۳۔ صفدر علی ابنِ اکبر علی

تاریخ و جائے پیدائش - ۴۴ سال، دہلی مستقل رہائش ۹۰۲/۲۱ جیکب لائن کراچی - کاروبار پلمبری - دادا کا نام رعایت حسین - دادی کا نام اکبری بیگم - والدہ کا نام نصیب بانو بنت غلام حسین - نانی کا نام احمدی بیگم - بیوی کا نام ظہیر بانو بنت بنیاد علی عرف بندو - بیوی کی والدہ کا نام صغری بیگم - تعداد اولاد، نام، عمر، تعلیم -

۱- طاہر علی، عمر ۱۶ سال متعلم کلاس ہفتم ۲- افتخار علی عمر ۱۲ سال متعلم کلاس سوئم
۳- مظہر علی عمر ۶ سال ۴- حیدر علی عمر ۲ سال

۲۴۔ عقیق حسین ابنِ زمرد حسین

جائے پیدائش جارچہ - تعلیم کلاس چہارم - مستقل رہائش ۱۰/۱۹۲ اورنگ آباد کراچی - ملازمت بحیثیت پی کورٹس منگھو پیر روڈ، کراچی - دادا کا نام کلب حسن - دادی کا نام زہرہ بیگم والدہ کا نام نصیب النساء بنت عیوض علی - نانی کا نام مُنیا بیگم - بیوی کا نام آمنہ بیگم بنت خورشید علی تعداد اولاد، نام، عمر، تعلیم -

۱- ناہید عمر ۱۴ سال متعلمہ کلاس نہم ۲- ریشماں عمر ۱۱ سال متعلمہ کلاس سوئم
۳- محمد سعید عمر ۱۰ سال ۴- شمع عمر ۶ سال

پاکستان میں آنے کی تاریخ ۱۹۵۱ء

۲۵۔ علی احمد ابنِ سبطِ احمد

جائے پیدائش - جارچہ - مستقل رہائش - نیو کراچی - دفتر - اے - جی - آفس - کراچی دادا کا نام مقبول حسین - والدہ کا نام بشیر النساء بنت حبیب حسین - نانی کا نام قرار النساء بیوی کا نام کلثوم بنت تھوا - بیوی کی والدہ کا نام عزیزہ بانو بنت محمد ذکی مرحوم - تعداد اولاد

۱- سلطان احمد ۲- صغیر احمد ۳- مقبول احمد ۴- جمال احمد ۵- ہمہ النساء ۶- رانی ۷- نعیمہ - ۸- فرحانہ ۹- سیما -

۲۶۔ عیوض علی ابنِ رعایت حسین مرحوم

تاریخ و جائے پیدائش ۱۸۹۷ء - جارچہ - تاریخ وفات ۲۲ ستمبر ۱۹۶۵ء مطابق ۵ ربیع...

آخری عارضی رہائش ۱۵/۲ مارٹن روڈ کراچی ۔ دادا کا نام پرورش علی ۔ دادی کا نام سندیا بیگم ۔ والدہ کا نام اکبری بیگم بنت حاجی سکندر علی ۔ نانی کا نام پنچن بیگم ۔ بیوی کا نام (۱) امتیازی بیگم بنت جھنڈوا ۔ ۲ ۔ نیازی بیگم بنت غلام حسین ۔ تعداد اولاد، نام، عمر، تعلیم ۔

۱ ۔ بنیاد علی، عمر ۴۲ سال، زوجہ کبریٰ بیگم بنت بنیاد علی عرف بندو ۔
۲ ۔ فیض بانو زوجہ مظہر علی ۔ ۳ ۔ فیض علی میٹرک زوجہ معصومہ بنت فرمان علی
۴ ۔ منظور علی مڈل ۔ زوجہ بنت سردار علی ۔ ۵ ۔ نواب علی، ۲۰ سال متعلم کلاس ہفتم
۶ ۔ مہتاب علی انٹرمیڈیٹ ۔ ۷ ۔ آفتاب علی ۱۶ سال متعلم کلاس نہم
پاکستان آنے کی تاریخ ۱۹۴۷ء ۔

۲۷ ۔ فیروز حسین ابن زمرد حسین مرحوم

تاریخ وجائے پیدائش ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء جارچہ ۔ تعلیم میٹرک ۔ مستقل رہائش ۱-۱/A محمدی ڈیرا، ملیر، کراچی ۔ عارضی رہائش ۲-۶۳۲/۲۲ بی اسلام آباد ۔ دفتر منسٹری آف ورکس گورنمنٹ آف پاکستان اسلام آباد ۔ دادا کا نام کلب حسن ۔ دادی کا نام زہرہ بیگم ۔ والدہ کا نام لقیب النسا بنت عیوض علی ۔ نانی کا نام میبا بیگم ۔ بیوی کا نام (۱) نسیم بنت لیاقت حسین مرحوم ۔ (۲) اشرف جہاں بنت شوکت حسین ۔ تعداد اولاد ۔ نام عمر تعلیم

۱ ۔ سرفراز حسین ۲۲ سال، انٹرمیڈیٹ ۔ ۲ ۔ محمد عسکری، ۱۶ سال متعلم میٹرک
۳ ۔ عشرت حسین، ۱۱ سال ۔ ۴ ۔ تمہید زہرہ، ۸ سال
۵ ۔ تجمید زہرہ، ۵ سال ۔ ۶ ۔ تزویر شوکت، ۱ سال
پاکستان آنے کی تاریخ ۱۹۵۰ء ۔

۲۸ ۔ فیض علی ابن عیوض علی

تاریخ وجائے پیدائش ۱۹۴۰ء دہلی ۔ تعلیم میٹرک ۔ مستقل رہائش ۶/۱۳ ایچ، جیکب لائن کراچی ۔ ملازمت فیروپنیٹر ۔ پی ڈبلیو ڈی کراچی ۔ دادا کا نام رعایت حسین ۔ دادی کا نام اکبری بیگم ۔ والدہ کا نام نیاز بانو بنت غلام حسین ۔ نانی کا نام احمدی بیگم ۔ بیوی کا نام معصومہ بنت فرمان علی ۔ تعداد اولاد نام، عمر ۔

۱ ۔ علی رضا عمر ۱۰ سال ۔ ۲ ۔ محمد رضا عمر ۵ سال
۳ ۔ فرزانہ، ۷ سال ۔ ۴ ۔ ہما فیض، ۴ سال

پاکستان آنے کی تاریخ ۱۹۴۷ء۔

۲۹۔ قربان علی ابنِ عوض علی مرحوم

تاریخ و جائے پیدائش یکم اکتوبر ۱۹۱۰ء مطابق ۱۰ عید الفطر، موضع منگل، جارچہ۔ تعلیم انٹرمیڈیٹ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ مستقل رہائش ملیر کالونی ۸/۱۵۵ H-۱۲ کراچی ۳۷۔ ملازمت ریٹائرڈ گورنمنٹ پنشنر (سنٹرل) اور حق کمشنر ڈنوٹری پبلک، سٹی کورٹ، کراچی۔ دادا کا نام ہمت علی مرحوم۔ دادی کا نام مجیبد النساء۔ والدہ کا نام کنیز فاطمہ بنتِ کوثر حسین۔ نانی کا نام محفوظ النساء۔ بیوی کا نام اعجاز فاطمہ بنتِ علی عباس۔ تعداد اولاد، نام، عمر۔

۱۔ تنویر فاطمہ زوجہ ممتاز حسین فیض آبادی ۴۲ سال۔ ۲۔ خورشید فاطمہ زوجہ اکبر علی جارچوی
۳۔ انوار فاطمہ زوجہ سبطِ اسعد جارچوی ۳۸ سال ۴۔ ذیشان علی میٹرک، ۳۴ سال
۵۔ توقیر فاطمہ زوجہ سلامت حسین نجمی زیدی۔

پاکستان آنے کی تاریخ، ۱۴ جولائی ۱۹۵۱ء۔ ضروری اطلاعات جو محفوظ کرانا چاہیں۔ ہندوستان کی ملازمت پاکستان کی سنٹرل سروس بطور اکاؤنٹنٹ اسسٹنٹ مقرر ہوا۔ اور پھر ریٹائرڈ ہونے کے بعد اوتھ کمشنر و نوٹری پبلک مقرر ہوا۔ اکثر طلبا کو وظیفہ دیا اور ان کو تعلیم دی۔

۳۰۔ کاظم رضا ابنِ مولوی شبیر حسین

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۴۲ء میر پور بھٹورہ۔ تعلیم بی کام۔ مستقل رہائش ۱/۳ ملیر ایکسٹینشن کالونی، کراچی ۳۷۔ ملازمت اسٹیٹ بنک آف پاکستان، کراچی۔ دادا کا نام سکندر علی۔ دادی کا نام مہدی بیگم۔ والدہ کا نام گلزار بانو بنت بنیاد علی عرف حسین اصغر۔ نانی کا نام بسم اللہ بیگم۔ بیوی کا نام اطہر فاطمہ بنت ابوالقاسم۔ بیوی کی والدہ کا نام ریاض بانو۔ تعداد اولاد، نام، عمر۔

۱۔ صادق رضا، عمر ۵ سال ۲۔ عارف رضا عمر ۴ سال
۳۔ برجیس فاطمہ، عمر ۳ سال ۴۔ ارجمند زہرہ عمر ۱ سال

۳۱۔ کوثر حسین ابن الماس حسین

تاریخ و جائے پیدائش۔ یکم جنوری ۱۹۵۰ء، غازی آباد۔ تعلیم میٹرک۔ مستقل رہائش ۸/۹۰ ملیر کالونی۔ ملازمت سپروائزر، پی۔ ڈبلیو۔ ڈی سندھ کراچی۔ دادا کا نام زمرد حسین۔ دادی کا نام نصیب النساء۔ والدہ کا نام کنیز سیدہ بنت عوض علی۔ نانی کا نام حسینی بیگم۔

۳۲ - گوہر حسین ابن الماس حسین

تاریخ و جائے پیدائش ۴ مارچ ۱۹۲۳ء جارچہ - تعلیم میٹرک - ڈپلوما الیکٹریکل مکینیکل انجینیرنگ کالج ایل۔ای۔ڈی، کراچی۔ مستقل رہائش ۸ ۔۔ ۹ ملیر کالونی - کراچی - عارضی رہائش ۴/۲ ۴۴ فیڈرل بی ایریا شریف آباد کراچی۔ ملازمت سب انجینئر۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ پرونشل، سول ہسپتال - کراچی - دادا کا نام زمرد حسین ابن کلب حسن - دادی کا نام - نصیب النسا بنت عبوس علی - والدہ کا نام کنیز سیدہ بنت خیرلیس علی - نانی کا نام مسیتی بیگم - بیوی کا نام اقبال زہرہ بنت اظہر حیدر - بیوی کی والدہ کا نام حسن بانو بنت حسن رضا
تعداد اولاد، نام، عمر -

۱- عنبرین عمر ۵ سال ۲- ادیب الحسن عمر ۲ سال
۳- تہذیب الحسن - ۴- ردابہ
پاکستان آنے کی تاریخ - ۱۳ مارچ ۱۹۵۱ء -

۳۳ - الحاج ایچ ڈاکٹر لئیق الحسن رضوی سبزواری ابن سید حسن

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۱۳ء جارچہ - تعلیم میٹریکولیٹ بمبئی یونیورسٹی ایم - بی - ایچ - ایس پاکستان سنٹرل ہومیوپیتھک میڈیکل کالج کراچی - مستقل رہائش ۸/۱ - اکبر سٹریٹ عنبر روڈ - اسلام پورہ - (کرشن نگر) لاہور - ملازمت (ریٹائرڈ) سپرنٹنڈنٹ - ٹریڈ مارکس رجسٹری، گورنمنٹ آف پاکستان - ۷، مسلم آباد دادا بھائی نوروجی روڈ کراچی - اور فل ٹائم ہومیوپیتھک پریکٹس - گورنمنٹ سروس جوائن کرنے سے قبل آل انڈیا مسلم لیگ کے مشہور اجلاس منعقدہ مارچ ۱۹۴۰ء بمقام لاہور جس میں قرارداد پاکستان پاس ہوئی آپ نے بحیثیت مسلم لیگ نیشنل گارڈ صوبہ بمبئی سے شرکت کی - پاکستان میں آنے کی تاریخ ۱ اگست ۱۹۴۷ء آپ نے بمبئی ٹریڈ مارکس رجسٹری گورنمنٹ آف انڈیا سے ذاتی آپٹ کیا اور منسٹری آف کامرس گورنمنٹ آف پاکستان، کراچی جوائن کیا۔ چوتھی کلاس تک جارچہ کے سرکاری مدرسہ اور چھٹی کلاس تک مسلم یونیورسٹی اسکول علی گڑھ اور بعد کو انجمن اسلام ہائی سکول بمبئی میں تعلیم حاصل کی اور بمبئی یونیورسٹی سے میٹرک کیا ۱۹۳۲ء میں انجمن اسلام اولڈ اسٹوڈنٹس ایسوسی ایشن قائم کی جس کے کئی سال تک سیکرٹری رہے اور پاکستان میں بھی اس انجمن کو قائم کیا اور کئی سال تک اس کے سیکرٹری رہے - ینگ مین مشن جارچہ کے ممبر رہے جس کے اس وقت سرگرم سیکرٹری نصیر احمد جعفری تھے - پاکستان میں انجمن اتحاد المومنین جارچہ کے فاؤنڈر ممبر ہونے کے بعد پہلی ورکنگ کمیٹی کے ممبر اور کئی سال تک نائب صدر رہے ۱۹۶۰ء میں پاکستان ایڈمنسٹریٹو اسٹاف کالج لاہور ڈیپوٹیشن پر جانے کے بعد جعفریہ ہاؤس بلڈنگ سوسائٹی قائم کرائی جس کے ورکنگ کمیٹی کے ممبر ہو تھے

علاوہ ازیں کئی سال تک نائب صدر رہے۔ اور وہیں اپنا رہائشی مکان تعمیر کرایا اور بعد کو اسلام پورہ دکرشن نگر) عمر روڈ اکبر سٹریٹ مکان نمبر ۸-۱ لاہور مستقل رہائش اختیار کر لی۔ اسلام پورہ حیدر روڈ شیعہ جامع مسجد کی منتظمہ کمیٹی کے ممبر رہے علاوہ کئی سال تک اس کے جوائنٹ سیکرٹری رہے اور ایک فری اسلامی ہومیو کلینک زیر اہتمام جماعت اسلامی حلقہ اسلام پورہ (کرشن نگر) قائم کرائی۔ اور اس کے آنریری ڈاکٹر ہیں ۱۹۶۴ء میں زیارت مقامات مقدسہ ایران عراق اور شام اردن جانے کے بعد ۱۹۷۵ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی اور ہندوستان قصبہ جارچہ میں پرلتے پرائمری اسکول کی اولڈ بوائز یونین قائم کرائی اور فری ہومیو کلینک بھی قائم کرائی۔

دادا کا نام مولوی حاجی ناظر حسین ابن بنیاد علی۔ دادی کا نام خورشیدی بیگم بنت حاجی سکندر علی والدہ کا نام کنیز حیدر بنت ریاض الحسن چھپرسی۔ نانی کا نام آمنہ بیگم۔ تعداد اولاد، عمر، تعلیم۔ شکیل رضا، ۲۸ سال، میٹرک، ملازمت آڈیٹر ڈپٹی کمپٹرولر، پی۔ اینڈ۔ ٹی۔ لاہور۔ بیٹا یعنی پوتا رضا شاہ عمر ۴ سال فوت شدہ جس کا مختصراً حال تحریر ہے۔ دوسرا پوتا علی حسن عمر ۲ سال ہے۔ ہمشیرہ۔ نسیم فاطمہ زوجہ اختر عباس حیدری جارچوی۔ والد سید حسن کا انتقال ۳ جولائی ۱۹۵۴ء کو کراچی میں ہوا۔ اور لالوکھیت قبرستان میں سپرد خاک کیا۔

یہاں پوتے رضا شاہ عمر ۴ سال مرحوم کا حال تحریر کیا جاتا ہے۔ بچہ انکل سریا ہسپتال کراچی میں دانتوں کی بیماری ڈیہائیڈریشن میں مبتلا ہو کر گردوں کے عمل نہ کرنے سے بتاریخ ۶ اپریل ۱۹۷۵ء مطابق ۲۲ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ بروز اتوار صبح ۷ بجے اللہ کو پیارا ہو گیا۔ پہلے بچہ ایک ہفتہ بے ہوش جناح ہسپتال چلڈرن وارڈ میں داخل رہا۔ بعد کو دادا نے انکل سریا ہسپتال کراچی میں داخل کرایا اور وہاں تازہ خون چڑھنے پر بالکل ہوش میں آ گیا اور ڈاکٹر کو سلام کر کے شکریہ ادا کیا اور کمرے میں ہر ایک آنے والے کو برابر سلام کرتا رہا۔ بچہ بہت ہی خوبصورت تھا۔ گلاب کے پھول کی طرح سفید سرخ رنگ، پیدائشی لمبی قلمیں، ہلالی بھوئیں، سرخ گلابی لب جیسے کسی نے لپسٹک لگا دی ہو۔ بلا کا ذہین، سمجھدار، ہونہار، حسین، سنجیدہ، پھولوں کا شوقین خاص کر گلاب کے پھولوں کا شیدائی پاکیزہ، پختہ بلند خیالات بڑوں کی طرح باتیں کرتا مرنے سے ایک دن پہلے اپنی ماں سے کہا کہ آپ کیسی ماں ہیں جو مجھے گود میں نہیں لیتی ہیں۔ دوران بیماری ہسپتال میں دادا نے بچہ سے پوچھا کہ بڑے ہو کر کیا بنو گے تو جواب دیا ڈاکٹر۔ اگر زندہ رہتا تو ضرور خاندان، قوم اور ملک کا نام بلند کرتا لیکن سنا ہے ایسے ہونہار حسین بچے شاذونادر ہی پیدا ہوتے ہیں اور زندہ نہیں رہتے ہیں۔ بقول کسی شاعر ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

از ظفر عباس ظفر

قطعہ

تاریخ وفات رضا شاہ ابن شکیل رضا

اجل نے توڑ لیا آہ وہ گلِ نوخیز — کہ جس پہ باغ کے مالی کی تھی حیات و امید
رضا شکیل کے گلشن میں تھا اکیلا پھول — لئیق دل میں لئے تھے عروسِ یوم سعید
لحد میں دیکھ کے اس چاند کو ظفر نے کہا
خدا دکھائے نہ دشمن کو بھی یہ داغ مزید

از مظہر حسین مظہر جارچوی

ہائے گل چینِ اجل سے کیسی نادانی ہوئی — پھول وہ توڑا کہ جس سے گھر کی ویرانی ہوئی
زندگی کے دن تھے اک دم آ گیا پیغام مرگ — موت پہ مجھ کو رضا کی کتنی حیرانی ہوئی
چار سالہ زندگی جب یاد آئی اے رضا — اشک غم بہنے لگے اور مرثیہ خوانی ہوئی
موت پر تجھ کو رضا کی صبر لازم ہے لئیق — زندگی کا کیا لطف ہے زندگی پانی ہوئی
مصرعۂ تاریخ لکھو مظہر مقام عشق ہے
موت تو ہے زندگی کی جانی پہچانی ہوئی

۴۳ - مختار حسن ابن حسن علی

تاریخ وجائے پیدائش - ٦ اپریل ۱۹۴۱ء جارچہ - تعلیم - بی - اے - مستقل رہائش - درخشاں سوسائٹی بلیر، کالا بورڈ مکان ۲۳/۳۲۵ - کراچی - ملازمت - منیجنگ ڈائریکٹر، سلمان لمیٹڈ، چوتھی منزل محبوب چیمبرس صدر، کراچی - دادا کا نام عیوض علی - دادی کا نام کنیز فاطمہ مرحومہ - والدہ کا نام امید بانو بنت جیون علی - نانی کا نام الٰہی بیگم بنتِ موسیٰ علی مرحوم - بیوی کا نام فرناز انجم بنتِ عاشق علی - بیوی کی والدہ کا نام فرحہ - تعداد اولاد نام، عمر -

۱ - عدنان عمر ۴ سال — ۲ - سلمان عمر ۳ سال
۳ - احسان " ۲ سال — ۴ - سحر " ۱ سال

پاکستان آنے کی تاریخ - ۴ ستمبر ۱۹۴۸ء

۳۵۔ مظہر علی ابن اکبر علی

تاریخ وجائے پیدائش یکم ۱۹۳۱ء جارچہ۔ تعلیم کلاس ہشتم پاس۔ مستقل رہائش ۲/۲۱ ایچ جیکب لائینس، کراچی۔ ملازمت مین پی۔ ڈبلیو۔ ڈی (سنٹرل) کراچی۔ دادا کا نام رعایت حسین۔ دادی کا نام اکبری بیگم۔ والدہ کا نام نصیب بانو بنتِ غلام حسین۔ نانی کا نام احمدی بیگم۔ بیوی کا نام فیض بانو بنتِ عیوض علی۔ تعداد اولاد نام، عمر، تعلیم۔

۱۔ شہناز بانو، عمر ۲۰ سال متعلمہ کلاس نہم ۔ ۲۔ اظہر علی عمر ۱۷ سال متعلم کلاس ہفتم
۳۔ مطہر عمر ۱۴ سال متعلم کلاس ہفتم ۔ ۴۔ شاہین عمر ۹ سال متعلمہ کلاس سوم
۵۔ شگفتہ عمر ۶ سال متعلمہ کلاس دوم ۔ ۶۔ شبانہ علیم عمر ۴ سال
۷۔ جاوید علی ۔

۳۶۔ محمد الیاس مرحوم ابنِ مولوی حاجی فیاض حسین

تاریخ وجائے پیدائش ۲۰ نومبر ۱۸۹۴ء۔ تاریخ وفات ۱۵ جون ۱۹۵۰ء شعبان ۱۳۶۹ھ اور اپنے آبائی قبرستان حظیرہ جارچہ میں دفن ہوئے۔ آخری رہائش گاہ جارچہ۔ دادا کا نام منور علی دادی کا نام کاظمی بیگم والدہ کا نام رقیہ بیگم بنتِ امداد علی۔ نانی کا نام شاہ بیگم بنتِ مردان علی۔ بیوی کا نام (۱) کاظمی بیگم بنتِ مولوی علی حسین نقوی شکارپوری (۲) مروت بانو بنتِ علی حسین جعفری جارچوی۔ بیٹوں کے نام۔ (۱) امیر حیدر (۲) نصیر حیدر۔

ادبی و فلاحی خدمات:۔ مرحوم ایک بڑے معروف مذہبی سیاسی ادبی اور سماجی سرگرم کارکن تھے اور آپ نے دہلی کے تعمیر یتیم خانہ پنجہ شریف میں بڑی گرمجوشی سے حصہ لیا جو تاریخ میں یادگار رہے گا۔

۳۷۔ محمد داؤد ابنِ مولوی شبیر حسین مرحوم

تاریخ وجائے پیدائش ۲ مارچ ۱۹۲۲ء جارچہ۔ تعلیم میٹرک سندھ مدرسہ۔ مستقل رہائش ۸/۸ بلاک ۷ نارتھ ناظم آباد کراچی۔ ملازمت اکاؤنٹنٹ۔ ٹریژری آفس، کراچی۔ دادا کا نام سکندر علی۔ دادی کا نام مہدی بیگم۔ والدہ کا نام عزیزہ بانو بنتِ مہدی حسن۔ نانی کا نام۔

شہر بانو ۔ بیوی کا نام نورجہاں بنتِ علی بشیر مرحوم ۔ بیوی کی والدہ کا نام کنیز بانو بنتِ مہدی حسن
تعداد اولاد نام عمر، تعلیم ۔
۱۔ نجمہ سلطانہ زوجہ حسن عباس زیدی ۲۔ قمر سلطانہ زوجہ سید محمد ضیا زیدی
۳۔ شمیم احمد ۲۴ سال، میٹرک ڈپلوما الیکٹرک ٹیکنالوجی ۔
۴۔ نسیم احمد، ۲۱ سال میٹرک سول ڈپلوما ۵۔ نرجس خاتون زوجہ نفیس الحسن رضوی
۶۔ رخسانہ عمر ۱۴ سال متعلمہ کلاس دہم ۔
پاکستان آنے کی تاریخ ۔ تقسیم ہند سے پہلے ہی آباد تھے ۔ جارچہ کے متعلق اہم یادداشت
جارچہ میں چار کنوئیں مشہور تھے ۔ جن کی وجہ سے پہلے نام چہار چاہ تھا اور بعد کو جارچہ ہو گیا جارچہ
میں ایک باون ڈیوڑھی بھی تھی ۔ (بحوالہ علامہ ابن حسن جارچوی پہلے کوئی قوم جارچہ آباد تھی اسلئے بعد کو اسکا نام جارچہ ہو گیا ۔)

۳۸۔ ڈاکٹر محمد جواد ابنِ مولوی شبیر حسین

تاریخ وجائے پیدائش میرپور بھٹورہ ۔ تعلیم ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس (کراچی) مستقل رہائش چاگلا بلڈنگ
مولجی سٹریٹ کھارادر، کراچی ۔ عارضی رہائش 5/E7 IV ناظم آباد ۔ کراچی ۔ دادا کا نام سکندر علی ۔ دادی
کا نام مہدی بیگم ۔ والدہ کا نام عزیز بانو بنتِ مہدی حسن تعداد اولاد نام، عمر، تعلیم ۔
۱۔ ماہ رُخ عمر ۹ سال ۔ کلاس چہارم ۲۔ سُنبلہ عمر ۶ سال، کلاس اوّل
۳۔ سجاد حسین عمر ۳ سال
پاکستان آنے کی تاریخ ۔ قیام پاکستان سے پہلے آباد ہیں ۔

۳۹۔ محمد ضیا ابنِ شبیر حسین

تاریخ وجائے پیدائش ۔ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۲ء میرپور بھٹورہ ۔ تعلیم ۔ ایم ۔ اے ۔ ایل ۔ ایل ۔ بی
مستقل رہائش چاگلا بلڈنگ مولجی سٹریٹ کھارادر، کراچی ۔ عارضی رہائش ۳۵۰ سٹرت آباد، کراچی نمبر ۵
ملازمت ۔ ایس ۔ او ۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ، سندھ گورنمنٹ ۔ تغلق ہاؤس کراچی ۔ دادا کا نام سکندر علی
دادی کا نام مہدی بیگم ۔ والدہ کا نام عزیز بانو بنتِ مہدی حسن ۔ نانی کا نام شہر بانو ۔ بیوی کا نام (۱) حسن جہاں
بنتِ علی بشیر مرحوم (۲) قسیم فاطمہ بنتِ شمیم حیدر جارچوی ۔ بیوی کی والدہ کا نام (۱) کنیز بانو (۲) ذکیہ بیگم
تعداد اولاد، نام، عمر، تعلیم ۔
۱۔ طاہر رضا عمر ۲۲ سال میٹرک ڈپلوما الیکٹرک ۲۔ شمیم اختر عمر ۱۹ سال، بی اے ۔ زوجہ سرور عباس
۳۔ نسیم اختر ۱۸ سال، بی اے ۔ ۴۔ انجم افروز عمر ۱۶ سال، متعلمہ کلاس دہم

۵۔ نسرین فاطمہ عمر ۱۵ سال متعلمہ کلاس دہم ۶۔ یاسمین فاطمہ، عمر ۱۴ سال، متعلمہ کلاس دہم
۷۔ محمد رضا عمر ۱۲ سال متعلم کلاس ششم ۸۔ ناصر رضا عمر ۴ سال
فلاحی خدمات ۔ رورل ڈیولپمنٹ سروس ۔

۴۰۔ محمد حسین ابن عیوض علی

جائے پیدائش جارچہ ۔ آخری رہائش مکان متصل کوارٹر نمبر ۲۲ ایف جہانگیر روڈ ویسٹ کراچی
دادا کا نام خیر علی ۔ دادی کا نام فخرالنساء بیگم ۔ والدہ کا نام مُنیا بیگم بنت سکندر علی ۔ نانی کا نام حبیبہ بیگم
بیوی کا نام (۱) الہٰی بیگم بنتِ یوسف حسین ۔ (۲) زائرہ بیگم بنتِ باقر رضا ۔ بیوی کی والدہ کا نام (۱)
ہادی بیگم (۲) ولایتی بیگم ۔ تعداد اولاد نام، عمر، تعلیم ۔
۱۔ ظہیر الحسنین عمر ۳۵ سال بی اے پیدائش جارچہ ۔ ملازمت ڈپٹی کمشنر آفس کراچی فون ۵۱۱۱۵۸ زوجہ
نسرین بنتِ ولی محمد ۔ لڑکے کا نام سہیل حسنین، عمر ۱ سال ۔
۲۔ محمد سعید عمر ۳۰ سال، پیدائش غازی آباد، بی ۔ اے ۔ ڈپلوما مکینیکل ٹیکنالوجی ۔ ملازمت
پلانٹ ۔ کے اے ایم ۔ سی ۔ منگھوپیر روڈ کراچی فون نمبر ۲۹۱۹۴۹
۳۔ ضیاء الحسنین عمر ۲۵ سال، میٹرک، پیدائش میرٹھ ۔
پاکستان آنے کی تاریخ ۱۹۵۱ء ۔

۴۱۔ محمد عقیل ابن لیاقت حسین

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۲۷ء، میرٹھ ۔ تعلیم ۔ میٹرک (پنجاب یونیورسٹی) عارضی رہائش
فلیٹ بریگیڈ پولیس ہیڈ آفس، میکلوڈ روڈ ۔ کراچی ۔ فون نمبر ۵۱۱۱۴۱ ۔ ملازمت سب انسپکٹر اسپیشل برانچ
رجسٹریشن برانچ (فارنرس) امیگریشن پولس ہیڈ آفس میکلوڈ روڈ کراچی ۔ فون نمبر ۲۳۹۰۸۳ یا ۲۳۹۰۶۵
دادا کا نام عیوض علی ۔ دادی کا نام مُنیا بیگم ۔ والدہ کا نام صغریٰ بیگم بنت رمضان علی ۔ نانی کا نام احمدی بیگم
بیوی کا نام رئیسہ بیگم بنت سید حسین ۔ تعداد اولاد نام عمر تعلیم ۔
۱۔ انجم، بی اے ۔ زوجہ ظہور عباس جارچوی ۲۔ نسیم اختر، متعلمہ کلاس دہم
۳۔ مسعود اختر، متعلم کلاس ہشتم ۴۔ رضوان اختر، متعلم کلاس دوم
۵۔ ریاض اختر، متعلم کلاس دوم
پاکستان آنے کی تاریخ : ۳ مارچ ۱۹۵۱ء ۔

۴۲۔ محمد حسین ابن احمد حسین

مستقل رہائش۔ جارچہ ضلع بلند شہر (یوپی) انڈیا۔
دادا کا نام۔ اکبر علی۔ دادی کا نام ۔ والدہ کا نام۔ احمدی بیگم۔ نانا کا نام۔
نانی کا نام بیوی کا نام حسن بانو بنت سید حسین۔ تعداد اولاد نام عمر، تعلیم
۱۔ محمد سبطین بی۔ اے عمر ۳۷ سال آپڈیٹر، اے جی پی آر، کراچی۔ زوجہ رئیسہ بنت حسن رضا
۲۔ شبیر حسین، عمر ۲۸ سال، دکان موٹر پارٹس، دہلی۔ زوجہ کنیز سعیدہ بنت منّا۔
۳۔ سلطان بانو زوجہ خورشید حسین، عمر ۳۵ سال۔
۴۔ شبیر بانو زوجہ مردان علی جارچوی عمر ۳۱ سال۔
۵۔ جمیل حسین عمر ۱۵ سال ۶۔ تنظیم بانو عمر ۱۶ سال اردو ادب

۴۳۔ محمد مشہود ابنِ مولوی ابن حسن رضوی جارچوی

تاریخ وجائے پیدائش۔ ۲۰ اپریل ۱۹۳۹ء، میرٹھ انڈیا۔ تعلیم بی۔ اے (کراچی یونیورسٹی) مستقل رہائش ۳-۱-D-II ناظم آباد، کراچی۔ فون نمبر ۶۱۰۷۸۱۔ ملازمت حبیب بنک لمیٹڈ، ہمرسٹ سٹریٹ برانچ، صدر کراچی۔ فون نمبر ۵۱۷۴۱۲۔ دادا کا نام مہدی حسن۔ والدہ کا نام مسرورہ بیگم بنتِ باقر حسین۔ نانی کا نام صغیر النسا بنت یعسوب الدین مرحوم۔ بیوی کا نام شہناز خانم بنت حاجی محمد تقی افشار (ایرانی)۔ بیوی کی والدہ کا نام حاجیہ مریم بانو مرحومہ۔ تعداد اولاد نام۔ حباء مشہود، عمر ۳ سال۔ پاکستان آنے کی تاریخ یکم اکتوبر ۱۹۵۱ء

۴۴۔ محمد یونس ابنِ یوسف حسین

تاریخ وجائے پیدائش ۲۱ مارچ ۱۹۱۸ء، جارچہ۔ تعلیم منشی فاضل۔ ادیب فاضل۔ مولوی فاضل۔ وکیل شرع ونائب حضرت آیۃ اللہ آقائے
مستقل رہائش ۱۱۴-E مدینہ روڈ پیپلز کالونی لائل پور۔ عارضی رہائش ۲۱/۸۲ کاظمین۔ فیڈرل بی ایریا۔ کراچی۔ کاروباری پیشہ۔ زمیندار چک ۱۴۱ وہیر صدرت تحصیل وضلع سانگھڑ سندھ۔ دادا کا نام۔ حاجی سکندر علی۔ دادی کا نام جیبہ بیگم۔ والدہ کا نام حسین بانو جعفری بنتِ علی حسین جعفری نانی کا نام الٰہی بیگم۔ بیوی کا نام۔ (۱) فریاد فاطمہ مرحومہ بنتِ حیدر عباس (۲) مجتبٰی بانو بنتِ مختار نبی وکیل نگینہ۔ (۳) اختر بنت امان علی شاہ جالندھری (۴) سائرہ بانو بنتِ آغا عابد لاہوری (۵) رضیہ بیگم بنتِ

سجاد حسین کاظمی ۔ تعداد اولاد نام، عمر، تعلیم ۔

۱۔ مسرور فاطمہ زوجہ دبیر حیدر ۲۔ طلعت زہرا میٹرک زوجہ محمد شاہ علی جعفری

۳۔ حیدر علی شاہ متعلم تھرڈ ایئر ۴۔ نجف علی شاہ ۔

والد یوسف حسین نے سنہ ۲۰ء میں انتقال کیا اور آبائی قبرستان خطیرہ جارچہ میں دفن ہوئے والدہ حسین بانو نے ۱۹۷۳ء میں انتقال کیا اور قبرستان پیلیڑ کالونی لائل پور میں دفن ہوئیں۔ پاکستان آنے کی تاریخ قبل تقسیم ہند ۱۹۳۲ء سے لاہور میں قیام رہا ۔

متفرق ضروری اطلاعات :۔ ۱۵ مرتبہ مشرف بہ زیارات عتبات عالیات ہوا کتب خانہ رضویہ مشہد میں عربی ۔ نجوم رمل جفر جامع میں تحقیق کی جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں مدرسہ ثانوی میں درس دیا ۔ غیر منقسم ہند میں ورلڈ وار دوم میں انڈین آرمی کی انٹیلی جنس کور میں نائب صوبیدار رہا ۔ تمغہ انعام اسپیشل انٹیلی جنس خدمت کے صلے میں حاصل کیا اور ۴۸ ایکڑ زمین چک ۱۲۱ دیہہ صدر تحصیل و ضلع سانگھڑ (سندھ) میں گورنمنٹ پاکستان نے دی ۔

ادبی و فلاحی خدمت ۔ نائب مدیر رسالہ ادبی دنیا لاہور ۔ رسالہ ماہنامہ ہمایوں، لاہور ۔ مترجم (نائب ایڈیٹر) ۔ روزنامہ زمیندار لاہور ۔ مدیر ہفت روزہ معجزہ کراچی ۔ مولف، تعلیم عربی، (عربی ترجمہ و گرامر) ۔ مشہور زمانہ استاد آقائے حسن ادیب خاوری مشہدی سے علوم نجوم و طب رمل و اسرار دعائے مشلول و الہیات کی باقاعدہ تعلیم حاصل کر کے تکمیل کی ۔ اور نائب مقرر ہوا ۔

جارچہ کے متعلق اہم یادداشت ۔ شہر سبزوار میں قیام کر کے تاریخ بیہق کا مطالعہ کیا اور جارچہ کے مورث اعلیٰ سید علی سبزواری کارسوی خاندان کے بزرگوں کے متعلق معلومات حاصل کیں ۔

۴۵ ۔ منظور علی ابن عوض علی

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۴۲ء، دہلی ۔ تعلیم کلاس ہشتم پاس مستقل رہائش H 1/6 جیکب لائنز ۔ کراچی ۔ ملازمت جنرل اٹینڈنٹ، اٹامک انرجی کمیشن، کراچی ۔ دادا کا نام رعایت حسین دادی کا نام اکبری بیگم ۔ والدہ کا نام نیاز بانو بنت غلام حسین ۔ نانی کا نام احمدی بیگم ۔ بیوی کا نام رضیہ بیگم بنت سردار علی سرسوی ۔ تعداد اولاد نام عمر ۔

۱۔ ممتاز علی، عمر ۹ سال ۲۔ راشد علی عمر ۴ سال ۳۔ اقبال علی عمر ۳ سال ۔ ۴۔ عامر علی عمر ۱ سال ۔

۴۶ ۔ نثار حسین ابن عطوفت حسین

جائے پیدائش ۔ جارچہ ۔ آخری رہائش ۱۳۶۶/۵ ڈرگ روڈ، کراچی ۔ دادا کا نام احمد علی

دادی کا نام ۔ کبیا بیگم ۔ والدہ کا نام عباسی بیگم بنت احسان علی ۔ نانی کا نام شہناز بیگم ۔ بیوی کا نام سردار بیگم بنتِ محمد حسنین ۔ بیوی کی والدہ کا نام الٰہی بیگم ۔ تعداد اولاد عمر، تعلیم ۔
۱ ۔ اقبال حسین بی کام، ۲۹ سال اے ڈی بی پی کراچی ۲ ۔ طاہرہ بیگم زوجہ ذوالفقار حسین
۳ ۔ نسیم بیگم زوجہ کرار حسین ۴ ۔ نرگس بی اے زوجہ افسر حسین
۵ ۔ ملکہ جہاں نگار ۔ میٹرک ۔

۴۷ ۔ نسیم حیدر ابنِ حیدر رضا

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۲۱ء جارچہ ۔ تعلیم مڈل ۔ مستقل رہائش ۲/۸۷ فیڈرل بی ایریا کراچی ۔ عارضی رہائش ۱۴۰ ۔ ایف جیکب لائنز کراچی ۔ ملازمت سنٹرل ای ۔ ایم ۔ ڈویژن پاک ۔ پی ڈبلیو ۔ ڈی ۔ کراچی : دادا کا نام ڈاکٹر اشتیاق حسین ۔ دادی کا نام زینب بیگم ۔ والدہ کا نام آغائی بیگم بنت آغا حسین ۔ نانی کا نام ۔ محمدی بیگم ۔ بیوی کا نام ۔ (۱) آمنہ بیگم بنتِ بشیر حسین زیدی ۔ (۲) کشور جہاں بنتِ متحمل حسین رضوی ۔ تعداد اولاد، نام، عمر،
۱ ۔ شہناز فاطمہ زوجہ سبط حسن رضوی جونپوری ۔ ۲ ۔ گلنار فاطمہ زوجہ مظہر حسین جارچوی
۳ ۔ نسرین فاطمہ زوجہ عزیز الحسن ۴ ۔ پروین فاطمہ ۵ ۔ حسین علی ۶ ۔ محمد علی ۷ ۔ ذوالفقار علی
زوجہ آمنہ بیگم کا انتقال ۱۹۶۳ء میں کراچی میں ہوا ۔ اور قبرستان پاپوش نگر میں دفن ہیں ۔
پاکستان آنے کی تاریخ اگست ۱۹۴۷ء ۔

۴۸ ۔ نصیر حیدر ابنِ محمد الیاس مرحوم

جائے پیدائش شکارپور ۔ مستقل رہائش ۵/۸۵ ۵ ایف نیو کراچی ۔ ملازمت گورنمنٹ پنشنر ۔ دادا کا نام مولوی حاجی فیاض حسین ۔ دادی کا نام رقیہ بیگم ۔ والدہ کا نام سیدہ کاظمی بیگم بنت مولوی علی حسین نقوی شکارپوری ۔ نانی کا نام ۔ ریاض بانو عرف بھیا ۔ بیوی کا نام بنتِ مصطفےٰ مرحومہ بنتِ مرتضےٰ حسین جعفری (۲) شبیہہ زہرا بنت ابرار حسین نقوی ۔

۴۹ ۔ ہاشم علی ابن آغا علی

تاریخ و جائے پیدائش ۱۹۰۶ء بھوپال ۔ مستقل رہائش ۲۱/۲ بی، پی سی ایچ ایس کراچی ۔ ملازمت اسٹورکیپر الیکٹرک لیمپ مینوفیکچرز (پاک) لمیٹڈ ۔ کراچی ۔ دادا کا نام ۔ احسان علی ۔ دادی کا نام نجف بیگم ۔ والدہ کا نام مہدی بیگم بنتِ محمود ۔ بیوی کا نام شریف زہرا

بنت سید محمد۔ تعداد اولاد نام ۔عمر۔ تعلیم۔
۱۔ مظاہر الحسنین ،عمر ۲۳ سال ، ملازمت نیول ڈاکیارڈ کراچی۔ زوجہ افسری بیگم بنتِ آلِ علی
۲۔ نرجس خاتون متعلمہ ایف اے ۳۔ عرشیہ متعلمہ بی اے فرسٹ ایر۔
۴۔ مظہر زمان ، متعلم درجہ نہم ۵۔ معصومہ متعلمہ درجہ ہفتم
۶۔ یوسف ظہیر علی متعلم درجہ ششم ۷۔ آن شاہ یزداں متعلم درجہ پنجم
۸۔ ضیاء شبیر متعلم درجہ دوم
پاکستان آنے کی تاریخ ۲۱ر جنوری ۱۹۵۱ء۔

اقتباس: تذکرۂ بے بہا فی تاریخ العلما مولانا محمد حسین نوگانوی

قاری حافظ جعفر علی صاحب جارچوی
آپ جارچہ میں پیدا ہوئے تھے اور دلی میں آکر ابتدائی کتب درسیہ پڑھیں پھر جب علم کا ذائقہ پڑا تو لکھنؤ پہونچے اگرچہ وہ آخر زمانہ جناب غفرانمآب کا تھا۔ مگر آپ کو جناب علیین مکان سے تلمذ تھا اور علوم و فنون عربیہ کی آپ نے تکمیل کی اور قرأت میں جناب قاری آغا محمد اصفہانی تبریزی وارد لکھنؤ کے شاگرد تھے۔ اور اس فن کو آپ نے اس حد درجہ پہنچا دیا کہ امام فن کہا جانے ہوگا۔ ہندوستان کے قرا میں یہ ناموری و شہرت کسی کو حاصل نہیں ہوئی منتخب لہجوں پر آپ کو ایسا عبور تھا کہ سننے والوں کو تمیز نہ ہوتی تھی کہ یہ قاری ہندی ہیں۔ خوش گلو ایسے تھے کہ راہ گیر آپ کی آواز قرأت سنکر کھڑے ہو جاتے تھے۔ چنانچہ مناظر بے عدیل جناب مولوی سید بہار علی شاہ صاحب ساکن جلالپور جٹاں پنجاب غالباً لاہور کا ذکر فرماتے تھے کہ میں چلا جا رہا تھا کہ ایک مسجد میں مجمع کثیر دیکھا اور ایک قاری کے پڑھنے کی آواز میرے کان میں آئی کہ میں نے ایسی آواز اس وقت تک نہ سنی تھی میں مسجد میں گیا تو معلوم ہوا کہ جناب قاری صاحب قرآن پڑھ رہے ہیں اور حفاظ کا مجمع ہے۔ آپ قرآن کے حافظ بھی تھے۔ اور جناب علامہ کنتوری نے اپنی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ جب میں لکھنؤ میں رجسٹرار تھا تو جناب قاری حافظ مولوی سید جعفر علی صاحب لکھنؤ تشریف لائے اور میرے خاندان سے ان کو خصوصیت زیادہ تھی اور جلسہ قرأت جناب ممتاز العلماء کے مکان پہ قرار پایا۔ اور اس میں علماء مجتہدین لکھنؤ و طلاب اکثر رونق افروز تھے تو آپ نے سورۃ الدہر اور سورۃ الرحمٰن کو بقرأت حسنہ پڑھا اور ابتدا لیکون جو خاص ان کا کام تھا ادا فرمایا۔ اور حکیم مشتاق احمد صاحب سہارنپوری حنفی المذہب ۔۔ آپ کا قرأت کی تعریف فرماتے تھے۔ اور یہ بھی مشہور ہے

کہ جب ایام غدر ۱۸۵۷ء میں بجرم بغاوت سادات جارچہ جیل خانہ بھیج دیئے گئے۔ تو ان میں آپ بھی تھے تو آپ اپنے ہاتھ پاؤں سے ہتھکڑی اور بیڑی نماز کے وقت جدا کر دیتے تھے اور بعد نماز پھر پہن لیتے تھے۔ اور جب سادات جیل خانہ سے چھوٹے تو آپ نہایت عسرت میں بسر کرتے تھے۔ اور مومنین نے کچھ آپس میں چندہ جمع کر کے دینا چاہا آپکو معلوم ہو گیا کہ میرے واسطے چندہ جمع کیا جا رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں جارچہ چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں گا اور یہ لینا تھا نہ لیا۔ آپ احکام شرعیہ کی پابندی بڑی مستعدی سے کرتے تھے اور مسئلہ شرعیہ کی مقابلہ میں کسی برادری وغیرہ کا دباؤ نہ مانتے تھے۔
جناب نواب فضل علی خانصاحب بہادر تحقیقاً والد دلبر رئیس دلی کے مدرسہ میں شارح شیعہ کے مدرس اول تھے اور مدرسہ منصبیہ میرٹھ میں بھی آپ مدرس اول ہی رہے تھے لیکن بہت جلد ہی مومنین میرٹھ کی عنایتوں سے تنگ آ کر چلے گئے اور پھر آپ گوشہ نشین ہو گئے۔ علیگڑھ کالج میں بھی بانی کالج نے آپ کو مدرس عربی چاہا مگر آپ نے انکار فرما دیا۔ آپ حیدرآباد دکن بھی تشریف لے گئے اس زمانے میں جناب نواب مختار الملک بہادر وزیر دکن تھے مگر بہت جلد ہی وہاں سے بھی تشریف لے گئے۔ سنا ہے کہ قرأت کے خوب خوب جلسے ہوتے۔ بحیثیت اپنے زمانے لڑکپن میں سنا تھا کہ کوئی کہیں کا سوداگر مالدار عازم زیارات عالیات عرشدجات ہوا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ امام حسینؑ کہ قاری جعفر علی صاحب کو ہمراہ لانا اور کسی کا نذرانہ قبول نہ فرماتے تھے جس سے وعدہ کرتے اس کے ایفا میں کیسی ہی زحمت ہوتی مگر اس کو پورا کرتے اور بڑے محتاط و قانع تھے سالن بدمزہ کر کے کھاتے تھے اور شوربے میں پانی ملا لیتے اور زمانۂ قدیم دلی میں آپ سے اور مولوی آغا محمد باقر صاحب سے ایسا ملال بڑھا کہ دو فرقے باقریہ اور جعفریہ ہو گئے سنا ہے کہ اگر کوئی قرأت میں آپ کا شاگرد ہونا چاہتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ پہلے سوز خوانی کرو۔ اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ غنا و گٹکری سیکھو تان سین اور احمد علی دہرتی کو بھی بالائے طاق رکھو بلکہ سوز خوانی جائز کے ذریعہ سے آواز کے اتار چڑھاؤ سے واقف ہو جاتے۔ کتاب رمح العقول میں ہے کہ علامہ اوحد جہاں مہ ملک سیرت

خوش صورت اسد معارک علم و کمال استاد یگانہ عدیم المثال

(مولوی آغا محمد باقر کا اپنی کسی فارسی کی کتاب میں قاری جعفر علی صاحب کو کمبود ظاہر کرنا دونوں کے درمیان ملال اور عناد پر مبنی ہے)

عالم ترتیل و تجوید حافظ قرآن مجید آیۃ اللہ فی العلمین نائب آئمہ معصومین جناب حافظ قاری مولوی سید جعفر علی صاحب لازالت شموس افاضتہ علی رؤس الطالبین ... ورد افادتہ طالعہ از فضائل مرتضوی میں ہے کہ جناب مستطاب حشمت مآب ہدایت مآب عالم علامہ فاضل فہامہ مجمع علوم عقلی و نقلی معدن فیوض ظنی و یقینی فرید الدہر وحید العصر السید الجلیل والبحر النبیل الذکی الالمعی حافظ کلام

ربانی قاری بمثل دلا ثانی فرزند پوری دلائے حیدری ہادی طریق قویم جعفری مولوی حافظ قاری سید جعفر علی صاحب لازالت شموس ہدایتہ ساطعہ وا قمار افاضتہ لامعتہ اور سنتا ہے کہ کہیں سے تار آیا اور یہ آپ نے بھی سنا کہ تار آیا ہے۔ اپنے فرزند جناب مولوی عباس حسین صاحب سے فرمایا کہ میاں عباس حسین ذرا ہم بھی دیکھیں کہ کیسا تار آیا ہے۔ تو آپ نے وہ لفافہ آپکی خدمت میں پیش کر دیا کہ انگریزی میں ہے تو آپ نے کہا کہ یہ تو لفافہ ہے وہ تار کہاں ہے تو آپ نے عرض کیا کہ تار پرخبر آئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تو یہ سمجھے تھے کہ کوئی تار آتا ہوگا۔ اُسی کو تار کہتے ہیں۔ آپ کے شاگرد تو بہت ہوئے مگر چند اکملا کے اسمائے گرامی لکھے جاتے ہیں مولوی خواجہ الطاف حسین حاجی وستی، مولوی خدا بخش صاحب بڑہانوی) مولوی حسین بخش، مولوی الفت حسین اور مولوی عباس حسین صاحب آپکے فرزند اور مولوی سید تفضل حسین صاحب سنبھلی، مولوی خواجہ ابراہیم صاحب پانی پتی اور مولوی عمار علی سونی پتی۔ مولوی علی صغیر صاحب میمتی ضلع بجنور۔ آپ نے تخمیناً ۸۴ سال کی عمر میں ۱۳۱۲ھ میں انتقال فرمایا اور نواب صاحب نے یہ تاریخ نظم فرمائی۔

شیعہ سید مولوی جعفر علی — حافظ و قاری معین مومنین
خلد میں پہونچے تو رضوان نے کہا — داخل جنت ہوا سلطان دین

۱۳۱۲ھ

جناب مولوی حافظ قاری عباس حسین صاحب ابن قاری حافظ سید جعفر علی صاحب جارچوی

چونکہ جناب قاری جعفر علی صاحب دلّی کے اسکول میں مدرس دینیات تھے اس وجہ سے آپ دلّی میں پیدا ہوئے اور اپنے والد ماجد سے کتب درسیہ معقولات و منقولات کی تحصیل و تکمیل کی اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۸۷۶ء سے کالج علی گڑھ میں پروفیسر تھے اور فن قرأت میں آپ اپنے والد کے شاگرد تھے اور وحید عصر اور فرید دہر تھے آپ حیدرآباد تشریف لے گئے تھے اور وہ نواب سر سالار جنگ اعظم کا وقت اور عمدہ ملازمت ملتی تھی مگر آپ نے انکار فرمایا تھا کہ وہاں کی ڈگریاں دینی پڑیں گی۔ ورنہ جج ہائیکورٹ ہوتے جناب مرحوم بحر العلوم بھی آپکے مواعظ اور مضامین علمیہ کی تعریف فرماتے تھے اور فرماتے کے موافق آپ کا بیان خوب ہوتا تھا جب آپ انجمن جعفریہ مظفر نگر کے جلسہ اولی دسمبر ۱۹۰۶ء میں تشریف لائے تھے تو مجھے آپ سے نیاز حاصل ہوا تھا۔ اور جناب مرحوم بحر العلوم نے آپ کی بڑی عزت و احترام کیا اور ایسے تپاک سے ملے کہ جیسے کوئی دوست بڑے لگاوٹ سے دوست سے ملتا ہے۔ آپکے تقدس کی یہ کیفیت تھی کہ آپ

عمر انگریزی دوانہ خشک نہ تر کا استعمال کیا۔ سنا ہے کہ کوئی انگریز سیاح کالج میں آیا اور پرنسپل صاحب سے پوچھا کہ کوئی کالج میں قاری بھی ہے تو پرنسپل صاحب نے کہا کہ قاری تو ایسا ہے کہ ہندوستان میں لاجواب ہے۔ وہ سیاح آپ سے ملا اور قاف شہد و ساکن کا مخرج پوچھا تو آپ نے فرمایا اس نے کہا یہ تو سب ہی بتلاتے ہیں ادا کر کے بتلایئے آپ نے ادا کیا تو اس سیاح نے کہا کہ پرنسپل صاحب آپ نے بہت کم تعریف کی میں نے ایسا قاری مصر وغیرہ میں بھی نہیں دیکھا کہ جن کی زبان میں قرآن ہے۔ پرچہ شیعہ کھجوہ بابت ماہ اگست ۱۹۱۱ء نواب وقار الملک بہادر کا قول لکھا ہے کہ مولوی عباس حسین صاحب قبلہ بہ عنایت الٰہی طرز استدلال نہ ایسا رہا کہ جس سے فریق مطمئن نہ ہوں۔

اور نہ صرف شیعہ بلکہ سنی بھی اور مولوی صاحب قبلہ پیش امامی کا بھی کام کرتے ہیں۔ (رقعی) اور پروفیسری کا بھی اور اپنے طلبا و شیعہ کی مذہبی تعلیم کا بھی بہت خیال فرماتے ہیں (رقعی) اور انتظام نماز بھی آپ سے متعلق تھا۔ اور امیر افغانستان ہندوستان آئے اور کالج علیگڑھ میں تشریف لائے تو ۱۳۲۴ھ مطابق ۱۹۰۷ء میں بعض طلاب کا امتحان لیا تو آپ نے طلبا و مذہب شیعہ بھی پیش کئے اور تقریر فرمائی کہ امیر صاحب بھی بہت خوش ہوئے اور یہ عذر کیا کہ میں مذہب شیعہ کے مسائل سے ناواقف ہوں لیکن میری رعایا بہت شیعہ ہے اور زرح معقول میں ہے کہ آپ کی لیاقت علمیہ میں اہل علوم مسلم و مشہور ہے فضل کا شہرہ نزدیک و دور ہے معقول میں اگر کمال ہے تو منقول میں دخل تام ہے آپ کا فیض ہر مخالف و موافق پہ عام ہے۔ علم میں فرد فضل میں کامل عارف شرع و عالم و عامل مدرس بے عدیل فقیہہ نبیل ذکا میں یکتا تقدس میں بے ہمتا سراپا اتقا ناظم فصیح اللسان ناشر خوش بیان تورع مآب تقویٰ ایاب واعظ خوش تقریر یگانہ و بے نظیر نور حدیقہ سیادت نور حدیقہ شرافت گل گلشن جعفری نونہال دوحہ حیدری اعنی استادی المولوی جناب سید عباس حسین صاحب دہلوی مولداً و جارچوی موطناً جو مومنین کے لیے خدا کی جانب سے ایک نعمت عظمیٰ اور موہبت کبریٰ ہیں۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے آپکو ۱۳۳۲ھ مطابق ۱۹۱۴ء میں گورنمنٹ برطانیہ کی جانب سے شمس العلما کا خطاب بھی ملا چنانچہ جناب نواب صاحب نے اس کی تاریخ یوں نظم فرمائی۔

دیندار خدا شناس جانِ جعفر اہل تقویٰ	عالم قاری فقیہہ بے شور و شر با صدق و صفا
در جشن گرہ سال کنون یافت خطیب از قیصر ہند	عباس حسین نسل حیدر شمس العلماء

۱۳۳۲ھ

آپ کی تصانیف یہ ہیں ہدایہ الصلوٰۃ اور ہدایت ناصریہ اور لکچر نکاح بیوگان مشہور ہے الفرائد البہیہ عربی در منطق تخمیناً ۸۵ سال کی عمر میں ۲۸ رجولائی ۱۹۲۶ء میں مرحوم ہوئے اور نور نظر

شمیم الحسن سلمہ عزت ابو محمد سلمہ طالب علم درجہ مولوی عالم مدرسہ سید المدارس امروہہ نے تاریخ وفات نظم کی۔

آہ قاری بے مثال و بے عدیل — گر امام فن کہیں تو ہے بجا
ایسا کامل تو فن تجوید میں — ہند کیا ملک عرب میں بھی نہ تھا
مولوی معنوی عباس حسین — عابد و زاہد جواد و بے ریا
جن کے مرنے کا ہے صدمہ جا بجا — آسمان سے لے کے تا تحت الثریٰ
یوں صمیم قلب سے بولا شمیم — آہ خضر رہنما اے آہ وا

۱۹۲۶ء

الطاف حسین نے اپنے ایک قصیدہ میں کہا ہے۔

اگر بو جعفر طوسی کو زندہ دیکھنا چاہو تو عباس ابن جعفر سے علم و فن دیکھو

مولوی آغا محمد باقر صاحب دہلوی

آپ اگرچہ کچھ بڑے صاحب تو نہ تھے مگر کتب عربیہ کا مطلب خوب سمجھ لیتے تھے اور نہ معلوم آپ کس کے شاگرد تھے۔ کتب بینی کا بہت شوق تھا اور پھر ذہانت خدا داد نے علم کو دوبالا کر دیا تھا اور اشاعت دین خلوص سے کرتے تھے تو فضل خدا بھی شامل حال ہوا۔ دلی کی سلطنت ضعیفہ کا عہد تھا اس زمانے میں آپ نے ایک مطبع بھی جاری فرمایا اور ایک اخبار مسمی بہ اردو اخبار جاری کیا اور کتب چھپوائیں نئی نئی بات تھی کل بیٹنیز خوب نفع ہوا تو نیچہ شریف کے روپیہ کچھ روالی مسجد بنوائی اور ایک امام باڑہ بڑا وسیع بنوایا۔ ایام عزا میں آپ بڑی دھوم دھام سے مجالس کرتے تھے دہلی سے شہر میں مجمع کثیر ہوتا تھا سوا سیر پختہ بریانی کا حصہ تقسیم تھا اور خود ہی پانچ چھ گھنٹے تک وعظ فرماتے تھے آپ کا بیان جادو بھرا ہوتا تھا صدہا مسلمان مومن اور ہزارہا جو حیرے ہو گئے فضائل اہلبیت اظہار حصار کو اس خوبی سے سناتے تھے کہ کسی کے دل پر جبر کا بھی نہ آتا تھا اور پھر سوا سیر بریانی کا حصہ کیسے ہی کاری زخم کو بھر دیتا تھا۔ ایام غدر میں ایک معزز انگریز نے آپ کے یہاں پناہ لی اور اس کو عزت سے رکھا لیکن جب آپ کو باغیوں اور مجاہدین اہل اسلام کی شرارت کا اندیشہ ہوا تو صاحب بہادر سے کہا اب میں مجبور ہوں کہیں اور چلے جائیے اس انگریز نے ایک چٹھی مولانا کو لکھ کر دی کہ مولوی صاحب نے ہم کو نہایت عزت سے رکھا لیکن آخر میں اپنے مکان سے نکال دیا اور کوئی توہین نہیں کی جب امن کا زمانہ آیا اور حکام برطانیہ نے مجاہدین کو سزا اور بدخواہوں کو جزا دینا شروع کیا تو مولانا

بھی بلائے گئے جب افسر انگریز کو معلوم ہوا کہ یہ شیعہ ہیں تو کہا کہ شیعوں میں جہاد نہیں۔ ان سے کچھ تعرض نہ کیا جائے آپ نے وہ چھٹی پیش کردی۔ اس کمبخت نے کہا کہ اس صاحب کو لاؤ ہم تم سے لیں گے۔ تب آپ نے وہ قصہ سنایا کہ میرے مکان سے دو سو قدم گئے ہوں گے کہ باغیوں نے قتل کر دیا۔ پھر تو آپ بھی پھانسی پر چڑھا دیئے گئے چنانچہ آپکی تاریخ وفات میر منیر صاحب نے فرمائی ہے۔ جس سے آپکا پتہ خاندانی بھی چلتا ہے۔

جناب فاضل کامل محمد باقر — سپہر علم و فضیلت کے تاباں
شہر عالم ایجاد دہلوی مولوی — بزرگ نسل میں انکے تھے ساکن ہمدان
حدیث و فقہ و کلام، مناظرہ میں وحید — صفات سے انکے ہے مثل شمس عیاں
خلیق و ناصر آلِ رسولؐ و تعزیہ دار — فدائے نام نبیؐ عاشق شہ مرداں
حلیم و قابل و محتاط و مجمع حسنات — نہاں دانش و فضل و مسرت و احساں
خدا کی راہ میں مقتول ہو کے آخر کار — گئے جہاں سے وہ سوئے روضہ رضواں
لکھی منیر نے یہ ان کے مرگ کی شان — شہید و متقی و عالم

اکابرینِ جارچہ
زندگی کے مختلف شعبوں میں

حافظ

مولوی حافظ سید محمد علی۔ مولوی حافظ قاری جعفر علی۔ شمس العلماء حافظ قاری مولانا عباس حسین۔

مولوی

مولوی حکیم ظہور علی، مولوی غلام نقی، مولوی حسین علی۔ مولانا حافظ قاری جعفر علی، مولانا حافظ قاری شمس العلماء عباس حسین سابق پروفیسر عربی، فارسی دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، مولوی ہادی حسین، مولوی شبیہ حسین، مولوی محمد احسن، مولوی عباس حیدر، مولوی مختار حیدر، مولوی بدر الاسلام، مولوی محمد الیاس، مولانا علامہ ابن حسن جارچوی، پروفیسر دینیات عربی، فارسی یونیورسٹی کراچی، مولانا ظہیر العباس، مولوی قائم علی قانی، مولانا مصداق الحسن، مولانا محمد یوسف

شعراء

سید محمد مرتضیٰ بیاں یزدانی، عیوض علی جوہر، ضیاء الاسلام عیاں، فخر الاسلام فخر،
حکیم یوسف حسین، محمد الیاس، شبیہ رضا اختر، اکبر علی فرحت، اختر عباس نخشب۔
مظہر حسین مظہر، شاعرہ مرحومہ ابنہ بنت ابن حسن رابعہ صفی نہاں، البصار فاطمہ، عزیز بانو عرف
جیجو۔ قائم علی فانی، حسن سلمان، طالب علی جارچوی، ظہور حیدر ظہور۔ صغیر احمد، ولی محمد ولی
نسیم انور نسیم، انعام اختر، منظر سبطین رہبر، ظفر عباس ظفر، رفیق حسین رفیق، عتیق،
محمد سبطین، راغب حسین راغب، قمر عباس قمر۔ محمود الحسن عرف مٹر۔ میر علی۔ محمد ذکی۔
ظفریاب نقیب

حکیم

حکیم سید حسین، حکیم رحم علی، مولوی حکیم ظہور علی، حکیم محمد طاہر، مولوی حکیم قاری عباس حسین
حکیم علمدار حسین، حکیم تفضل حسین، یوسف حسین، زاہد حسین، عابد حسین، ہادی حسین
شمشاد حسین، محمد نقی، سلیمان علی، سید عباس، مصداق الحسن، امیر حیدر، افتخار احمد۔

ڈاکٹر

ڈاکٹر محمد حسین جعفری، اشتیاق حسین رضوی، سید حسین والد نسیم صاحب، مہدی حسن
حامد حسین، ڈاکٹر قمر الاسلام، محمد جواد، جعفر رضا، ایچ ڈاکٹر بشیر الحسن۔ ایچ ڈاکٹر
لئیق الحسن سبزواری، ایچ ڈاکٹر منتظر فاطمہ، نجم الحسن۔ علی محمد۔ جعفر حسین۔

وکیل

وکیل ظہور حسین جعفری، الطاف حسین، اعجاز حسین، علی اوسط، ضیاء الاسلام
عیوض علی، یاور حسین، سید محمد قانون گو، محمود الحسن، ضیاء الاسلام، محسن رضا،
سید عباس۔ ابن حسن، مظفر سبطین، جج علی محمد۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شمیم حیدر،
سلطان علی جعفری۔

نقال قوال

دریار حسین، گلاب حسین، بشیر حسین، گرجی، رجب، عزیز عرف اچھّا،

پاکستان ٹی وی ریڈیو آرٹسٹ

ٹھیکیدار / کنڈیکٹر

عیوض علی مرحوم، سید علی رضوی، گورنمنٹ کنڈیکٹر اسلام آباد، محمد احسن، نصیب الحسن، عیوض عباس، ظہیر حسین، مہدی رضا۔

دوکاندار

(۱) سید رونق حسین جو چار جماعت سے پرائمری اسکول کے چوتھی جماعت تک تعلیم یافتہ حساب کتاب میں بنیوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ آپ کتاب شائع ہونے تک ۸۰ سال کی عمر میں باوجود کمر خمیدہ ہونے کے چاق وچوبند نظر آتے ہیں برابر اپنی دوکان پر حاضری دیتے ہیں جس کا سبب آپ کی سادہ زندگی ہے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ کی اولاد میں شائق حسین، حفاظت حسین، ہاشم حسین اور محمد حسین اور انکی اولاد سب دوکاندار ہیں۔ (۲) علی محمد مقیم کراچی (۳) جواہر حسین کراچی۔

ڈرگسٹ کیمسٹ کراچی

مظہر حسین۔ لیاقت آباد، انتظار حیدر، ملیر سٹی، اقبال حیدر،

منجم

مولوی فیاض حسین مرحوم، منشی شفقت حسین مرحوم، حسین احمد جعفری عزت پیارے صاحب مقیم بمبئی (انڈیا) مظہر حسین۔

جج / مجسٹریٹ

علی محمد — آنریری مجسٹریٹ: قربان علی، عیوض عباس۔

پولیس ملازمین

داروغہ اعجاز حسین رضوی مرحوم، داروغہ یوسف حسین مرحوم، سرکل انسپکٹر مظہر نقی رضوی مرحوم، ظفریاب حسن رضوی مرحوم، ٹکھیا مرتضٰے حسین رضوی مرحوم، نمبردار

لیاقت حسین رضوی مرحوم ۔ محمد عقیل ، ایس آئی ، ایف آئی اے ۔ صوبیدار مرتضیٰ محمد

ملٹری ملازمین

کرنل مظہر حسین ، کیپٹن محمد شاہ علی جعفری ، کرنل نذر عباس ۔

انجنیئرز

محمد سیدین ، مظفر عباس ، گوہر حسین ، فضل عباس ، مقصود حسین ، ظفر عباس ، عیوض علی مرحوم ، ضیاء الحسن ، طاہر رضا ، اطہر رضا ، مطاہر رضا ، نسیم احمد ، علی حسن ، سردار حسین ۔ ندیم حیدر ۔ شمیم احمد ضیاء الحسن ابن ریاض الحسن ۔ محسن علی ۔ نور عباس

ریلوے ملازم

گارڈ شمیم حسین مرحوم ، گارڈ محمد صفی مرحوم ، اشفاق حسین مرحوم ٹرین ایگزامینر ، احسن علی مرحوم شنٹنگ ڈرائیور ، ظہور حیدر ، مسعود الحسن کنٹرولر P.W.R سکھر

رضا ، سرفراز حیدر ، فرزند حیدر

لائبریرین

سجاد حسین مرحوم ، کاظم ضیا ، حیدر اسسٹنٹ ڈائریکٹر لائبریریز کے ایم سی ممتاز دار الاسلام ۔

فلمی دنیا

نخشب جارچوی ، اختر عباس نخشب مرحوم فلم پروڈیوسر ، اشتیاق احمد جعفری ایکٹر جگدیپ

کرکٹ

آل احمد رضوی ، ہاف سنچری بیٹس مین جو اپنا کھیل جاری نہ رکھنے کی وجہ سے پاکستان ٹیسٹ کرکٹ فیلڈ میں نہ آسکے محمد سیدین رضوی ، آل راؤنڈر جو پاکستان کے مایۂ ناز کرکٹر ظہیر عباس شاہ کے ساتھیوں میں سے ہیں ۔ آپ بھی اپنا کھیل جاری نہ رکھنے کی وجہ سے ٹسٹ کرکٹ فیلڈ سے محروم ہیں ۔ اسی طرح محمد مہدی جعفری بھی محروم رہے ۔

اقتباس تذکرہ حفاظ شیعہ علی نقی النقوی

پہلی صدی ہجری

(۱) ابی بن کعب انصاری (۲) مقداد بن اسود (۳) عبادۃ بن صامت انصاری (۴) حذیفہ بن الیمان (۵) محمد بن ابی حذیفہ (۶) علمقۃ بن قیس (۷) ابوایوب انصاری (۸) میثم تمار (۹) بریرہ ہمدانی (۱۰) حنظلۃ بن اسعدی شیامی (۱۱) عبدالرحمٰن بن عبدرب۔ (۱۲) کنانۃ بن عتیق (۱۳) نافع بن ہلال (۱۴) واضح ترکی (۱۵) ام المومنین ام سلمٰہ (۱۶) عبداللہ بن عباس (۱۷) ابوالاسود دولی (۱۸) ابوعبدالرحمٰن سلمی (۱۹) ابو زید ثابت بن زید انصاری (۲۰) عبدالرحمٰن بن انیری خزاعی (۲۱) عبید بن نفلہ خزاعی (۲۲) زاذان (۲۳) زر بن جبیش (۲۴) عبدالرحمٰن بن ابی لیلی انصاری (۲۵) سعید بن مسیب قریشی (۲۶) سعید بن جبیر اسدی۔

دوسری صدی ہجری

(۱) محمد بن حسن بن ابی سارہ رؤاسی کوفی (۲) طاؤس یمانی (۳) فرزدق شاعر (۴) اعین بن سنسن (۵) محمد بن عبداللہ الطیار (۶) یحیٰی بن دیاش (۷) شہید راہ حق زید بن علی بن الحسینؑ (۸) مادح اہلبیت کمیت بن زید اسدی شاعر (۹) عاصم بن ابی النجود بہدلہ کوفی (۱۰) ابواسحٰق عمرو بن عبیداللہ سبیعی ہمدانی (۱۱) یحیٰی بن یعمر تابعی (۱۲) حسین ذوالدمعۃ ابن زید الشہید (۱۳) ابان بن تغلب (۱۴) اعمش کوفی (۱۵) سلیمان بن خالد بن دہقان (۱۶) عبداللہ بن ابی یعفور (۱۷) زرارہ بن اعین شیبانی (۱۸) حمران بن اعین (۱۹) ابوعمرو بن العلاء (۲۰) حمزۃ بن حبیب الزیات الکوفی (۲۱) یعقوب الاحمر (۲۲) اسحٰق بن عمار (۲۳) ثعلبہ بن میمون (۲۴) حصین بن مخارق ابوجنادہ سلولی (۲۵) ابراہیم بن ابی البلاد (۲۶) ابن داحہ (۲۷) یحیٰی بن ابراہیم بن ابوالبلاد (۲۸) معاذ بن مسلم بن ابی سارہ کوفی۔

تیسری صدی ہجری

(۱) ہشام بن محمد بن السائب الکلبی (۲) یحیٰی بن حسین ذوالدمعہ (۳) حسن زاہد ابن یحیٰی ابن

حسین ذوالدمعہ (۴) ابوجعفر محمد بن سعدان بن مبارک الکوفی (۵) محمد بن حسن الزاہد۔ (۶) محمد بن حسن قریشی بزاز (۷) حسین بن محمد بن الحسن الزاہد (۸) علی بن محمد بن زید الحسینی (۹) محمد بن حسین بن محمد بن الحسن الزاہد (۱۰) ابوطالب حمزہ ابن محمد بن حسین بن محمد بن الحسن الزاہد (۱۱) یحییٰ بن ابی طالب حمزہ (۱۲) ابوالمکارم محمد بن یحییٰ الزیدی الحسینی۔

چوتھی صدی ہجری

(۱) ابوسہل احمد بن عبداللہ بن زیاد القطان البغدادی (۲) ابن خالویہ ہمدانی

پانچویں صدی ہجری

(۱) شیخ عبدالسلام بصری (۲) سید رضی موسوی (جامع نہج البلاغہ) (۳) ابواسحاق ابراہیم بن سعد بن طیب رفاعی (۴) شیخ نجیب الدین ابوطالب یحییٰ بن محمد استرابادی (۵) ابن نجار کوفی (۶) محمد بن سلمۃ بن ارتبیل ابوجعفر یشکری (۷) ابوطاہر محمد بن علی بن جاک تیمی (۸) شیخ عبدالجبار بن عبداللہ رازی (۹) ابوعلی حسن بن حسین بن حاجب کلبی۔

چھٹی صدی ہجری

(۱) بارع بن دباس نحوی (۲) خلیفہ آمر باحکام اللہ (۳) امیر زید ابن امیر عبداللہ زرنخش (۴) حکیم ناصر خسرو علوی (۵) ابوالحسین احمد منیر عاملی طرابلسی شامی (۶) شرف الدین ابوالقاسم فضل بن یحییٰ بن ابی علی بن عبداللہ تصیب حلب ابن جعفر بن ابی تراب زید بن جعفر بن ابی ابراہیم محمد الحرا بن احمد الحجازی ابن محمد ابن یحییٰ ابن اسحق المؤتمن ابن امام جعفر صادق (۷) صدر الحفاظ ابوالعلاء حسن بن احمد بن حسن بن محمد بن سہیل بن سلمۃ العطار الہمدانی (۸) محمد بن احمد بن حمدان الحبال البلدی (۹) ابن شہر آشوب۔

ساتویں صدی ہجری

(۱) شرف الاشراف بنت سید علی بن طاؤس (۲) فاطمہ بنت سید ابن طاؤس (۳) سید عبدالکریم ابن احمد بن طاؤس

آٹھویں صدی ہجری

(۱) عبداللہ بن محمد بن ہرادن طائی اندلسی تونسی (۲) علاء الدین کندی علی بن مظفر وداعی (۳)

سید یوسف بن ناصر بن حماد الحسینی (۴) شیخ جمال الدین احمد بن محمد بن جواد حلی (۵) شہید اول محمد بن مکی جبعی عاملی (۶) خواجہ حافظ شیرازی ۔

دسویں صدی ہجری

(۱) حافظ طاہر اصفہانی (۲) شیخ محمد بن مساعد بن عیاش عاملی جزینی (۳) شیخ عبدالسلام بن محمد الحر العاملی (۴) حاج محمد رضا ابن حاج محب علی سبزواری (۵) حسن بن علی بن حسن نجمی حسنی (۶) حافظ سید محمد ۔

گیارہویں صدی ہجری

(۱) شیخ عبداللہ حافظ (۲) شیخ جعفر حافظ (۳) شیخ عبدالسلام بن محمد الحر العاملی (۴) حاج محمد رضا ابن حاج محب علی سبزواری (۵) حسن بن علی بن حسن نجمی حسنی (۶) حافظ سید محمد ۔

بارہویں صدی ہجری

(۱) اسحٰق بن یوسف صنعانی (۲) مولوی سید ہمایوں بخت ابن غلام احمد خاں ابن تاج محمود خاں امروہوی (۳) سید عنایت اللہ (۴) علامہ شیخ سلیمان بن عبداللہ بحرینی (۵) حافظ سید محمد رضا (۶) حافظ سید عبدالفتاح ۔

تیرہویں صدی ہجری

(۱) حافظ سید مہدی (۲) حافظ محمد تبریزی (۳) مرزا محمود حافظ تبریزی (۴) نواب مرزا بر علی خاں (۵) حاجی حافظ امداد علی (۶) حافظ شیخ محمد علی بنارسی (۷) حاج ملا علی بن مرزا خلیل طہرانی (۸) حافظ مفتی انور علی (۹) میرزا محمد تقی خاں فیض آبادی (۱۰) حافظ محمد سبحان اللہ (۱۱) مرزا حیدر بیگ (۱۲) ولی محمد (۱۳) عابد علی (۱۴) محمد حسن (۱۵) پسر حکیم مظفر حسین (۱۶) خیرات علی (۱۷) غلام رضا (۱۸) فیض اللہ (۱۹) مولوی حافظ محمد علی جارچوی ۔

چودہویں صدی ہجری

(۱) ملا تفضل علی طالقانی (۲) شاہزادہ محمد حسن علیخان ابن میر محمد نصیر خاں بہادر

تالپور والی حیدرآباد سندھ۔ (۳) قاری حافظ جعفر علی صاحب جارچوی مشہور قاری و حافظ عالم دین تھے۔ تاریخ العلماء میں ان کا تذکرہ بہت تفصیل کے ساتھ ہے آپ جارچہ ضلع بلند شہر میں متولد ہوئے۔ ابتدائی کتابیں دہلی میں پڑھیں پھر لکھنؤ آکر تحصیل علم میں مشغول ہوئے۔ انتہائی کتابیں جناب سید العلماء علین مکان سے پڑھ کر فارغ التحصیل اور درجہ فضل و کمال پر فائز ہوئے علم قرات میں آپ قاری مرزا محمد علی اصفہانی تبریزی کے شاگرد تھے جو ایران سے آکر لکھنؤ میں مقیم ہوئے تھے۔ ان کا تذکرہ نواب مرزا بر علی خاں کے خود نوشت حالات میں اس کے قبل درج ہو چکا ہے۔ آپ نے اس فن میں اتنی ترقی کی کہ یگانہ روزگار سمجھے لئے گئے۔ علامہ کنتوری طاب ثراہ نے اپنی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ جب میں لکھنؤ تھا تو جناب قاری حافظ مولوی جعفر علی صاحب لکھنؤ تشریف لائے اور میرے خاندان سے انکو خصوصیت زیادہ تھی اور جلسہ قرأت جناب ممتاز العلماء کے مکان پر قرار پایا اور اس میں علما مجتہدین لکھنؤ و طلاب اکثر رونق افروز تھے۔ تو آپنے سورہ الدہر اور اور سورہ الرحمن کو بقرأت حسنہ پڑھا اور روایت ابکون جو خاص ان کا کام تھا ادا فرمایا۔ جناب سلطان العلماء کے رسالہ حفاظ قرآن میں ان کا تذکرہ بایں الفاظ ہے "مولوی سید جعفر علی صاحب قاری و حافظ کلام اللہ جارچہ ہیں"۔ مولوی علی حسن صاحب نے لکھا ہے "مولوی جعفر علی صاحب حافظ و مدرس مدرسہ دہلی ساکن جارچہ"، ۱۳۱۴ھ میں بعمر ۸۴ سال تقریباً انتقال فرمایا آپ کے صاحبزادے جناب مولانا سید عباس حسین صاحب معلم دینیات اسلامیہ یونیورسٹی علیگڈھ تھے۔ (۴) شمس العلماء مولانا حافظ سید عباس حسین صاحب، مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے مشہور معروف ناظر دینیات شیعہ تھے۔ آپکے والد ماجد قاری حافظ جعفر علی صاحب تھے۔ تاریخ العلماء میں ہے کہ آپ فن قرآت میں بھی اپنے والد کے شاگرد تھے اور وحید عصر و فرید دہر تھے۔ ۲۸ جولائی ۱۹۲۶ء کو تقریباً پچاس سال کی عمر میں انتقال کیا۔ (۵) حاج مرزا محمد حسین شہرستانی (۶) شیخ صالح نجفی (۷) شیخ محمد حسین مروہ عاملی (۸) شیخ حسین بصیر حلی (۹) مولانا حکیم فرمان علی (۱۰) مہدی حسن (۱۱) سید غلام حسین (۱۲) صادق حسین (۱۳) فیاض حسین صدر مدرس مدرسہ منصبیہ میرٹھ (۱۴) آقا سید مہدی شیرازی (۱۵) آقا میرزا عبد المطلب شیرازی (۱۶) مولانا حافظ کفایت حسین، واعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ۔ (۱۷) حافظ خواجہ محبوب حسین پانی پتی۔

فہرست اسمائے انبیأ و اوصیأ علیہم السلام

بہ سلسلۂ خلافت و وصایت

(مرتبہ آغا اختر بنگلور)

نبیؑ	وصیؑ	کیفیت	بہ حوالہ
۱۔ حضرت آدمؑ	جناب شیثؑ (فرزند آدمؑ)	(الف) حضرت آدمؑ کی وفات کا وقت پہونچا تو آپ نے اپنے فرزند جناب شیثؑ کو پاس بلایا اور بحکم خدا ان کو اپنا ولیعہد بنایا۔ (ب) حضرت آدمؑ اپنی موت سے قبل گیارہ روز تک علیل رہے اور اپنے فرزند حضرت شیثؑ کو اپنا وصی مقرر کیا اور وصیت نامہ لکھ کر جناب شیثؑ کے حوالے کر دیا۔	مورخ خلیل علامہ طبری تاریخ طبری مطبوعہ مصر جلد ۱ صـ۷۔ تاریخ طبری جلد ۱، صـ۹
۲۔ حضرت شیثؑ	جناب انوشؑ	حضرت شیثؑ نے بھی بغیر اپنا خلیفہ خود مقرر کئے دنیا سے کوچ نہیں کیا۔ علامہ طبری نے لکھا ہے۔ ۱۔ حضرت شیثؑ جب بیمار ہوئے تو اپنے فرزند جناب انوشؑ کو اپنا وصی خود مقرر کیا اور انتقال فرما گئے۔	تاریخ طبری جلد ۱ صـ۸
۳۔ حضرت انوشؑ	جناب قینانؑ	جناب انوشؑ نے اپنے فرزند قینانؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔	تاریخ طبری جلد ۱
۴۔ حضرت قینانؑ	جناب مہلائیلؑ	حضرت قینانؑ نے اپنے فرزند جناب مہلائیل کو اپنا وصی مقرر کیا۔	
۵۔ حضرت مہلائیلؑ	جناب یردؑ یا یاردؑ	حضرت مہلائیلؑ نے یردؑ یا یاردؑ اور دوسرے لڑکے پیدا ہوئے تو مہلائیل نے جناب یردؑ یا یاردؑ	

	وصی	کیفیت	بحوالہ
		کو اپنا وصی مقرر کیا۔	تاریخ طبری جلد ۱ ص ۸۵
۶۔ حضرت یرد یا یاردؑ	جناب خنوخؑ عرف حضرت ادریسؑ	حضرت یردؑ یا یارد کے بارے میں ہے کہ انہوں نے اپنے فرزند جناب خنوخ عرف حضرت ادریسؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔	تاریخ کامل جلد ۱ ص ۲۰
۷۔ حضرت خنوخؑ عرف حضرت ادریسؑ	جناب متوشلخؑ	حضرت ادریسؑ کے ہاں جناب متوشلخؑ پیدا ہوئے اور وہی آپ کے وصی ہوئے۔	تاریخ طبری جلد ۱ ص ۸۳
۸۔ حضرت متوشلخؑ	جناب لمکؑ	جب حضرت متوشلخؑ کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے دین پر لمکؑ کو اپنا خلیفہ بنایا اور انہیں کو اپنا وصی مقرر کیا جس طرح آپ کے آبا و اجداد بھی خود ہی اپنا وصی مقرر کرتے تھے۔ واضح ہو کہ یہ حضرت لمکؑ حضرت نوحؑ کے پدر بزرگوار تھے اور ان کو لامکؑ بالامخؑ بھی کہا جاتا تھا۔	تاریخ طبری جلد ۱ ص ۸۶ و تاریخ کامل جلد ۱ ص ۲۰
۹۔ حضرت لمکؑ	جناب نوحؑ	حضرت نوحؑ حضرت لمکؑ کے جانشین ہیں۔	
۱۰۔ حضرت نوحؑ	جناب سامؑ	جب حضرت نوحؑ کی وفات کا وقت آ پہنچا تو لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ نے دنیا کو پایا مثل اس گھر کے جس کے دروازے ہوں کہ ایک سے تو داخل ہوا اور دوسرے سے نکل گیا، اور اپنے فرزند جناب سامؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔ مورخ جلیل محمد خاوندشاہ نے اپنی فارسی کتاب میں اس کی وجہ بھی لکھ دی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نوحؑ کے	تاریخ کامل جلد ۱ ص ۲۹

نبیؑ	وصیؑ	کیفیت	بحوالہ
		فرزند جناب سامؑ بڑے انبیاء و مرسلؑ تھے اور جب حضرت نوحؑ نے دیکھا کہ آپ کے فرزندوں میں سامؑ ہی عقل و فہم و علم حکمت و حسن رائے تدبیر و صلاحیت نفس اور شرافت ذات و محاسن اخلاق وغیرہ اوصاف و عادات میں سب سے بہتر و افضل اور متقی و ممتاز ہیں تو آپ کو اپنی ولی عہدی کا مرتبہ عنایت کر دیا اور خلافت آپ کے سپرد کر دی اور رسالت و نبوت کے کل اسرار در وامض آپ کو بتا دیئے اور اپنی کل اولاد کو وصیت کی کہ ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے رہنا۔	تاریخ روضۃ الصفاؑ جلد ا صفہ ۳ مطبوعہ بمبئی
۱۱۔ حضرت ابراہیمؑ	حضرت اسمٰعیلؑ	حضرت ابراہیمؑ نے بھی اپنا خلیفہ خود مقرر کیا۔ ملک الموت بمقتضا فرمان الٰہی یعنی حکم خدا کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کی مجلس میں آئے کہ قبض روح کریں تو جناب ابراہیمؑ نے کچھ مہلت طلب کی اور ایک زمانہ معین کر دیا کہ اس وقت قبض روح کی جائے اور اور پھر بعض دینوی و دنیاوی مہمات و امور کے انجام دینے میں مشغول ہو گئے کیونکہ آپکی نظر میں ان امور کا انتظام نہایت اہم اور ضروری تھا۔ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو ملک شام میں اپنا ولی عہد و خلیفہ مقرر کیا۔	روضۃ الصفا جلد ا صفہ ۵۸ تاریخ طبری جلد ۲ صفہ ۶۲
۱۲۔ حضرت اسمٰعیلؑ	حضرت اسحاقؑ	جب حضرت اسمٰعیلؑ کی وفات قریب آئی تو آپ نے اپنے بھائی حضرت اسحاقؑ کو اپنا وصی	

نبیؑ	وصیؑ	کیفیت	بحوالہ
		مقرر کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب اسمٰعیلؑ نے کسی خاص حصۂ ملک کا وصی جناب اسحاقؑ کو مقرر کیا اس لئے کہ دوسری کتابوں میں ہے کہ آپ نے اپنے فرزند جناب قیدارؑ کو اپنا خلیفہ و وصی و ولیعہد مقرر کیا تھا یعنی جب حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بڑھاپے اور ضعف کے آثار مشاہدہ فرمائے تو جناب قیدار کو اپنا وصی اور ولیعہد مقرر کیا۔	روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۹۱
۱۳ حضرت اسحاقؑ	حضرت یعقوبؑ	حضرت اسحاقؑ کے متعلق بھی یہی ہے کہ آپ نے اپنے فرزند حضرت یعقوب کو خود اپنا ولیعہد مقرر کر دیا۔	روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۹۲، ۹۳
۱۴ حضرت یعقوبؑ	حضرت یوسفؑ	(الف) حضرت یعقوب کے متعلق بھی یہی ہوا کہ آپ نے اپنے فرزند حضرت یوسفؑ کو خود ہی بحکم خدا اپنا خلیفہ اور وصی مقرر کیا۔ جب اسرائیل (یعنی حضرت یعقوبؑ) کو یقین ہو گیا کہ ملک الموت کے پنجے سے رہائی نہیں ہو سکتی اور اب دنیا میں زندہ رہنے کی امید نہیں ہے تو اپنے فرزندوں کو بلا کر شرائط وصیت بجا لائے اور حضرت یوسفؑ کو اپنا وصی و ولی عہد مقرر کر دیا۔ (ب) حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔	روضۃ الصفا جلد ۱ ص ۹۴ تاریخ طبری جلد ۱ ص [illegible]
۱۵ حضرت یوسفؑ	جناب یہوداؑ	(الف) حضرت یوسف نے بھی اپنا وصی خود مقرر کیا۔	

نبیؑ	وصیؑ	کیفیت	بحوالہ
		(ب) حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائی یہوداؑ کو اپنا وصی و خلیفہ مقرر کیا۔	
۱۶۔ حضرت ایوبؑ	حضرت حوملؑ	(الف) حضرت ایوبؑ نے بھی اپنا وصی و خلیفہ خود مقرر کیا، اپنی وفات کے قریب جناب حوملؑ کو جو آپ کی اولاد میں سے زیادہ صاحب الرشد و صلاح تھے اپنا وصی و ولی عہد مقرر کیا۔	روضۃ الصفاء جلد ۱ صفحہ ۱۰۱
		(ب) حضرت ایوبؑ کی عمر جب ترانوے ۹۳ سال کی ہوئی تو آپ نے اپنے فرزند جناب حوملؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔	تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۱۶۵ و تاریخ کامل جلد ۱ صفحہ ۴۷
		خدا نے جناب ایوبؑ کے بعد آپ کے فرزند جناب بشرؑ کو نبیؑ بنایا اور انہوں نے اپنے فرزند جناب عیدان کو اپنا وصی مقرر کیا۔	تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۱۶۷ و تاریخ کامل جلد ۱ صفحہ ۴۷
۱۷۔ حضرت موسیٰؑ	حضرت ہارونؑ	(الف) حضرت موسیٰؑ نے بھی اپنا وصی و خلیفہ خود ہی مقرر کیا جب ماہ نیسان کی آٹھویں تاریخ ہوئی تو حضرت موسیٰؑ نے جناب ہارونؑ کو اپنی امامت و خلافت کا عہدہ سپرد کیا اور اس سلسلہ کو اپنی وصیت کے مطابق اُنکے خاندان میں نسل بعد نسل قرار دیا۔	روضۃ الصفاء جلد ۱ صفحہ ۱۳۱
		(ب) حضرت موسیٰؑ چلے گئے اور جناب ہارونؑ کو بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ خود مقرر کر گئے۔	تاریخ طبری جلد ۱ صفحہ ۲۱۱ و تاریخ کامل جلد ۱ صفحہ ۶۵
		(ج) مگر چونکہ جناب ہارونؑ کا انتقال حضرت موسیٰؑ کے سامنے ہی ہوا تھا۔ اس سبب سے	

نبیؑ	وصیؑ	کیفیت	بحوالہ
		پھر حضرت موسیٰؑ نے جناب یوشع ابن کو اپنے انتقال سے پہلے اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ ماہ آذار کی ساتویں تاریخ کو حضرت موسیٰؑ نے قوم کو جمع کر کے ایک بڑی مجلس منعقد کی اور جناب یوشع کو اپنا خلیفہ و وصی مقرر کر دیا اور بنی اسرائیل کو حفظِ الٰہی کی ضمانت میں دینے کے بعد جناب یوشع کے سپرد کر دیا اور ان کے امور کی تدبیر اور ان کے مہمات کا خیال رکھنے کی وصیت کر دی اور انبساط پر جناب یوشعؑ کی اطاعت و فرمانبرداری کی حجت قائم کر کے ان سے فرمایا کہ میں بندگانِ خدا سے ایک بندہ کو جو خلوصِ نیت میں تم لوگوں سے ممتاز ہے تم پر اپنا خلیفہ مقرر کیا ہوں اور خدا نیز اس کے فرشتوں کو اس پہ گواہ کر دیا ہوں چاہیئے کہ تم لوگ میری وصیت کے بارے میں کوئی تقصیر و لاپرواہی نہ کرو۔ جناب یوشعؑ خلیفہ موسیٰؑ کو خدا نے آپ کے بعد نبوت دی۔	روضۃ الصفاء جلد ۱ ص ۱۲۸ تاریخ طبری جلد ۱ ص ۲۵۱
		خدا نے حضرت موسیٰؑ کے بعد جناب یوشعؑ ابن نونؑ کو نبی مقرر کیا۔	
۱۸۔ جناب یوشعؑ	جناب کالب بن یوقناؑ (کالوب)	(الف) پھر خدا نے جناب یوشعؑ کو دنیا سے اٹھا لیا بنی اسرائیل پر جناب کالب (کالوب) بن یوقناؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کر گئے۔	تاریخ کامل جلد ۱ ص ۵۰ و طبری جلد ۱ ص ۲۲۷
		(ب) جناب یوشعؑ نے کالب بن یوقناؑ کو بلا کر ان کو خلافت دی اور ان کو وصی و ولیعہد کر کے دنیا سے انتقال کر گئے۔	روضۃ الصفاء جلد ۱ ص ۱۳۴

نبیؑ	وصیؑ	کیفیت	بحوالہ
۱۹۔ جناب کالبؑ	جناب یوساقوسؑ	جناب کالبؑ نے بھی اپنا خلیفہ خود مقرر کیا جب جناب کالبؑ نے اپنے انتقال کی علامتیں پائیں تو اپنے فرزند جناب یوساقوسؑ کو اپنی خلافت سپرد کر دی۔	روضتہ الصفار جلد ۱ صہ ۱۳۵
۲۰۔ حضرت الیاسؑ	جناب الیسعؑ	حضرت الیاسؑ نے بھی اپنا خلیفہ خود مقرر کیا۔ حضرت الیاسؑ نے رکاب میں پاؤں رکھتے وقت جناب الیسعؑ کو اپنا خلیفہ بنایا اور اس کی وصیت بھی کی ایک روز حضرت الیاسؑ پر خدا کی وحی نازل ہوئی کہ تم اپنی خلافت الیسعؑ کو سپرد کر دو۔ ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء و مرسلین خدا کی وحی نازل ہوتے پر اپنا خلیفہ خود ہی مقرر کرتے تھے۔	روضتہ الصفار جلد ۱، صہ ۱۳۸
۲۱۔ جناب الیسعؑ	جناب ذی الکفلؑ	جب جناب الیسعؑ کو یقین ہو گیا کہ اب موت سے جانبر نہیں ہو سکتا تو جناب ذی الکفلؑ کو طلب کر کے خلافت ان کو دی اور اپنی روح خدا کے سپرد کر دی۔	روضتہ الصفار جلد ۱ صہ ۱۴۰
۲۲۔ جناب شیعاؑ	جناب یاشیعہؑ	جناب شیعاؑ کے خلیفہ کو بھی ان کی امت نے نہیں بلکہ خدا ہی نے مقرر کیا۔ خدا نے جناب شیعاؑ کے بعد بنی اسرائیل پر جناب یاشیعہؑ کو خلیفہ مقرر کیا۔	تاریخ طبری جلد ۱ صہ ۳۸۵
۲۳۔ حضرت داؤدؑ	حضرت سلیمانؑ	(ا) حضرت داؤدؑ نے اپنے فرزند حضرت سلیمانؑ کو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا۔ (ب) حضرت داؤدؑ نے اپنی عمارت تمام کرنے سے پہلے انتقال کیا	

نبیؑ	وصیؑ	کیفیت	بحوالہ
		اور حضرت سلیمانؑ کو اپنا وصی مقرر کیا۔ (ج) جب حضرت داؤد نے انتقال کیا تو آپ کے فرزند حضرت سلیمانؑ جناب داؤد کی سلطنت و علم و نبوت کے وارث ہوئے۔ جناب داؤد کے کل انیس ۱۹ فرزند تھے۔ مگر حضرت داؤد کے وارث صرف حضرت سلیمانؑ ہوئے اور باقی فرزند وارث نہیں ہوئے۔	تاریخ کامل جلد ۱، ص ۷۸
۲۴۔ حضرت عیسیٰؑ	جناب شمعونؑ	حضرت عیسیٰؑ نے بھی اپنا خلیفہ خود ہی مقرر کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کی وصیتوں میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ خدا نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ جناب شمعونؑ کو تم لوگوں پر اپنا خلیفہ مقرر کردوں اور حواریوں نے ان کی خلافت قبول کی۔	روضۃ الصفا جلد ۱، ص ۱۴۵
۲۵۔ خاتم الانبیاءؐ افضل الانبیاءؐ سید الانبیاءؐ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	حضرت علیؑ ابن ابیطالبؑ	(۱) ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اور علیؑ چار ہزار برس آدمؑ سے پہلے ایک نور تھے۔ جب اللہ تعالےٰ نے خلقت کو پیدا کیا اس نور کو آدمؑ کی پشت میں سلا دیا اور وہ نور ہمیشہ ایک ہی شئے میں رہتا چلا آیا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلبؑ کے صلب میں جدا ہو گیا۔ پس مجھ میں نبوت ہے۔ اور علیؑ میں خلافت ہے۔	اخرجہ دیلمی بحوالہ ارجح المطالب ص ۳۶

نمبر	وصیّ	کیفیت	بحوالہ
		(۲) حدیث الدار۔ (واقعہ انذار) آنحضرتؐ نے عشیرتک کے موقعہ پہ بنی عبدالمطلب کو جمع کیا اور اپنی بیعت طلب کی لیکن سوائے حضرت علیؑ کے کوئی راضی نہ ہوا تیسری بار بھی جب صرف حضرت علیؑ نے رسولؐ خدا کی نصرت و تائید کا اعلان کیا تب رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر فرمایا تو میرا بھائی اور وزیر اور دوست ہے۔	مسند احمد نسائی بحوالہ ارجح المطالب ص۳۶
		(۳) حدیث منزلت: اسماء بنت عمیس اور ام سلمیٰ اور حبشی بن جنادہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور جابر بن سمرہ اور زید بن ارقم اور مالک بن حویرث اور ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ بہ تحقیق جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علیؑ سے ارشاد کیا کہ کیا تو راضی نہیں کہ تیرا مرتبہ مجھ سے ایسا ہو جیسے کہ جناب ہارونؑ کا جناب موسیٰؑ سے تھا۔	بخاری، مسلم، ترمذی، مغازلی، نسائی، طبرانی اور مسند احمد بن حنبل بحوالہ ارجح المطالب ص۴۹
		(۴) حدیث غدیریہ۔ ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔ (ابن عقدہ)	نسائی طبرانی

مختصر سوانح حیات

چہاردہ معصومین و شہدائے کربلا

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نام: محمد۔ کنیت: ابوالقاسم۔ خاص القاب: احمد (سب سے زیادہ خدا کی حمد کرنے والا)؛ مصطفےٰ؛ صادق؛ امین؛ ختم الانبیاء اور عبداللہ یہ القاب قیامت تک اُن کے فضائل واوصاف کی گواہی دیتے رہیں گے۔ جائے ولادت: مکہ معظمہ؛ تاریخ ولادت: ۱۷ ربیع الاوّل مطابق ۲۹ اگست ۵۷۰ء بروز شنبہ؛ تاریخ وفات: ۲۸ صفر ۱۱ھ مطابق ۱۰ جون ۶۳۲ء بروز شنبہ؛ روضۂ اقدس: مدینۂ منوّرہ۔ والد کا نام: حضرت عبداللہ؛ والدہ کا نام: حضرت آمنہ بنت وہب دایہ: جناب حلیمہ سعدیہ نے آپ کی چار سال تک پرورش کی؛ دادا کا نام:۔ حضرت عبدالمطلب تھا؛ شادی: جب حضرت کی شادی ہوئی تو اُن کی عمر پچیس[۲۵] سال تھی اور جناب خدیجہ کی عمر چالیس[۴۰] سال تھی؛ ازواج: (۱) حضرت خدیجہ بنت خویلد (۲) حضرت عائشہ بنت ابوبکر (۳) رملہ بنت ابوسفیان (۴) حفصہ بنت عمر بن الخطاب (۵) ام المساکین حضرت زینب۔ (۶) حضرت ہندہ اُمّ سلمہ (۷) حضرت زینب (پھوپھی زاد بہن) (۸) حضرت جویریہ (۹) حضرت صفیہ بنت دارا (۱۰) ماریہ قبطیہ (۱۱) حضرت سودہ بنت زمعہ؛ اولاد: جناب خدیجہ سے: حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت فاطمۃ الزہراؑ خاتونِ جنت۔

حضرت محمد مصطفےٰ اخلاق، شرافت، صداقت، غرباء پروری، امانتداری، رحمدلی، ایمانداری کی وہ تصویر تھے کہ جس کا عکس اہلِ اسلام کے دلوں کو ہمیشہ منوّر کرتا رہے گا۔

ارشادات

تین قسم کے انسان جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔

۱۔ جو ہمیشہ شراب پیتے ہیں۔ ۲۔ جو ہمیشہ جادو کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔
۳۔ جو اپنے رشتہ داروں سے تعلقات توڑنے کے عادی ہوں۔

فرمان حضور اکرمؐ

۱۔ جب معلم بچے کو بسم اللہ پڑھاتا ہے تو اللہ تعالےٰ بچے اور اس کے والدین کو دوزخ کی آگ سے نجات دیتا ہے۔

۲۔ اے ابوذر! کیا تم جنت میں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا (اے رسولِ خدا) میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ رسولؐ نے فرمایا تو اپنی خواہشات میں کمی کر اور موت کو مقصدِ زندگی بنا اور خدا کے سامنے نہایت خضوع وخشوع کا اظہار کر۔

امیر المومنین حضرتِ علی علیہ السلام

تام: آپ کی والدہ نے آپ کا نام حیدر (اسد) رکھا، جناب ابوطالب نے زید رکھا۔ خدائے علیِ عظیم نے آپ کا نام علیؑ رکھا۔ کنیت: ابوالحسن، ابوالسبطین، ابوریحانتین

القاب: صدیقِ اکبر، فاروقِ اعظم، حیدرِ کرار، امیر المومنین، المرتضیٰ، صفدر وغیرہ۔

شباہت: حضرت علیؑ کا رنگ گورا، آنکھیں بڑی اور کشادہ تھیں۔ میانہ قد کے نہایت حسین وخوبصورت تھے۔ (اسد الغابہ) ولادت: ۱۳ رجب، خانہ کعبہ میں بروز جمعہ پیدا ہوئے، اس وقت حضرت رسولِ خدا کی عمر ۳۰ سال تھی۔ والد کا نام: حضرت ابوطالب والدہ کا نام: حضرت فاطمہ بنت اسد تھا۔

شہادت: ۱۹ رمضان ۴۰ھ صبح کی نماز میں عبدالرحمٰن ابن ملجم نے حضرت علیؑ کے سرِ اقدس پر زہر آلود تلوار سے مسجدِ کوفہ میں اس وقت وار کیا جب آپ سجدہ میں تھے۔ ۲۱ رمضان ۴۰ھ کو آپ دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔

روضۂ مبارک: کوفے سے قریب نجفِ اشرف میں آپ کا روضۂ مبارک ہے۔

شادی: آپ کی شادی ۲ھ میں جناب فاطمۃ الزہراؑ بنتِ حضرت محمد مصطفےٰ

سے ہوئی۔

اولاد: حضرت فاطمہؑ سے دو فرزند۔ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسین علیہم السلام اور دو صاحبزادیاں جنابِ زینب اور جنابِ اُمِ کلثوم سلام اللہ علیہا پیدا ہوئیں۔

ازواج: جنابِ فاطمہ زہرا کے علاوہ دیگر ازواج سے حضرت عباس، جعفر، عثمان، عبیداللہ، عبداللہ، یحییٰ، محمد اصغر، عمر، محمد اوسط، عون اور محمد حنفیہ پیدا ہوئے۔ اولادِ اناث میں رضیہ، ام الحسن، رملہ کبریٰ، پیدا ہوئیں۔ ان کے علاوہ مختلف کنیزوں سے بھی آپ کے متعدد لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔

حضرت علیؑ: شرافت، اخلاق، ایمانداری، سخاوت، شجاعت، انصاف اور اصول کا پیکر تھے۔ آپ مشکلکشا ہیں، ہم مصیبت میں جب بھی اُن کو یاد کرتے ہیں، آپ ہماری مدد کو آجاتے ہیں۔ آپ کے فضائل و اوصاف بیان کرنا ناممکن ہے۔ آپؑ رسولِ خدا کے چچازاد بھائی بھی تھے اور داماد بھی۔ حضرت علیؑ نے بدر، اُحد، خندق، حنین، خیبر، طائف، تبوک، جمل، صفین اور نہروان کی وہ جنگیں لڑیں جو تاریخ اسلام میں رہتی دُنیا تک اپنی مثال آپ رہیں گی۔ آپ کا نام آج بھی فتح کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِی لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار

نہ علیؑ جیسا کوئی بہادر رہا نہ ذوالفقار جیسی کوئی تلوار

اقوال حضرت علیؑ

• ۱۔ اپنے نفس کے خلاف جہاد جنت ہے۔ • سب سے بڑا انسان کا دشمن وہ خود ہے۔

• رات کو نماز کیلئے اُٹھنا صحت کی نشانی ہے۔ • شیخی مومن کی شان کے خلاف ہے۔

• حسد بھی علم حاصل کرنے کے علاوہ شان کے خلاف ہے۔

تین چیزوں کی تمنّا نہ کر جب تک یقین حاصل نہ کرے۔

۱۔ رات کو نماز کے لئے جاگنے کے باوجود رات کو خوش خوراکی کے۔

۲۔ پوری رات سونے کے بعد چہرہ کے بغیر نور نہ ہونے کے۔

۳۔ بُرے لوگوں سے تعلق کے بعد دنیا میں امن وصلح سے رہنے کے۔

وہ تنہا جنت میں جائے گا جس کو ہماری معرفت ہے اور جس کی معرفت ہم رکھتے ہیں اور وہ دوزخ میں جائے گا جس کو ہم نے اور جس نے ہم کو جھٹلایا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا

نام : فاطمہ ٭ لقب : سیّدہ ، زہرا ، بتول ٭ کنیت : اُمّ الحسن ، اُمّ الائمہ ٭ والد کا نام : حضرت محمد مصطفیٰ ٭ والدہ کا نام : حضرت خدیجۃ الکبریٰ ٭
ولادت : ۲۰ جمادی الآخر ، بروز جمعہ آپ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں ۔

شادی : جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا جب ۹ سال کی ہوئیں تو رسول خدا نے ۴۸۰ درہم مہر کے عوض اُن کی شادی حضرت علیؑ شیر خدا سے کر دی ۔

جہیز : رسولِ خدا نے اپنی اکلوتی اور چہیتی بیٹی کو جہیز میں ایک چمڑے کا تکیہ ، کھال کا ایک بچھونا ، مٹی کے چند برتن ، ایک مشکیزہ اور ایک چرخہ دیا ۔

اولاد : آپ کے دو صاحبزادے امام حسن اور امام حسین علیہم السلام تھے ۔ اور دو بیٹیاں جناب زینب اور جنابِ کلثوم سلام اللہ علیہا تھیں ۔ جنابِ محسن بطنِ مبارک میں ہی شہید ہو چکے تھے ۔

وفات : شادی کے بعد نو سال تک آپ زندہ رہیں ۔ ۳ جمادی الثانی سلہ ھ کو آپ اٹھارہ سال کی عمر میں وفات پا گئیں ۔

روضۂ مبارک : جنت البقیع مدینۂ منوّرہ میں آپ کا روضہ ہے ۔

جناب فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) کی تمام زندگی مصائب و آلام میں گزری ۔ آپ کے پدر بزرگوار حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے بڑی محبت کرتے تھے رسولِ خدا کے قبضے میں کائنات کی ہر شے تھی ، اگر چاہتے تو اپنی بیٹی کو ایسا جہیز دیتے کہ آج اس کا تصور بھی ممکن نہ ہوتا ۔ لیکن سلطانِ دو عالمؐ نے سادگی کا وہ عملی نمونہ پیش کیا جس کی مثال نہیں ملتی مگر افسوس کہ نبیؐ کے کلمہ پڑھنے والے ، اُن کی محبت کا دم بھرنے والے جہیز کی بنیاد پر رشتے طے کرتے ہیں ۔ یتیم و غریب لڑکیاں سماج کی بے جا رسوم اور جہیز کی لعنت کے سبب گھروں میں بیٹھی ہیں ۔ اعلےٰ حسب و نسب ہونے کے باوجود قوم کی یہ بیٹیاں تمام خوشیوں اور درخشاں مستقبل کے فطری حق سے محروم ہیں ۔

کاش ہم بھی حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح سادگی پسند اور کفایت شعار ہو جائیں اور ہماری بیٹیاں جناب فاطمہ زہرا کی پاکیزہ اور سادہ زندگی کو اپنے لئے نمونہ بنائیں ۔

حضرت امام حسن علیہ السلام

نام : حسن (علیہ السلام) ٭ کنیت : ابو محمد ٭ لقب : مجتبیٰ ٭ والد کا نام : حضرت علی مرتضےٰ (علیہ السلام) والدہ کا نام : جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ٭۔

ولادت : ۱۵ رمضان ۳ھ مدینۂ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آٹھ سال رسولِ خدا کی آغوش میں پرورش پائی۔

شہادت : معاویہ ابنِ ابوسفیان نے آپ کی زوجہ جُعدہ بنت اشعث سے سازش کر کے آپ کو زہر دلوادیا۔ جس سے آپ کا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ۲۸ صفر ۵۰ھ کو آپ نے شہادت پائی۔

روضۂ اقدس : جنت البقیع مدینۂ منورہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

ازواج و اولاد : (۱) اُمِ فروا۔ جن سے عبداللہ، عمر، اور قاسم پیدا ہوئے عبداللہ اور قاسم نے کربلا میں شہادت پائی۔ (۲) خولہ۔ جن سے حسین الاثرم پیدا ہوئے جنہوں نے بچپن ہی میں وفات پائی۔ دُوسرے حسنِ مثنےٰ کے نام سے مشہور ہوئے۔ (۳) ام البشیر بنت ابو مسعود۔ ان سے عقیل اور حسن پیدا ہوئے جو بچپن ہی میں وفات پاگئے۔ (۴) نقیبہ۔ ان سے زید اور عمر پیدا ہوئے اور وہ دونوں بچپن ہی میں فوت ہوگئے۔ (۵) اُمِ ولد۔ ان سے عبدالرحمن پیدا ہوئے وہ بھی بچپن ہی میں فوت ہوگئے (۶) ام اسحاق بنت طلحہ تمیمی سے طلحہ اور ابوبکر پیدا ہوئے۔ ابوبکر نے کربلا میں شہادت پائی۔ (۷) اُم الحسن، ان سے احمد۔ اسماعیل اور حسن اصغر پیدا ہوئے اور سب نے کم سنی ہی میں انتقال کیا (۸) امِ اسحاق جن سے ایک دختر جناب فاطمہ پیدا ہوئیں جن کی شادی حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ہوئی۔ (۹) جعدہ بنت اشعث، جو اپنے شوہر کی قاتلہ تھی، خدا نے اُسے اولاد جیسی عظیم نعمت سے محروم رکھا۔ اس طرح آپکی ۹ ازواج تھیں۔ آٹھ ازواج سے پندرہ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں۔

حضرت امام حسنؑ، اخلاق، شرافت، شجاعت و سخاوت میں اپنے بزرگوں کی تصویر تھے اور آپ نے ہمیشہ صلح پسندی کو اپنا شعار رکھا۔

حضرت امام حسین علیہ السّلام

نام : حسین (علیہ السلام) ؛ کنیت : ابوعبداللہ ؛ القاب : سیدِ ذکی اور سید الشہداء ؛ والد کا نام : حضرت علی مرتضےٰ علیہ السلام ؛ والدہ کا نام : حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ؛

ولادت : ۳ شعبان المعظم ۴ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ۔ آپ کی ولادت چھ مہینے میں ہوئی اور یہ شرف آپ کو حضرت زکریاؑ اور حضرت عیسٰیؑ بن مریمؑ سے حاصل ہوا. آپ کے نانا حضرت رسول خداؐ آپ کو بہت چاہتے تھے ۔ آپ نے فرمایا (حسینؑ میرا مجھ سے ہے ۔ اور میں حسینؑ سے ہوں ، اس کا دوست میرا دوست ، اور اس کا دشمن میرا دشمن ہے ۔

شہادت : ۷ محرم کو امام حسینؑ اور ان کے بچوں پر یزید کے حکم سے پانی بند کیا گیا ، اور ۱۰ محرم ۶۱ھ کو کربلا میں شمر ملعون نے آپ کو پیاسا شہید کر دیا ۔

روضۂ مبارک : آپ کا روضۂ اقدس کربلائے معلّٰی عراق میں ہے ۔

ازواج و اولاد : امام حسین علیہ السلام کی پانچ بیویاں تھیں ۔ (۱) جناب شاہِ زنان شہر بانو سے امام زین العابدین علیہ السلام (۲) جناب اُمّ لیلےٰ سے حضرت علی اکبر علیہ السلام (۳) تیسری بیوی جو قبیلۂ بنی قضاعہ سے تھیں اُن سے جناب جعفر (۴) جناب رباب سے جناب سکینہ اور جناب علی اصغرؑ (۵) اُمِ اسحاق سے جناب فاطمہ صغرا پیدا ہوئیں ۔ اس طرح امام حسین علیہ السّلام کی پانچ بیویاں اور چھ اولادیں تھیں ۔ حضرت علی اکبرؑ اور حضرت علی اصغرؑ کربلا میں شہید ہوئے ۔ اور جناب جعفر کا مدینہ میں واقعۂ کربلا سے بہت پہلے انتقال ہو چکا تھا ۔

امام حسین علیہ السلام کی ذاتِ گرامی ، اُن کا کردار ، صبر و شجاعت ، حق پرستی اور بے مثال قربانیاں عالمِ اسلام اور دنیائے انسانیت پر احسانِ عظیم ہیں ، اس حق کے پرستار نے ظلم کے منہ پر مظلومیت کا وہ طمانچہ مارا کہ حشر تک باطل کے رخسار پر شکست کے نشان باقی رہیں گے ۔ آپ نے فرمایا :-

" ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہتر ہے "

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

نام: علی - کنیت: ابو محمد - لقب: زین العابدین اور سید سجاد تھا۔ والد کا نام: امام حسینؑ - والدہ کا نام: شاہ زنان تھا جو شہر بانو کے نام سے اور ایران کے تاجدار یزدجرد کی بیٹی تھیں۔

پرورش: حضرت امام زین العابدینؑ نے ۳ سال تک اپنے دادا حضرت علیؑ، ۱۲ سال تک اپنے چچا امام حسنؑ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔

ولادت: ۱۵ رجمادی الاوّل ۳۸ھ / ۶۵۸ء کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔

شہادت: ۲۵ رمحرم ۹۵ھ کو مدینہ میں حاکم وقت ولید ابن عبدالملک نے آپ کو زہر دے کر شہید کیا۔ آپ کے فرزند امام محمد باقرؑ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

روضہ مبارک: جنت البقیع میں آپ کا روضہ ہے۔

ازواج و اولاد: آپ کی پہلی بیوی فاطمہ بنت امام حسنؑ تھیں جن سے امام محمد باقرؑ علیہ السلام کے بعد آپ کے بیٹوں میں جناب زیدؑ بڑی قدر و منزلت والے تھے تاریخ میں آپ زید شہید کے نام سے مشہور ہیں۔

واقعۂ کربلا: واقعہ کربلا ۶۰ھ میں امام زین العابدینؑ کی عمر ۲۲ سال تھی۔ یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ آپ راستہ ہی میں بیمار ہوئے یا کربلا پہنچنے کے بعد۔ آپ اس قدر بیمار اور کمزور ہو گئے تھے کہ جب امام حسینؑ شہید ہو رہے تھے تو آپ پر بے ہوشی طاری تھی۔

اقوال

- جو بھی کچھ کھانے کو ملے اس پر قناعت کرو۔
- امن سے رہو۔
- مصیبت میں صبر کرو۔
- اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔

حضرت امام محمدؑ باقر علیہ السّلام

نام: محمدؑ ۔ کنیت: ابوجعفر ۔ لقب: باقر ۔ والد کا نام: امام زین العابدینؑ ۔ والدہ کا نام: فاطمہ تھا، جو امام حسنؑ کی صاحبزادی تھیں ۔

ولادت: یکم رجب ۵۷ھ، ۶۷۶ء بروز جمعہ مدینۂ منوّرہ میں پیدا ہوئے ۔

شہادت: آپ کے زمانے میں سلاطینِ بنو اُمیّہ میں حسبِ ذیل پانچ بادشاہ گزرے ۔ (۱) ولید بن عبدالملک ۔ (۲) سلیمان بن عبدالملک (۳) عمر بن عبدالعزیز (۴) ہشام بن عبدالملک، اسی ہشام نے ولید بن مغیرہ کے ذریعے، ذی الحجہ ۱۱۴ھ، ۷۳۲ء میں زہر دے کر شہید کیا ۔ ۵۷ سال کی عمر میں آپ نے شہادت پائی ۔

روضۂ مبارک: جنت البقیع مدینۂ منوّرہ میں آپ کا روضہ ہے ۔

ازواج و اولاد: (۱) اُمّ فروہ سے امام جعفر صادقؑ اور عبداللہ (۲) اُمّ حکیم سے ابراہیم اور عبداللہ (۳) بیلے سے ایک صاحبزادے علی اور ایک صاحبزادی زینب (۴) اور چوتھی بیوی سے اُمّ سلمٰی پیدا ہوئیں ۔ اس طرح آپ کی چار بیویاں اور سات اولادیں تھیں ۔

اقوالِ امام محمدؑ باقرؑ

رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ سچائی بہترین نیکی ہے کیونکہ اس کا اثر جلد پذیر ہے اور بغاوت بدترین برائی ہے کیونکہ اس کی سزا جلد ہوتی ہے وہ اس بصیرت کے باوجود اندھا ہے جو دوسروں کے عیوب تو تلاش کرتا ہے ۔ لیکن اپنے عیوب دیکھ نہیں پاتا اور ان اعمال پر سے دوسروں کو جھڑکتا ہے جن کا وہ خود عادی ہے اور اپنی شیخیوں کی وجہ اپنے دوستوں پر بوجھ بن جاتا ہے ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

نام : جعفر ۔ کنیت : ابو عبداللہ ۔ لقب : صادق ۔ والد کا نام امام محمد باقرؑ ۔ والدہ کا نام : ام فروا ۔

ولادت :- ۱۷ ربیع الاول ۸۳ھ بروز جمعہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ۔

شہادت : حاکم مدینہ نے ۱۵ شوال ۱۴۸ھ کو زہر آلود انگور کھلا کر آپ کو شہید کیا ۔

روضۂ مبارک : جنت البقیع مدینۂ منورہ میں آپ کا روضہ ہے ۔

ازواج و اولاد : آپ کی مختلف ازواج سے ۷ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں ، پہلی بیوی جناب فاطمہ سے دو بیٹے اسماعیل اور عبداللہ ، ایک صاحبزادی ام فروا دوسری بیوی جناب حمیدہ سے امام موسیٰ کاظمؑ ، اسحاق اور محمد ۔ اور مختلف بیویوں سے عباس اور علی اور دو صاحبزادیاں اسماء اور فاطمہ پیدا ہوئیں ۔

عہدِ امامت : آپ کے عہد امامت میں سلاطین بنو امیہ میں سے عبدالملک ، ولید ، سلیمان ، عمر ابن عبدالعزیز ، یزید بن عبدالملک ، ہشام ، ولید بن یزید ، یزید بن ولید ، ابراہیم ، مروان حمار اور بنی عباس میں ابو العباس سفاح اور منصور دوانقی گذرے ، امامؑ نے ۱۲ جابر و ظالم حکمرانوں کا صبر و استقلال سے مقابلہ کیا ۔ بالآخر ظالموں کا نام و نشان تک مٹ گیا امام جعفر صادقؑ کا نام تا قیامت روح و ایمان کو تازگی بخشتا رہے گا ۔

اقوال

- بیوقوف ، کنجوس ، بزدل اور جھوٹے سے دوستی نہ رکھو ۔
- وہ لعنتی ہے جو مسجد کا احترام نہیں کرتا ۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام

نام: موسیٰ — کنیت: ابوالحسن — لقب: کاظم تھا۔ کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کا ایک لقب عبد صالح بھی تھا۔ آپ کے آستانۂ شریعت سے کوئی سائل کبھی مایوس نہیں ہوا۔ اس لئے آپ کا تیسرا لقب بابِ قضاء الحوائج تھا (یعنی حاجتوں کے پورا کرنے کا دروازہ) بھی ہے۔

والد کا نام: امام جعفر صادقؑ — والدہ کا نام: حمیدہ تھا جو ملک بربر کے ایک بزرگ صاعد کی بیٹی تھیں۔

ولادت:- ۷ صفر ۱۲۸ھ ۷۴۵ء کو ابواء میں پیدا ہوئے۔ ابواء ایک مقام ہے جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔

شہادت:- جب امام روضۂ رسول پر عبادت میں مشغول تھے۔ بغداد کے بادشاہ ہارون الرشید نے آپ کو گرفتار کرایا اور قید میں رکھ کر سخت اذیتیں پہنچائیں۔ آخر حضرت کو زہر دے کر ۲۵ رجب ۱۸۳ھ میں شہید کیا۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۵ سال تھی۔

ازواج و اولاد:- حضرت کی زوجہ ام البنین سے امام علی رضاؑ پیدا ہوئے اور دیگر ازواج سے ۸ صاحبزادے اور ۱۸ صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔

روضۂ اقدس:- آپ کا روضہ بغداد میں ہے۔

حضرت امام علی رضا علیہ السلام

نام: علی — کنیت: ابوالحسن — لقب: رضا تھا — والد کا نام: حضرت امام موسیٰ کاظم — والدہ کا نام: ام البنین تھا۔

ولادت: ۱۱ ذیقعدہ ۱۴۸ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔

شہادت: مامون رشید حاکم وقت نے آپ کو بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور زہر آلود انگور کھلا کر ۱۷ صفر ۲۰۳ھ میں آپ کو شہید کیا۔

ازدواج و اولاد :- ایک زوجہ کا نام ام حبیبہ تھا جو مامون کی بہن تھیں۔ ایک بیوی کا نام خیزران تھا۔ ان کے علاوہ چند بیویاں اور تھیں۔ جن سے ایک صاحبزادی بی بی عائشہ اور پانچ صاحبزادے۔ امام محمد تقیؑ، حسن، جعفر، ابراہیم اور حسین پیدا ہوئے۔

(ملاحظہ ہو دریایاب۔ مولفہ سید ظہیر الحسنین رضوی بھرتپوری اسی ۴۲ رضویہ سوسائٹی ناظم آباد کراچی)

روضۂ مبارک :شہر طوس (مشہد مقدس) ایران میں آپ کا روضہ ہے۔ جو تعمیر و تزئین کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔ جہاں ہزاروں مومنین کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ آپ اپنے بزرگوں کی طرح ایمان و اخلاق، تہذیب و شرافت علم و بردباری، سخاوت و شجاعت کا علمی نمونہ تھے۔ آپ نے اپنے عہد میں عزاداری امام مظلوم کو بہت فروغ دیا۔

حضرت امام محمد تقی علیہ السلام

نام : محمد تقی — کنیت : ابوجعفر — القاب : تقی اور جواد تھے کیوں کہ امام محمد باقرؑ کی کنیت بھی ابوجعفر تھی اس لئے مورخین نے آپ کو ابوجعفر ثانی لکھا ہے۔ والد کا نام : امام علی رضا۔ والدہ کا نام : سبیکہ یا خیزران تھا۔

ولادت : آپ ۱۰ رجب ۱۹۵ھ (۸۱۱ء) کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد امام علی رضا کو زہر دیکر ۱۷ صفر ۲۰۳ھ کو شہید کیا گیا اسی دن سے آپ منصب امامت پہ فائز ہوئے۔

شہادت : مامون کے مرنے کے بعد اس کا بھائی معتصم باللہ حکمراں ہوا تو اس کو بھی دیرینہ جذبۂ عداوت کے اظہار کا موقع ملا۔ اس نے امام کو مدینہ سے بغداد بلایا آپ ۹ محرم ۲۲۰ھ کو بغداد پہنچے۔ معتصم نے اسی سال ۲۹ ذی الحجہ ۲۲۰ھ کو آپ کو زہر دیکر شہید کیا۔

ازدواج و اولاد : آپ کی ازدواج میں ایک ام الفضل دختر مامون اور چند دوسری بیویاں تھیں۔ آپ کے دو صاحبزادے حضرت امام علی نقیؑ اور جناب موسیٰ اور دو صاحبزادیاں فاطمہ اور امامہ تھیں۔

روضۂ اقدس : آپ اپنے جد بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے قریب دفن ہوئے آپ کا روضۂ پُرانوار کاظمین بغداد میں ہے۔

حضرت امام علی نقی علیہ السلام

نام: علی ۔ کنیت: ابوالحسن ثالث ۔ لقب نقی تھا۔ والد کا نام:۔ حضرت امام محمد تقی تھا۔ والدہ کا نام:۔ سمانہ خاتون تھا۔

ولادت:۔ یکم رجب ۲۱۲ھ یا ۱۵ ذی الحجہ ۲۱۲ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ اس وقت اسلامی ممالک پہ مامون رشید عباسی کی حکومت تھی۔ مامون کے بعد معتصم۔ واثق باللہ۔ متوکل۔ منتصر باللہ۔ مستعین اور اس کے بعد معتز بادشاہ ہوا۔ معتز نے جب لوگوں کا رجحان زیادہ تر امام کی طرف دیکھا تو ان کے قتل پر آمادہ ہوا۔

شہادت: ایک سفیر سے سازش کرکے آپ کو زہر دلوا دیا۔ ۳ رجب ۲۵۴ھ یا ۲۶ جمادی الآخر ۲۵۴ھ کو آپ کی شہادت ہوئی۔

ازواج و اولاد: آپ کی زوجہ کا نام سوسن تھا۔ آپ کے صاحبزادے امام حسن عسکریؑ تھے۔

روضۂ مبارک: آپ کے صاحبزادے امام حسن عسکری علیہ السلام نے آپ کی تجہیز و تکفین کی۔ جس مکان میں آپ رہتے تھے اسی میں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کا روضۂ مبارک سامرہ (عراق) میں ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

نام: حسن ۔ کنیت: ابومحمد ۔ القاب: ذکی، عسکری، ہادی، سراج اور نقی تھا۔ والد کا نام: امام علی نقی ۔ والدہ کا نام: سوسن تھا۔

ولادت:۔ ۱۰ ربیع الثانی ۲۳۱ھ بروز جمعہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ۲۲ سال اپنے پدر بزرگوار حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے سایۂ عاطفت میں گذارے۔

شہادت: امام کی طرف لوگوں کو مائل دیکھ کر حاکم وقت معتمد عباسی کی آتش حسد بھڑک اٹھی اور اس نے آپ کو کچھ دنوں قید میں رکھ کر زہر دے کر شہید کر دیا۔ آپ نے ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو رحلت فرمائی۔

روضۂ مبارک :- آپ اپنے پدر بزرگوار کے پاس دفن ہوئے۔ سامرہ عراق میں آپ کا روضہ ہے۔

ازواج و اولاد : آپ کی ازواج میں صرف نرجس خاتون کا نام ملتا ہے۔ اور اولاد میں بارہویں امام حضرت مہدی آخر الزمانؑ کا نام ملتا ہے۔ حضرت امام حسن عسکری کی زندگی کا زیادہ تر حصہ سلاطین وقت کی سختیوں کی وجہ سے قید خانے میں گزرا۔ آپ بڑے خلیق رحمدل مہمان نواز تھے۔ انہوں نے دین خدا کی تبلیغ کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ ان کے اخلاق کا یہ اثر تھا کہ لوگ ان کی طرف زیادہ مائل ہوتے تھے۔

حضرت امام مہدی صاحب العصر عجل اللہ فرجہ

نام : م ح م د ـــ کنیت : ابوالقاسم اور مشہور القاب : القائم ۔ الحجۃ المنتظر المہدی ، اور صاحب الزماں ہیں۔ والد کا نام : امام حسن عسکریؑ ۔ والدہ کا نام : جناب نرجس خاتون تھا جو قیصر روم کی پوتی تھیں اور جن کا سلسلۂ نسب ماں اور باپ دونوں کی طرف سے حضرت عیسیٰؑ کے وصی حضرت شمعونؑ تک پہنچتا ہے۔

ولادت : آپ ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ نماز صبح کے وقت شہر سامرہ میں پیدا ہوئے آپ کی ولادت کے وقت وہی آثار پائے جاتے تھے جو حضرت موسیٰؑ کی ولادت کے وقت رونما ہوئے تھے۔ امام عصرؑ نے تقریباً ساڑھے چار سال تک اپنے پدر بزرگوار کے سائے میں پرورش پائی۔ امام حسن عسکریؑ نے ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو وفات پائی اسی دن سے آپ کے فرزند امام مہدی خدا کی طرف سے ہادی و امام مقرر ہوئے۔

غیبت صغریٰ : غیبت کے لغوی معنی ہیں دور ہونا یا پوشیدہ ہو جانا۔ لیکن اصطلاح شرع میں حضرت امام مہدی کے عام نظروں سے پوشیدہ ہو جانے کو غیبت کہتے ہیں غیبت کی دو قسمیں ہیں ایک غیبت صغریٰ اور غیبت کبریٰ ۔ غیبت صغریٰ کا زمانہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جس وقت امام سرداب مقدس میں تشریف لے گئے اور آپ کے نائبین آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے ۔ یہ زمانہ ۲۶۰ھ سے شروع ہوتا ہے اور ۳۲۹ھ میں ختم ہوتا ہے اس طرح غیبت صغریٰ کی مدت اُنہتر ۶۹ سال ہوتی ہے ۔ اس دور میں چونکہ عام لوگ آپ کی زیارت سے مشرف نہیں ہو سکتے تھے اس لئے تبلیغ و اشاعت دین کے لئے بڑے بڑے شہروں میں

کی سفراء اور وکلاء متعین کئے گئے۔ امام عصر کے چار مخصوص نائبین (نواب اربعہ) اور چند سفراء و وکلاء اور حاجزین اور انکے مقام ماموریت حسب ذیل ہیں۔

امام کے چار مخصوص نائبین تھے جن کا مقام ماموریت بغداد تھا۔

۱۔ عثمان بن سعید: آپ امام علی نقی اور امام حسن عسکری کے بھی وکیل تھے۔ آپ ۲۶۰ھ سے ۲۹۵ھ تک امام کے نائب رہے آپ کا انتقال ۲۹۵ھ میں ہوا۔

۲۔ محمد عثمان بن: آپ ۲۹۵ھ سے ۳۰۵ھ تک امام کے نائب رہے۔ آپ کا انتقال ۳۰۵ھ میں ہوا۔

۳۔ حسین بن روح: آپ ۳۰۵ھ سے ۳۲۰ھ تک امامؑ کے نائب رہے۔ آپ کی وفات ۳۲۰ھ میں ہوئی۔

۴۔ ابوالحسن علی بن محمد سمری: آپ ۳۲۰ھ سے ۳۲۹ھ تک امام کے نائب رہے۔ آپ کا انتقال ۳۲۹ھ میں ہوا۔

آپ کے بعد پھر امامؑ کا کوئی نائب نہ ہوا۔ یہیں سے غیبت کبریٰ کا آغاز ہوا۔ اور علماء و مجتہدین کا دور شروع ہوا۔

امام کے سفراء، وکلاء اور حاجزین

اسمائے گرامی	مقام ماموریت	اسمائے گرامی	مقام ماموریت
عطار دہلالی	بغداد	احمد بن اسحاق	قم
محمد عبداللہ	کوفہ	بسامی واسدی	رے
محمد بن ابراہیم	اہواز	قشم بن علاء	آذربائیجان
محمد بن صالح	ہمدان	محمد بن شاذان	نیشاپور

غیبت کبریٰ ۳۲۹ھ میں امام عصر کے آخری نائب علی بن محمد سمری کے نام ایک توقیع مقدس برآمد ہوئی جس میں ان کی موت غیبت صغریٰ کے اختتام اور غیبت کبریٰ کے آغاز کی اطلاع دی گئی۔ اس مقدس توقیع کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اے علی بن محمد! خدا تمہارے برادران ایمانی کو تمہارے مصائب میں اجر عظیم عطا فرمائے کیونکہ چھ دن کے اندر تمہاری وفات ہوگی۔ لہٰذا تم اپنے کاموں کو درست کرلو۔ آئندہ میرا کوئی نائب نہ ہوگا۔ کیونکہ غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہوگیا ہے اور اب میرا ظہور حکم خداوندی پر موقوف ہوگیا۔

جو ایک طولانی غیبت کے بعد ہوگا۔ اس وقت دنیا ظلم و جور سے بھر جائے گی اور بے شک قوت والا تو بس خدا ہے۔ علی بن محمد سمری نے اس توقیع مبارک کو مومنین کے درمیان پڑھ کر سنایا اور اس کے چھٹے دن ۱۵ شعبان ۳۲۹ھ کو ان کی وفات ہوئی۔ اور اسی وقت سے غیبت کبریٰ کا آغاز ہوا۔ غیبت کبریٰ کے زمانے میں امام بظاہر ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں لیکن وہ ہر بُرے وقت ہماری مدد و رہنمائی فرماتے ہیں۔ جب خدا کا حکم ہوگا۔ تب آپ ظاہر ہوں گے۔

جنابِ زینب سلام اللہ علیہا

نام: زینب — کنیت: ام الحسن، ام المصائب اور مشہور القاب شریکۃ الحسینؑ صدیقہ، صغریٰ، اور عقیلہ بنی ہاشم تھے۔ والد کا نام: حضرت علیؑ — والدہ کا نام: جناب فاطمۃ الزہراؑ تھا۔

ولادت: یکم شعبان ۶ھ یا جمادی الاول ۵ھ میں آپ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں۔ تقریباً ۵ سال تک آپ نے آغوش رسالت میں پرورش پائی۔ جناب زینبؑ ایثار و قربانی، فراست و دانشمندی، استقلال واستقامت، صداقت وجرأت، تواضع و مہمان نوازی زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت اخلق و کرم، صبر و تحمل میں حضرت محمدؐ، حضرت علیؑ، اور حضرت فاطمہؑ کی تصویر تھیں۔ چھ سال کی عمر میں آپ کو پورا قرآنِ مجید حفظ ہوگیا تھا۔

شادی: ۱۷ھ میں جب آپکی عمر ۱۱ سال کی ہوئی تو حضرت علیؑ نے اپنے بھتیجے حضرت عبداللہ بن طیارؓ سے ان کا عقد کر دیا۔

اولاد: جناب زینبؑ کی اولاد کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض علماء ومورخین لکھتے ہیں کہ آپ کے تین صاحبزادے۔ محمد، عون اور جعفر تھے اور ایک صاحبزادی ام کلثوم تھیں عون اور محمد روزِ عاشورہ کربلا میں شہید ہوگئے۔

وفات: آپ کی تاریخِ وفات اور سالِ وفات میں سخت اختلاف ہے غالباً ۱۶ ذی الحجہ یا ۱۴ صفر کو دمشق کے قریب ایک قریہ میں جو اب تک زینبیہ کے نام سے مشہور ہے وہیں آپ کی وفات ہوئی۔

روضۂ مبارک: آپ کا روضۂ مبارک زینبیہ دمشق میں ہے۔

تاریخِ اسلام میں آپ کی شخصیت اتنی روشن و نمایاں ہے کہ اسے قلمی، ذہنی، فکری یا کسی بھی انداز سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کربلا کے معرکے میں اپنے بھائی حسین کے ساتھ ساتھ رہیں اور شہادتِ حسینؑ کے بعد اپنے نانا کے مقصد کی تکمیل میں انہوں نے اس دلیری و ثابت قدمی کا ثبوت دیا ہے کہ وہ اپنی مثال آپ ہے۔

حضرت عباس علیہ السّلام

نام: عباسؑ — کنیت: ابوالفضل۔ قربہ عربی میں مشک کو کہتے ہیں چونکہ آپ کو مشکِ سکینہؑ سے خاص نسبت تھی اس لئے آپ کی ایک اور کنیت ابوالقربہ بھی تھی۔ القاب: تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عباسؑ حسن و جمال میں ایک امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ اِنّ عباسَ بن علیؑ کانَ رجلاً وسیماً جمیلاً یقالُ لہ قمرُ بنی ھاشم آپ نہایت حسین و جمیل تھے۔ آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے آپ کو قمر بنی ہاشم یعنی ہاشم کا چاند کہا جاتا ہے خاندانِ جناب ہاشم میں آپ کی وہ تیسری ممتاز شخصیت تھی جس کو قمر کے لقب سے مخصوص کیا گیا جناب ہاشم کے پدر بزرگوار جناب عبد مناف کا لقب قمر البطحا آنحضرت کے پدر بزرگوار جناب عبداللہ کا لقب قمر الحرم تھا اور جناب عباسؑ کا لقب قمر بنی ہاشم تھا۔ آپ کو ایک مخصوص شرف یہ حاصل تھا کہ آپ نے تین معصومینؑ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ چودہ سال حضرت علیؑ کی آغوشِ امامت آپ کا گہوارہ بنی۔ دس سال امام حسنؑ کے زیرِ سایہ رہے اور دس سال امام حسینؑ کی شفقت و محبت میں آپ نے بسر کئے۔ والد کا نام: حضرت علیؑ والدہ کا نام: فاطمہ تھا کنیت امّ البنین تھی۔ آپ عرب کے مشہور اور بہادر قبیلۂ کلاب کے معزز و معروف شخص حزام بن خالد کی صاحبزادی تھیں۔

ولادت: جناب عباسؑ ۴ شعبان ۲۶ھ یا ۷ رجب ۲۶ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔

شہادت: ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ کو میدانِ کربلا میں نہر فرات کے کنارے آپ شہید ہوئے۔

ازدواج و اولاد: آپ کی زوجہ کا نام لبابہ تھا جو عبیداللہ بن عباس عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ انہیں سے تین صاحبزادے تھے۔ فضل۔ قاسم اور عبیداللہ۔ فضل اور قاسم کربلا میں شہید ہو گئے اور عبیداللہ سے حضرت عباس کی نسل بڑھی۔

روضۂ مبارک: کربلائے معلیٰ عراق میں آپ کا روضہ مبارک ہے۔

حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام

نام: مسلم ۔ والد کا نام: عقیل ۔ والدہ کا نام: علیہ تھا ۔ حضرت ابوطالب آپکے دادا اور امیرالمومنین حضرت علیؑ آپ کے حقیقی چچا تھے ۔ آپ بنی ہاشم کے ایک ممتاز فرد تھے ۔ آپ کی شجاعت کا پہلا مظاہرہ فتوحات مصر میں ہوا ۔ ۳۷ھ میں میدان صفین آپ کی شجاعت و بہادری کے کارناموں کا دوسرا مرکز بنا ۔ آپ لشکر معاویہ کی جس صف پر حملہ آور ہوتے فوج کا شیرازہ ہوجاتا ۔ تیسرا معرکہ ذی الحجہ ۶۰ھ میں کوفہ میں ہوا ۔ آپ کی تیغ آبدار نے ابن زیاد کی فوج کے چھکے چھڑا دیئے اور آپ کو دھوکہ سے گرفتار کیا گیا ۔

شہادت :- ۹ ذی الحجہ ۶۰ھ کو بکران حمران نے ابن زیاد کے حکم سے جناب مسلم کو بالائے قیصر سے جاکر شہید کر دیا ۔

ازواج و اولاد : جناب مسلم کی زوجہ جناب رقیہ بنت حضرت علیؑ سے ایک صاحبزادی حمیدہ اور ایک صاحبزادے عبداللہ تھے جو کربلا میں شہید ہوئے آپ کی دوسری زوجہ سے جو کنیز تھیں محمد پیدا ہوئے جو کربلا میں اپنے بھائی عبداللہ کے بعد شہید ہوئے ۔ آپ کی تیسری زوجہ جو جناب جعفر طیارؑ کی صاحبزادی تھیں محمد ابراہیم پیدا ہوئے جو شہادت جناب مسلمؑ کے بعد کوفہ میں دریائے فرات کے کنارے حارث معلون کے دست ستم سے شہید ہوئے آپ کی صاحبزادی حمیدہ مع اپنی مادر گرامی کے امام حسینؑ کی مخدرات عصمت و طہارت کے ساتھ واقعہ کربلا میں موجود تھیں ۔

روضۂ مبارک : آپ کا روضہ کوفہ میں ہے ۔

حضرت مختار علیہ الرحمہ

نام: مختار ۔ کنیت : ابو اسحاق ۔ لقب : کیسان تھا ۔ کیسان کے معنی عقلمندی ہوشمندی کے ہیں ۔ والد کا نام : ابو عبیدہ ثقفی ۔ والدہ کا نام : دومتہ الحنا ۔

ولادت : حضرت مختار کی تاریخ ولادت کا پتہ نہیں چلتا لیکن یہ بالکل درست ہے کہ آپ ۱ھ میں پیدا ہوئے ۔ حضرت مختار بنی ہوازن کے قبیلہ ثقیف کے چشم و چراغ

تھے۔ یہ قبیلہ جرأت و ہمت شجاعت و بہادری میں مشہور زمانہ اور اپنی نظیر آپ تھا۔ آپ کے اجداد ثقیف نامی ایک عظیم شخصیت گذری ہے جس کی طرف قبیلہ ثقیف منسوب ہے جس کا تعلق بنی ہوازن سے ہے۔ حضرت مختار کے دادا مسعود ثقفی تھے۔ ان کے والد عبید ثقفی تھے حضرت مختار کے چچا جناب مسعود کے بیٹے سعد تھے۔ یہ سب کے سب بڑے جانباز و دلیر تھے۔ انہوں نے میدان جنگ میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں حضرت مختار بہت ذہین، بلند ہمت کریم الطبع تھے۔

شادی ۱۳ھ میں جناب ابو عبیدہ ثقفی کی وفات کے بعد سے حضرت مختار سعد بن مسعود ثقفی کے ہمراہ رہنے لگے۔ جب آپ کی عمر ۲۰ سال ہوئی تو جناب سعد نے آپ کی شادی ام ثابت بنتِ سمرۃ ابن جندب الفزاری سے کردی۔ دوسری شادی عمرۃ بنتِ نعمان بن بشیر الانصاری سے ہوئی۔ یہ بیویاں حضرت مختار کی زندگی بھر موجود رہیں۔ حضرتِ مختار کی شہادت کے بعد پہلی بیوی ام ثابت تو محفوظ رہیں اور دوسری بیوی عمرۃ بنتِ نعمان ۶۷ھ میں مصعب ابن زبیر کے لشکر کے ہاتھوں قتل کردی گئیں۔

شہادت: مؤرخین کا اتفاق ہے کہ حضرتِ مختار کی شہادت نصف رمضان ۶۷ھ میں ہوئی۔

روضۂ مبارک: آپ کا روضہ مبارک کوفہ میں ہے۔

دوران واقعۂ کربلا آپ قید میں تھے۔ واقعۂ کربلا کے بعد آپ رہا ہوئے تو آپ نے قاتلان امام حسینؑ کو چن چن کر قتل کیا۔ آپ کی ہیبت سے دشمنانِ حسینؑ چھپتے پھرتے تھے حضرت مختار نے خونِ ناحق کا ایسا بدلہ لیا کہ ان کے کارناموں کو سن کر دل کو قدرے سکون ملتا ہے۔ حضرتِ مختار کی وجہ خلقت ہی یہ تھی کہ وہ خون امام مظلوم کا انتقام لیں گے۔

جناب حبیب ابن مظاہر اسدی علیہ الرحمۃ

نام: حبیب جس کے معنی دوست، معشوق، یار کے ہیں۔ القاب: سابق، ولی، صفی، ناصر، مجاہد، عابد، بطل شہید، مظلوم، مقتول، مخذول، صدیق، اعالم، مصباح، شفیع، سید، حی طاہر، والد کا نام: مظاہر، جد: سنب: حبیب کے اجداد کا تعلق بنو اسد سے تھا۔

ولادت: ۱۳ ربیع الآخر ۵ھ روز چہارشنبہ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ضعیفی میں داڑھی خضاب آلود رہا کرتی تھی اور آپ پیری میں بھی بہت حسین نظر آتے تھے۔

شہادت: ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ آپ حضرت امام حسینؑ کے بچپن کے دوست تھے اور امام حسینؑ سے کمال درجہ محبت کرتے تھے۔

شجاعت: روز عاشورہ آپ نے بھی اپنے دوست کی نصرت فرمائی۔ آپ بالکل ضعیف ہو چکے تھے۔ لیکن شجاعت و دلیری کا یہ عالم تھا کہ جس طرف حملہ کرتے تھے دشمن کی صفیں تاراج ہو جاتیں۔ سپاہ شام کے قدم اکھڑ جاتے آپ نے روز عاشورہ جنگ کربلا میں پے در پے چار حملے کئے اور سینکڑوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ آپ کی دلیری پر کفار دم بخود تھے۔ آپ مصروفِ جنگ تھے کہ نیزہ بازوں نے آپ کو گھیر لیا اور بنی تمیم کے ایک شخص نے آپ پر نیزے سے وار کیا۔ آپ گھوڑے سے گرے آپ اٹھنا چاہتے تھے کہ حصین بن تمیم نے سرِ مبارک پر تلوار سے وار کیا اور آپ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔

مدفن: آپ کی قبر مبارک حضرت امام حسین کے سرہانے ہے۔

زوجہ و اولاد: آپ کی ایک بیوی تھیں اور ایک فرزند قاسم تھے جنہوں نے اپنے باپ کے قاتل کو معصب بن زبیر کے لشکر میں شامل ہو کر قتل کیا۔

بی بی پاکدامناں

(مزار) ایمپریس روڈ۔ لاہور

بی بی رقیہ بنتِ حضرت علیؑ المشہور بی بی حاج، ہمشیرہ حضرت عباسؑ ہمراہ پانچ ہمشیرگانِ حضرت مسلم بن عقیل برادرِ حضرت علیؑ جن کے نام تاج، حور، نور، گوہر اور شہناز تھے بحکم حضرت امام حسینؑ بمقام لاہور تشریف لائیں جن کی آمد پر قرب و جوار کے راجوں کے بُت کدے سرد ہو گئے اور بتوں میں فتور و خلل پڑ گیا۔ جس پر ان بیبیوں کو راجہ کے دربار میں طلب کیا گیا۔ ان کے جانے سے انکار پر راجوں کے سردار نے اپنے ولی عہد کنور کو ان کو زبردستی لانے کے لیئے بھیجا جو اُنکی کرامات سے مرعوب ہو کر مسلمان ہو گیا اور جس کا بعد میں نام عبداللہ بابا خاکی ہوا اور مزار کا مجاور ہوا۔ بی بی رقیہ کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے پر یہ چھ بیبیاں زمین میں سما گئیں جن کا مزار ایمپریس روڈ لاہور میں ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب "اولیائے لاہور"

جنت البقیع کی اہمیت

از: انور علی ضیاء جہانگیری

مدینہ منورہ میں ایک پاک مقام ہے جس کا نام جنت البقیع ہے۔ اس مقدس زمین میں اصحاب رسولؐ، ازواج رسولؐ، اولاد رسولؐ، اقربا رسولؐ، ائمہ دین و عظیم علماء مدفون ہیں اور مکہ معظمہ میں ایسا ہی مقام جنت المعلّٰے ہے۔

اس قبرستان کی تاریخ سنہ ۲ھ سے شروع ہوتی ہے۔ اس مقدس جگہ پر سب سے پہلے دفن ہونے والے حضرت عثمان بن مظعون تھے۔ حضرت عثمان کی وہ مقدس ہستی تھی جو آنحضرتؐ کے رضاعی بھائی تھے، خاص صحابی تھے، مہاجر تھے اور بدریوں میں سے ایک تھے۔ آپ دفن ہو چکے تو حضورؐ نے صحابہ سے کہا کہ وہ ایک بھاری پتھر لے کر آئیں۔ پتھر اتنا بھاری نکلا کہ تمام صحابہ بھی مل کر اسے نہ اٹھا سکے۔ پھر حضورؐ نے خود آستینیں چڑھا کر اسے اٹھایا اور لا کر حضرت عثمان کی قبر پر نصب کیا اور فرمایا: یہ پتھر میں اس لئے رکھتا ہوں تاکہ نشانی رہے اور جب میرے اہلبیت سے کسی کی وفات ہو تو میں اسے اس جگہ کے نزدیک دفن کروں (اسد الغابہ از علامہ شمس الدین ابن جزری)

مذکورہ پتھر کی اونچائی کے بارے میں صحیح بخاری میں ایک روایت ہے کہ خارجہ ابن زید نے کہا کہ ایام نوجوانی میں ہم دوست لوگ کھیلتے رہتے اور سب سے اونچی چھلانگ لگانے والا وہ ہوتا جو اس پتھر کے اوپر سے چھلانگ لگا جاتا۔

پتھر نصب کرنے کی وجہ آں حضرتؐ نے یہ بتائی تھی کہ نشانی باقی رہے اور یہی سبب مزار کی بنیاد ہے کیونکہ مزار قبر کی نشانی قائم رکھنے کے لئے ہی بنتا ہے۔ حضورؐ اس قبر کی زیارت کے لئے بھی جایا کرتے تھے جس حقیقت کو اسد الغابہ نے نقل کیا ہے۔

سنن ابن ماجہ میں ام المؤمنین جناب عائشہ سے روایت ہے کہ آں حضرتؐ نے حضرت عثمان بن مظعون کی لاش کو چوم لیا اور آپؐ کے دونوں رخساروں پہ آنسو بہہ رہے تھے۔ آں حضرتؐ کا لاش کو چوم لینا اظہار محبت تھا یا اظہار تعظیم تھا جو کچھ بھی ہو مگر اس واقعہ سے قبر کو چومنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ قبر سے اظہار محبت صاحب قبر سے اظہار

محبت ہے۔

موجودہ مضمون میں پیش کردہ حوالے اہل سنت والجماعت کی کتابوں سے اخذ کردہ ہیں جنہیں پڑھ کر قارئین کرام جان لیں گے کہ قبر پر عمارت بنانا جائز و محمود امر ہے جس کی تائید آں حضرتؐ، امہات المومنینؓ، اہلبیت رسولؐ، صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین و علماء اسلام کے قول و عمل سے اور قرآنی آیات سے ہوتی ہے۔ جنت البقیع کے پاس زمین میں جو ہستیاں مدفون ہیں ان میں ایک جناب صدیقہ طاہرہؑ بھی ہیں۔ جن کا مقدس مقبرہ توڑنے والے نے احکام شرعیہ جو اہل سنت والجماعت میں مقبول ہیں ان کی توہین کی ہے۔

کتاب "انوار غیبیہ" میں مولانا عبدالرزاق صاحب نے لکھا ہے کہ قبر جسم کے مانند "یعنی روح کا تعلق قبل از وفات جیسا جسم کے ساتھ ہوتا ہے بعد الموت وہی تعلق قبر کے ساتھ ہوتا ہے۔ دوران حیات جسم کو ایذا پہنچتی ہے تو روح کو تکلیف ہوتی ہے اور اسی طرح مرنے کے بعد جیسا برتاؤ قبر سے کیا جائے گا، مدفون کو ویسی ہی غم و خوشی میسر ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ فرد کی تعظیم جیسی اس کے دوران حیات ہوتی تھی بعد وفات بھی کی جائے البتہ جیسی تعظیم شریعت کی رو سے ناجائز ہو وہ ہر حال میں ناجائز رہے گی۔ نشانی باقی رکھنے کے لئے قبر کی تعمیر پکی کروانا درست ہے۔

مندرجہ بالا تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ جن باتوں سے ایک زندہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہے انہیں باتوں سے میت کو بھی تکلیف ہوتی ہے کسی آدمی کا گھر ڈھانے سے اسے جیسی تکلیف پہنچتی ہے ویسی ہی تکلیف میت کو اس کی قبر ڈھانے سے پہنچتی ہے۔

مسند امام احمد بن حنبل میں حضورؐ کا قول ہے کہ جس نے قریش کی توہین کی اللہ اس کی توہین کرے گا۔

کہا جاتا ہے کہ جنت البقیع کے مقبروں کو توڑنے والے نجدی امام احمد ابن حنبل کے پیرو ہیں۔ اگر یہ قول صحیح ہے تو قریش کے بزرگوں کے مقبرے توڑ کر ان لوگوں نے اپنے امام کے قول کی توہین کی ہے۔

جن بزرگ ہستیوں کی قبریں نجدیوں کے قہر و غضب کا شکار ہوئیں۔ ان میں ایک حضرت عبدالمطلبؑ ہیں۔ آپ حضورؐ کے دادا تھے۔ آپ کے کامل ایمان اور یقین کی تشریح سورہ فیل ہے۔ میرے ہی دیگر مضمون میں اس کا مختصر ذکر ہے بخاری صحیح میں ہے کہ آں حضرتؐ بڑے فخر کے ساتھ خود کو حضرت عبدالمطلبؑ کا بیٹا کہتے تھے

دوسرے بزرگ حضرت ابو طالبؑ آں حضرتؐ کے چچا ہیں۔ ان کی تعریف میں خداوند عالم نے قرآن مجید میں اپنے حبیب کو ارشاد کیا۔ الم یجدک یتیماً فآوی۔ کیا تم کو یتیم نہیں پایا اور پناہ دی۔ سب جانتے ہیں کہ حضورؐ کو دوران یتیمی پناہ دینے والے حضرت ابو طالبؑ تھے ان کے کامل الایمان ہونے کا ثبوت ان کے کثیر التعداد اشعار ہیں۔ ذیل میں دیا ہوا شعر سیرت ابن ہشام سے لیا گیا ہے۔

الم تعلموا انّا وجدنا محمداً نبیاً
کموسیٰ خطی فی اول الکتب

ترجمہ "کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ ہم نے محمدؐ کو ایسا نبی پایا جیسے موسیٰؑ تھے اور جن کا ذکر کتب اوّلین میں ہے۔

قریش کے ان دو بزرگ ترین ہستیوں کے مقبرے جو مکہ میں واقع ہیں نجدیوں نے گرا دیئے۔

اب ہم ایک نظر جنت البقیع کی طرف کریں اور دیکھیں کہ کن کن بزرگ ہستیوں کے مقبرے نجدیوں نے توڑ دیئے ہیں۔ اس کے پاس قبرستان میں دفن ہونے والے دوسرے جناب ابراہیمؑ ہیں۔ یہ حضورؐ کے فرزند تھے۔ ان کے بارے میں ابن عساکر امام احمد اور ابن ماجہ کا قول ہے کہ وہ اگر زندہ رہتے تو صدیق اور نبی ہوتے۔ کتاب اسد الغابہ میں ہے کہ فضل ابن عباسؓ نے حضرت ابراہیمؑ کو غسل دیا، اور فضل اور اسامہ بن زید نے ان کو قبر میں اتارا۔ جب وہ دفن ہو گئے تو حضورؐ آپ کی قبر کے پاس بیٹھے اور بقول حضرت زبیرؓ اس پر پانی چھڑکا۔ یہ پہلی قبر تھی جس پر پانی چھڑکا گیا تھا۔

جنت البقیع کی اہمیت حضورؐ کے قول و فعل سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ کتاب روضۃ الاحباب میں جناب عائشہ سے منقول ہے کہ ایک دن اچانک رات کو میری آنکھ کھل گئی میں نے دیکھا کہ نبی کریمؐ باہر جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ "آپ کہاں جا رہے ہیں؟" آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا یہ حکم ہے اور میں جنت البقیع میں جو مدفون ہیں ان کے لئے دعا کرنے جا رہا ہوں۔

جناب عائشہ سے ایک اور واقعہ بھی منقول ہے کہ ایک دن وہ آں حضرتؐ کی تلاش میں نکلیں اور انہیں جنت البقیع میں پایا۔ حضور قبروں سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے "اے آدم کا مومنین تم پر میرا سلام ہو۔ لحد میں سونے والو تم اس وقت ہم سے جدا ہو مگر بہت جلد ہم تم سے آکر ملیں گے۔ پروردگارا! ان کے ثواب سے تو ہمیں محروم نہ رکھیو۔ پالنے والے بقیع

میں دفن ہونے والوں پر تو اپنی رحمت بھیج۔

امہات المومنین بھی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ اور جناب عائشہ نے بھی وصیت کر رکھی تھی کہ مجھے میری بہنوں (ازواج رسولؐ) کے پاس دفن کرنا۔ جناب عائشہ کا یہ قول جنت البقیع کی فضیلت کی دلیل ہے۔ آنحضرتؐ کے چچا زاد بھائی عقیل ابن ابو طالب کی قبر بھی بقیع میں واقع ہے۔ اس قبر کے بارے میں شیخ عبدالحق دہلوی نے کتاب جذب القلوب میں لکھا ہے کہ ان کی قبر کے نزدیک دعا کے قبول ہونے کا اثر پایا گیا۔ عباس ابن عبدالمطلب بھی اسی قبرستان میں دفن ہیں۔ اس قبر کی عظمت کے بارے میں اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ قحط کے دوران وہاں کے باشندے اس قبر کا واسطہ دیکر دعا کرتے اور باران رحمت برستا۔ ان سب کے علاوہ جناب فاطمہ بنت اسد اور خاندان رسول کے بہت سے افراد، صحابہ کرام امام مالکؒ، اور خاتون جنت جناب فاطمہؑ کے مقبرے تھے۔ جناب فاطمہ زہراؑ کے رحلتے میں امام حسنؑ، امام زین العابدین، امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ کی قبریں تھیں۔ مدینہ کے ان مقبروں کو ڈھایا گیا تب تیسرے خلیفہ حضرت عثمان کے مقبرہ کو بھی ڈھا دیا گیا۔

ان مقدس ہستیوں کا تعارف جن کے مقبروں کے ساتھ نجدیوں نے بے حرمتی کی حسب ذیل ہے کتاب صحیح مسلم میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا فاطمہ میرا جزو ہے جس نے اسے ایذا دی اس نے مجھے ستایا اور جس نے مجھے ستایا اس نے اللہ کو تکلیف دی اور اللہ کو تکلیف دینے والا کافر ہے۔

جناب عائشہ فرماتی ہیں "میں نے کسی کو بھی جناب فاطمہ زہراؑ سے بڑھ کر صورت اور سیرت میں آنحضرتؐ سے زیادہ مشابہ نہیں پایا۔

ترمذی میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا حسنؑ اور حسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں فصل الخطاب میں زہری کا قول ہے کہ میں نے قریش میں امام زین العابدینؑ سے بڑھ کر کسی کو افضل نہیں پایا۔ صواعق محرقہ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے امام محمد باقرؑ کو بذریعہ جابر بن عبداللہ انصاری سلام کہلوائے۔ زوالدنج المصطفیٰ میں عمر ابن مقداد کا قول ہے کہ جب میں نے جعفر ابن محمدؑ کو دیکھا مجھے یقین ہو گیا کہ یہ اولاد نبیؐ ہیں۔ اس مبارک روضہ کی فضیلت کے بارے میں صواعق محرقہ ابن حجر عسقلانی فصل الخطاب از خواجہ پارسا اور روائح المصطفیٰ از صدر الدین میں اقوال موجود ہیں۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ قرآن مجید میں ایک آیت سورہ کہف میں موجود ہے قال الذین غلبوا... مسجدا۔ اور غالب آنے والوں نے کہا کہ ہم ان پر ایک مسجد بنائیں گے تفسیر غرائب القرآن کے مطابق غالب آنے والے مسلمان تھے اور اللہ نے قبروں پہ مسجد بنانے کی تعریف کی ہے مگر نجدیوں نے تو مقبروں کو تاراج کر دیا۔

عبد مناف
حضرت عبدالمطلب متولی کعبہ
حضرت ابیطالب
حضرت عبداللہ
عقیل
حضرت علیؑ
طالب
جعفر طیار
حضرت محمد مصطفیٰؐ
حضرت امام حسنؑ
حضرت امام حسینؑ
حضرت فاطمہ زہراؑ
امام زین العابدینؑ
امام محمد باقرؑ
امام جعفر صادقؑ
امام موسیٰ کاظمؑ
امام علی رضاؑ
شاہ حسن عرف روشن چراغ - عائشہ - امام محمد تقیؑ - جعفر قانع - ابراہیم یعقوب حسین
ابو محمد حسن
بی بی سیدہ
مزار مصر
محمد نقی
امام علی نقیؑ
درنایاب ملاحظہ ہو
علی نقی
امام حسن عسکریؑ
شاہ علی نوری
امام مہدی آخر الزمانؑ
علی اکبر
محمد تقی کربلائی
(ص ۱۱۹ پر)

محمد تقی کربلائی
محمد علی نقی
سید محمد محمودی
سید محمد مولائی
سید علی نوری سبزواری اوّل
جلال بیہقی
نعمت اللہ
(خاندان حافظ قاری جعفر علی)
سید محمود برقعہ پوش
(مزار شاہ پور دہلی)
سید محمد
سید شاہ میر
(ص۱۲۹ پر)
علاؤ الدین
میر سید حسن
(مزار شاہ پور دہلی)
(ص۱۲۱ پر)
سید مسیح (نسل ایران میں)
سید علی سبزواری ثانی مورثِ اعلیٰ
(نسل جارچہ (خاندان چہارم)
سید علی امجد
(نسل درچہولس)
علی اصغر
علی اکبر
سید خان عرف سید جی
سید خان میر
فاضل علی
راج علی
(ص۱۲۸ پر)
مسعود
ناصر کلاں
حسین علی
تاج الدین
بھکاری شاہ
ناصر خورد
(ص۱۳۰ پر)

ناصر خورد
شہاب الدین
(مزار خطیرہ جارچہ)
حسام الدین
امام الدین
قیام الدین
بساون علی
مسکھا
احسان علی
(ص۱۲۴ پر)
حسن علی
(ص۱۲۵ پر)
حسین علی
فضل علی
مراد علی
مسماۃ راحین زوجہ سید جواد
مہر علی
فضل علی
قادر علی
قنبر علی
بشارت علی
حیدر علی
نور حسن
خیر علی
تفضل حسین
دلاور علی
سکندر علی
دختر
عیوض علی
علی نواز
علی عباس
محسن علی
عابد حسین
جعفر حسین
بشارت علی
زاہد حسین
زاہدہ بیگم
محمد حسنین
نقیب بانو
لیاقت حسین
شوکت حسین
محمد عقیل
نسیم فاطمہ
عقیل فاطمہ
اشرف جہاں
معصوم علی
حسین علی
مصطفائی بیگم
خورشید بیگم
یوسف حسین
عشرت بانو
بلیاد علی
ابن علی
محمد یونس
ولائتی بیگم
الہی بیگم
پیر علی
حیدر علی
نجف علی
طلعت زہرا
ضیاالحسنین
ظہیرالحسنین
محمد سیدین
وارث حسین
کاشف
انجم
نسیم اختر
ریاض اختر
رضوان اختر
مسعود اختر
سہیل
شہلہ
اکبر رضا

میر سید حسن بن سید شاہ میر

مزار شاہ پور (دہلی)

عابدین بندگی معظم — (...سا (مزار بداپون) ...پور

اسحاق (نسل ضلع انبالہ)

ابراہیم (مزار جلیسر ضلع ایٹہ)

میر میراں (سرہند)

موسیٰ (نسل پیدی ضلع بجنور)

ناصر (مزار کشمیر) — راجہ مہلک کی لڑکی سولندن سے شادی ہوئی

جلال (مزار پیدی ضلع بجنور)

سعید

کریم الدین (مزار کلونڈہ)

ملک

محمود روحانی عرف محمود روحی

سید محمد خاں

سید علی خاں (خاندان کاٹھ جارچہ) (صفحہ ۱۳۳ پر)

سید زین خاں (خاندان بولا جارچہ) (صفحہ ۱۳۵ پر)

اسلم (عاصم) — (خاندانِ نوگھریا) (بوجہ عدم تعاون تفصیل نہیں دی جا سکی)

سلیمان — (خاندان متولی) (صفحہ ۱۳۱ پر)

احسان علی بن قیام الدین

- ہردم علی
  - غفور
  - فاطمہ زوجہ طالب علی
  - حفیظ
  - فاطمہ زوجہ چراغ علی
  - چھولسی
- مردان علی
  - بنیاد علی
    - فخر النساء والدہ عیوض
    - چھنڈیا بیگم
    - حاجی مولوی ناظر حسین
      - زینب بیگم
      - سکینہ بیگم
      - کلثوم بیگم
      - قیصر بانو
      - شریف حسین
      - مولوی سید حسن
        - نسیم فاطمہ
        - الحاج ایچ ڈاکٹر لئیق الحسن سبزواری
          - شکیل رضا
            - رضا شاہ ۱۰ سالہ فوت شد
            - علی حسن
        - نعیم الحسن
  - فیض علی
    - محمد تقی
  - منور علی
    - حاجی مولوی فیاض حسین
      - علی صغیر
      - نادر حسین
      - صابرہ بادری
      - محمد الیاس
        - امیر حیدر زوجہ دختر نصیر حیدر
          - غازی الدین
          - حسین فاطمہ
          - معراج بانو
          - قیام الدین حیدر
        - نصیر حیدر
          - دبیر حیدر
            - تعقیر فاطمہ
            - تطہیر فاطمہ
            - منور بانو
            - حنیفہ جمال
            - محمد عزیز حیدر
            - حسن عباس
  - امام بخش (صفحہ ۱۲۳ پر)
- غلام علی (صفحہ ۱۲۴ پر)

امام بخش بن مردان علی
پرورش علی
عنایت حسین
ظہور حسین
برکت علی
رعایت حسین
دختر
بنیاد علی
باقر حسین
زینت کبریٰ
نفیس بانو
ظہیر بانو
سید حسین
ذاکر حسین
رضا حسین
ناظر حسین
صابر حسین
ثامن حسین
شاکر حسین
تسلیم بانو
سلیم بانو
شاہدہ بانو
طاہرہ بانو
شمیم حیدر
نسیم حیدر
نعیم حیدر
سلیم حیدر
ندیم حیدر
وسیم حیدر
فہیم حیدر
کلیم حیدر
عظیم حیدر
عوض علی
اکبر علی
فیض بانو
نواب علی
مہتاب علی
آفتاب علی
منظور علی
فیض علی
بنیاد علی
ممتاز
احسان علی
مشرف علی
کوثر علی
رضا علی
شاہ نواز علی
فرزانہ
شمیم بانو
مہر بانو
نواب بانو
نور بانو
نذر علی
اظہر علی
امجد علی
مظہر علی
صفدر علی
عباس علی
عذرا پروین
شمع پروین
اطہر علی
مظاہر علی
جاوید علی
شہبانہ بانو
شاہین بانو
شبانہ
شگفتہ بانو
صدر علی
طاہر علی
افتخار علی
مظفر علی
حیدر علی

غلام علی بن احسان علی
رستم علی چراغ علی سرفراز علی بخش علی فدا حسین
تبارک علی محمد حسین اکبر علی
مبارک علی
احمد حسین
محمد حسین
ذاکر حسین
حسین بیگم گلشن حسین
عبداللہ جان علی
دلدار حسین
امیر حسن محمد حسن علی حسین
آغا محمد
سعید احمد
حبیب حسین
شبیر حسین
ناظمی بیگم کاظمی بیگم ذاکری بیگم باقری بیگم
بشیر النساء
سلطان بانو تعنیر بانو شبیر بانو جمیل حسین محمد سبطین ضامن حسین شبیر حسین
مشتاق حسین
اشفاق حسین
مظفر اقبال مظفر سلیم نفیس بانو مظفر سبطین
حسام الدین حیدر انتظار حیدر انتظار فاطمہ
ڈاکٹر اشتیاق حسین
نذیر حیدر کنیز حیدر حیدر رضا بنت حید
اسد رضا اقبال حیدر سلطان حیدر
فرحت اقبال محمد علی رضا نصرت اقبال
شمیم حیدر نسیم حیدر جعفر رضا ذوالفقار حیدر نیاز حیدر شم
سرور رضا قیصر رضا شہناز اقبال ممتاز شائستہ نواب
ذوالفقار علی محمد علی تقویم عباس حسین علی پروین گلناز فاطمہ
فہیم حیدر حبیب حیدر شعیب حیدر صادق رضا تہذیب حیدر مسرت طلعت
عظمت حیدر عظمت فاطمہ
ندیم حیدر صدف نعیم حیدر نظیم حیدر ظہیر حیدر شبیر حیدر رضا حیدر تنویر حیدر
اصغر رضا ضمیر رضا بشیر رضا مظفر رضا محمد رضا

حسن علی بن قیام الدین

شاہ علی — سیدہ برحق — جمال علی — عنایت علی — ہدایت علی (صـ۱۲۶ پہ)

مسماۃ رجو زوجہ ببر علی — شیر علی

اسد علی — حاتم علی — شہامت علی — رکن الدین

حیدری بچیا — چھبیا — عیوض علی — بیج علی — ہمت علی

مختار حسین — عالیہ بیگم — مشتاق علی

محمد عباس — سکندر علی

اشتیاق حسین — عیوض علی

مولوی شبیر حسین

فریاد بانو — حیدر عباس

کلثوم بانو

حسن علی — قربان علی

مختار حسن — رئیس فاطمہ — ممتاز فاطمہ — مہناز — طلعت افروز — ابونظر محمد جہانگیر

عرفان — سلمان — احسان

ذیشان علی — تنویر فاطمہ — خورشید فاطمہ — انوار فاطمہ — توقیر فاطمہ

اعجاز رضا — تنویر رضا — غزالہ — سیما — ثمینہ

نفیس بانو — بلقیس — شکیلہ — محمود داؤد — ناظم رضا — علی رضا — اکبر رضا — کاظم رضا — محسن — ڈاکٹر محمد جواد — محمد منیا — شاکر رضا

صادق رضا — عارف رضا — نرجس

طلعت — ثروت — حیدر رضا — کاظم رضا

شمیم احمد — نسیم احمد — نجم سلطانہ — قمر سلطانہ — نذیر فاطمہ — رخسانہ پروین — سجاد حسین — سنبل — ماہ رخ

طاہر رضا — محمد رضا — ناصر رضا — شمیم اختر — نسیم اختر — انجم اختر — نسرین — غزالہ — یاسمین

دانش رضا — فرینہ — سکندر رضا

ہدایت علی بن حسن علی
بہادر علی
احمد علی
تہور علی
محمد حسین
ببر علی
قاسم علی
ناصر
معرا
جعفر
کرم حسین
تفضل حسین
عطوفت حسین
اصرار حسین
فیاض حسین
نثار حسین
ہادی بیگم زوجہ عابد حسین
عابد حسین
علی فاطمہ
محمد علی
افضال حسین
مختار حسین
انوار حسین
سلطان حسین
قدسیہ
ظاہرہ
ملکہ مہر نگار
اقبال حسین
نرگس
رئیسہ
کامران
عباس
تراب علی

(ص ۱۲۷ پر)

تراب علی بن ببر علی
مقبول حسین
احسان حسین
شفاعت
آل علی
آغا علی
سبط احمد
آل رضا
ہاشم علی
محمود رضا شاہد رضا محمد رضا محسن رضا حسن رضا
مظاہر الحسن یوسف آغا شاہد یزدان ضیاء شبیر
ظہیر علی
عقیلہ رشیدہ سعیدہ سنجیدہ سید احمد علی احمد آل احمد
نرگس نادرہ عصمت سیما اقبال احمد عامر احمد سلیم احمد
نجم محمود حسین صفدر علی
سلطان احمد صغیر احمد مقبول احمد جمال احمد مہر النساء نغمہ فرحانہ سیما رانی
نایاب جہاں سکندر جہاں نسرین یاسمین زہرا نکہت پروین عزیز احمد شاہد احمد حبیب احمد
کلب حسن
مولوی ابن حسن جارچوی سلطان بانو عزیز بانو کنیز بانو
زہرہ حسین
علی حسن جہاں آرا ناہید محمد مشہود
حسن صبا
فیروز حسین عقیق حسین الماس حسین جواہر حسین شفیق بانو یاقوت حسین
بابر مظاہر حسین انتظار مہدی
ناہید فاطمہ شمع سعید حسن رئیس
گوہر حسین اختر حسین کوثر حسین
فیضان مہوش عدنان
ادیب الحسن ردابہ تہذیب الحسن عنبرین
عاصم

شجرہ راجو پٹی

سید علی سبزواری ثانی
سید نان عرف سید جی
راج علی
شمس الدین
چاند علی
بہادر علی
معظم علی
راج علی ثانی
امام بخش

مشرف علی — علی بخش — الٰہی بخش — سید علی

احمد علی — غلام صادق — فرزند علی
خادم حسین
سکینہ بیگم — مصطفےٰ بیگم
حیدر حسن — ظفر حسن — رضا حسن
مختار فاطمہ — دو دختر
محمد حسنین — ابن حسن
وصی عباس — علی عباس
رضی عباس — نثار فاطمہ — شبیہ عباس
امیر عباس — ولی عباس
محمد عباس — بنما بانو — علی بانو — کنیز بانو — ممتاز عباس

سید حسین — مزمل حسین — ولایت حسین — علی حسین
کنیز فاطمہ — مولوی سید محمد قانونگو
متوسل حسین
محمد رضا — محمد یوسف
شمس العباس
حکیم سید عباس — ظفر عباس
سید علی — شمیم بانو — اظہر عباس — انظر عباس — عارفہ آصفہ
محمد علی — نسیم فاطمہ — سعیدہ — ناصر علی — ولایت علی — حیدر علی
سید عباس رضا
ضیاء العباس — شجاع العباس — محمد جعفر رضا
دختر — عاصم عباس — طاہر عباس — زرحسن — اسحاد ... [illegible]
نور العباس — انیس عباس — نفیس عباس
رئیس عباس — یاور عباس — ناصر عباس — حسن عباس — ریاض العباس — حسین عباس

...اللہ - ابو تراب - ابو القاسم - ابو المعالی

علی کبیر

ہاشم

محمود

مولوی احمد

مولوی سید محمد

مولوی ابو تراب

سید علی خان

حافظ مولوی سید محمد علی

فضل علی | کرامت علی | محفوظ علی | کرار حسین | حکیم رحم علی (ص ۱۳۰ پر)

کرار حسین:

ناظر حسین | ممتاز حسین

ممتاز حسین: قربان علی

ناظر حسین: نائب حسین

نائب حسین: خدا بخش عرف (جھبوا)

(جھبوا)

وقار فاطمہ | ریاض مصطفٰے

حکیم رحیم علی

کریم علی — مولوی حکیم ظہور علی — افضا...

کریم علی:
- محمود علی — لاولد
- مولوی غلام نقی — لاولد

مولوی حکیم ظہور علی:
- دو بیٹیاں
  - اعجاز علی
    - رضوان علی
      - گلزار حسین
        - حاجی داروغہ اعجاز حسین
          - الطاف حسین
            - ضیا حیدر
            - رضا حیدر
            - افضال حسین
              - خرم
              - ہما
              - فوزیہ
              - سلیم
              - عظیم
          - سلمان حسین
            - ابرار حسین
              - تبریز
              - عظمہ
              - احمد
              - کاشف
              - عاصف
            - انیس
          - سلطان حسین
        - امتیاز علی

مولوی قاری حا...
- شمس العلماء حافظ مولانا عباس حسین
  - ناصر عباس
    - مولوی ظہیر عباس
      - مسعود
        - ۳ پسر
      - جعفر
      - محمود
        - چھپو
      - رانا
      - عابدہ
      - افضال بانو
    - حسین احمد
    - نظیر عباس
      - اقبال بانو
    - حسن احمد
      - شاندار
        - سیف عباس
      - شاہانہ
      - ثم...
- محمد م...

خاندانِ متولّی

محمود روحی

سلیمان

ابراہیم

شاہ حلیم

جمال محمد

کمال محمد

محمد عیوض

سید محمد روح

افضل علی

غلام حسین

احمد علی

ظہور حسن

نذیر حسین — محمد طاہر (صـ۱۳۲ پر) — شفقت حسین

کنیز عباس — بندہ حسن

اقبال جہاں — قمر جہاں — علی حیدر — سیدہ راحت — مہدی حیدر

سیما — بنت حیدر — صبا — ہما — حنا — رضا حیدر — اولاد حیدر — ذکی حیدر — سبط حیدر

صابر حسین — حسن رضا

شبیہ رضا — محسن رضا

غضنفر حسین — مظاہر رضا — طاہر رضا — اطہر رضا

محمد طاہر بن ظہور حسن

- عابد حسین
  - رضا حسین
    - اصغر حسین
- حامد حسین
  - مختار حیدر
    - زیب النساء
    - نصیر حیدر
      - دختر
      - شہزاد
    - رباب
  - سلطان بانو
  - عباس حیدر
- زاہد حسین
  - وزیر حیدر
    - وزیر فاطمہ
  - منیر حیدر
    - نعیم فاطمہ
    - تنویر فاطمہ
    - تصویر فاطمہ
    - بنت صغرا
  - امیر حیدر

خاندان کاٹھے والا

بندگی معظم

سید علی خاں

مظہر (قادری)

جمالی

طیف صادق میرخان یعقوب

سید در کاکھٹی

کرم علی فیض علی

احسان علی

پیر علی عنایت علی غلام علی

(ص۔ پیر)

کرامت علی

اکبر علی

برکت علی حسین بخش مردان علی

دختر

شفاعت علی رعایت حسین

دو دختر

حیدر رضا دختر

محمد اختر یعقوب اختر سعید اختر مہدی حسن

دو دختر چھ پسر

محمد حسن محمد تقی سید محمد احسن دختر

عرف پردا

غلام مصطفےٰ

سید عباس عرف جمعہ

پیر علی بن احسان علی

امام بخش

شہامت علی — سید علی — امانت علی

شہامت علی: کرم حسین — دختر — محمد علی

محمد علی: دختر — حسین علی

حسین علی: منظر حسین — ام الحسن عرف کالی — میر احسن

امانت علی: اظہر حسن

اظہر حسن: ظہور حسن

ظہور حسن: عیوض علی

عیوض علی: وجیہہ اصغر — ظہور اختر — ظہور حسید — ظہور اکبر

خاندان بولا والہ

بندگی معظم

سید زین خان — سید محمد خاں

شمس الدین

مصطفےٰ علی

اولاد علی

بوعلی

بہادر علی

مکھیا مرتضےٰ حسین (ص ۱۳۶ پر) عترت نسا غفور النسا عترت حسین ظہور النسا انتظار حسین (ص ۱۳۶ پر)

لیاقت حسین

ظفر یاب علی بلقیس فاطمہ انیس فاطمہ عقیل فاطمہ تطہیر فاطمہ سرکار حبیب مصطفےٰ ظہیر بانو ظہور مصطفےٰ

عاطفہ خاتون عاصفہ خاتون محمد مستنصر عباضیہ خاتون

فتح یاب علی ظفر مہدی نایاب علی نصیب اختر

انفصال زہرا غزالہ زہرا نہال زہرا

ریاض مصطفےٰ بنت زہرہ منظر مصطفےٰ عزیز زہرہ توصیف زہرہ توقیر زہرہ جمشید مصطفےٰ

مکھیا مرتضے احسین بن بہادر علی

- مصطفے احسین
- علی عباس
- مصطفے ابیگم

علی عباس

- جعفر عباس
- نفیس فاطمہ
- شبیہ فاطمہ
- باقر عباس
- سلطان فاطمہ
- نیاز فاطمہ
- اعجاز فاطمہ

باقر عباس

- یوسف عباس
- عزیز عباس
- احسان عباس
- قمر عباس
- مسعود عباس
- سعید فاطمہ
- قمر فاطمہ

جعفر عباس

- [illegible]
- محمد عباس
- زرین فاطمہ
- حسن عباس
- شکیل فاطمہ
- محدثہ خاتون
- افروز فاطمہ
- حسن بانو
- صغیر بانو
- عباس بانو

شمیم عباس

انتظار حسین بن بہادر علی

شرافت حسین　نبوت حسین　شوکت حسین

عیوض علی　حفاظت حسین　کنیز بانو　عزیز بانو　عتیق بانو

کرار جہاں　ممتاز جہاں　بہادر علی

محمد انور　محمد اقسر　محمد اصغر　خوش نصیب　ایثار جہاں　افضل

ظفر احسن　علی احسن　میاں　اختر احسن　اظہر احسن　کبریٰ بیگم　اختری　خورشیدی　منور بانو　اختری بیگم

مظہر عباس　قیصر عباس　اقبال فاطمہ　افتخار فاطمہ　معزز فاطمہ　خورشید فاطمہ　انعام فاطمہ

انتظار حیدر　اقبال حیدر

منصور حیدر　مسرور حیدر　فرحت جمیل　شہناز فاطمہ　شاہین

انجم اقبال　شگفتہ پروین　جاوید اقبال　مہ جبیں　پروین اقبال

منظر محسن　علی محسن　نسیم فاطمہ　نعیم فاطمہ

وکیلا بانو　صداقت حسین　شکیلا بانو

شمیم حیدر　فرزانہ　ذیشان حیدر　شبنم جہاں　ظہیر حیدر

کرسیوں پر - منظور حسین سیکرٹری شعبہ نشر و اشاعت، قربان علی، نیر ظفر عباس، صدر - علامہ سید ابن حسن جارچوی
ڈاکٹر امیر حیدر - آنریری جنرل سیکرٹری شمیم حیدر، نائب صدر صغیر اصغر سیکرٹری شعبۂ تعلیم و وظائف
کھڑے ہوئے - ممبران جعفر علی، عبد الحق، ظہیر الحسین، ولی محمد -

Managing Committee of
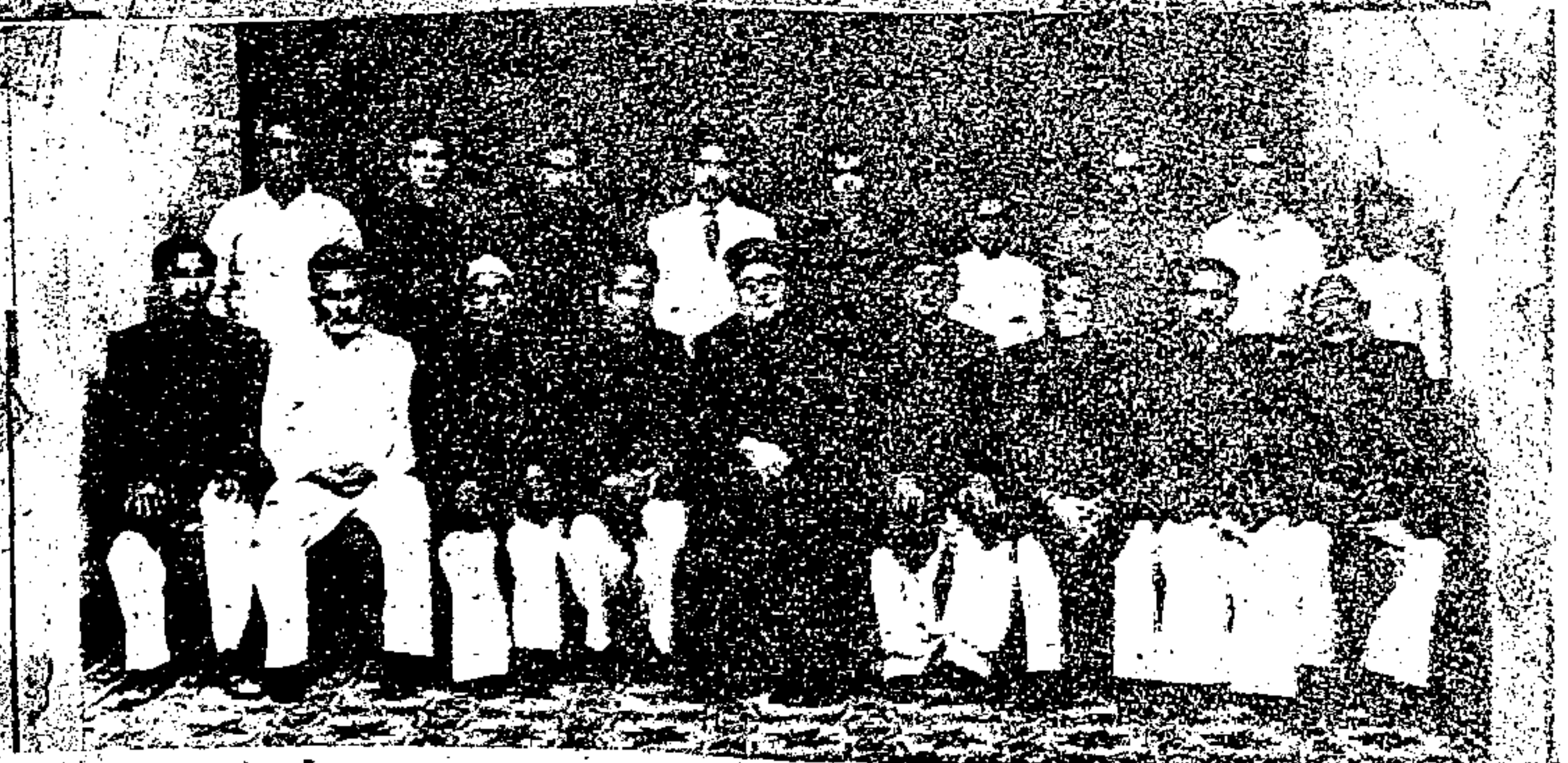
کرسیوں پر دستی حیدر عباس - ظہور مصطفےٰ، مقصود حسین - داؤد شاہ - علامہ سید ابن حسن جارچوی، شاکر حسین - جعفر حسین
محمد احسن - مظفر عباس -
کھڑے ہوئے - نفیر عباس - امیر حسن - بدرالعباس محمد مشہود - ولی محمد - اظہر عباس - داؤد عتہ - ولی محمد -

انجمن وظیفہ سادات و مومنین — (انڈیا)

کرسیوں پر: اعجاز جارچوی، آنریری پروپیگنڈہ سیکرٹری۔ پروفیسر سید تجمل حسین۔ نواب احمد میرزا، آنریری جنرل سیکرٹری۔ مولوی سید کلب حسین۔ علامہ ابن حسن جارچوی ● ایستادہ: نواب سید رضا میرزا۔ سید ظفر حسین۔ محمد دی ہاشمی۔ سید محمد مہدی

علامہ ابن حسن جارچوی
ممبر آل پاکستان مسلم لیگ

فیلڈ مارشل محمد ایوب خان
صدر پاکستان و مسلم لیگ

جناب عبدالحسین صاحب صابر ساہلی (مرحوم)

آل احمد ۔ شمس العباس ۔ ڈاکٹر لئیق الحسن ۔ ظفر عباس ۔ ظہور مصطفیٰ ۔ اقبال حیدر ۔ محمد رفیع

قمر ابوالقاسم ۔ اختر عباس ۔ ظہور مسعود الحسن ۔ ظہیر الحسنین ۔ منظور حسین معہ سہیل ۔ طاہر رضا ۔ محمد داؤد شاہ

بیٹھے ہوئے : شیم احمد ۔ نصیر حیدر ۔ برادر رضا شاہ بن شکیل رضا ۔ امیر حیدر ۔ مولانا محمد یونس ، داؤد شاہ

ایستادہ : جواہر حسین ۔ گوہر حسین ۔ ڈاکٹر لئیق الحسن ۔ محمد ضیا ۔ ظہیر الحسنین ۔ کو کو کو کو کو کو

نجم الحسن چھولسی - سید حسن رضوی - محمد محسن -
ایستادہ : لئیق الحسن سبزواری بمبئی ۱۹۳۱ء
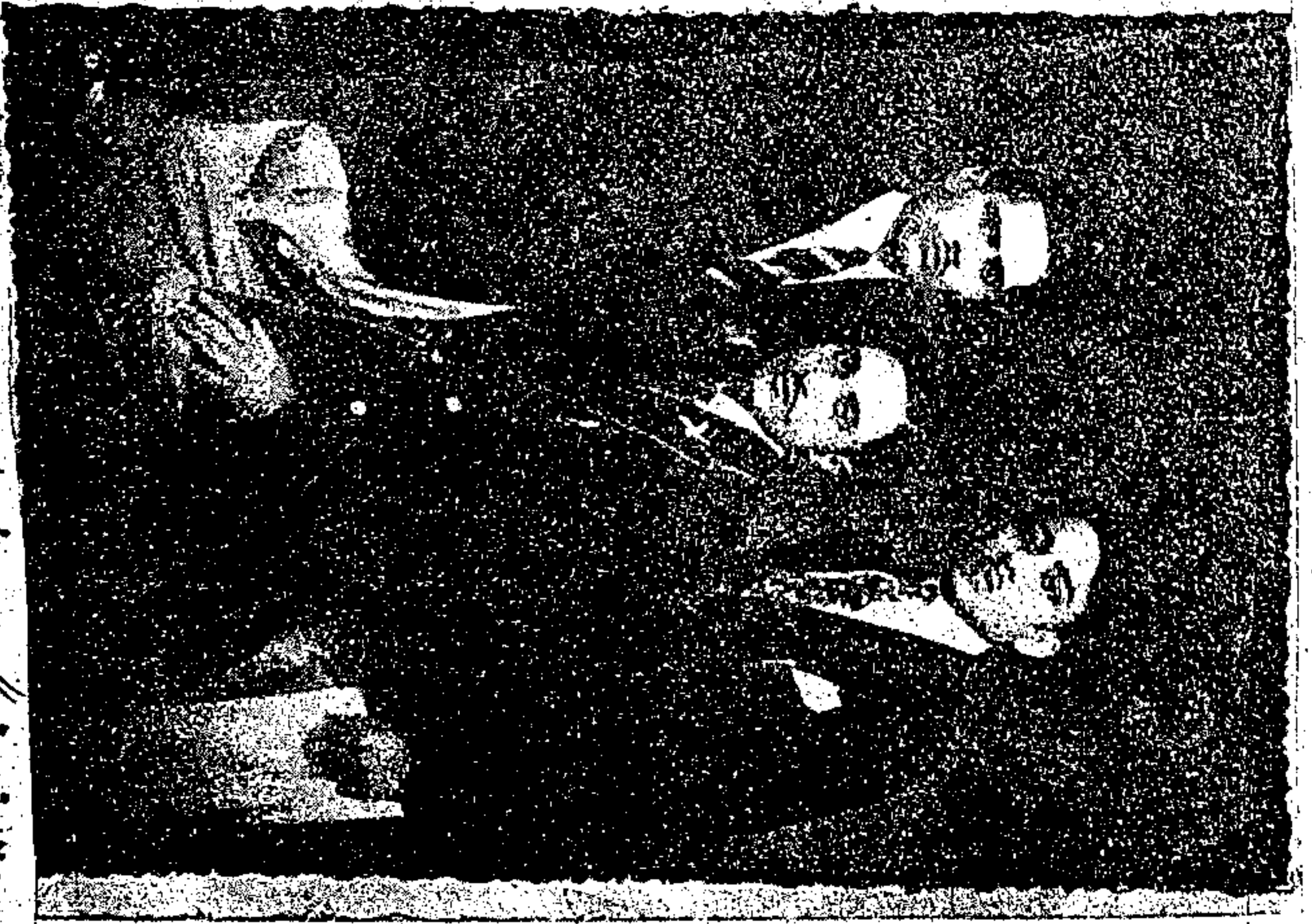
مجتبیٰ شیروانی علیگ   لئیق الحسن   آل علی چھولسی

لیئق الحسن سکول جاتے ہوئے بمبئی سنہ ۱۹۳۰ء

لیئق الحسن بمبئی سنہ ۱۹۳۶ء

الحاج ایچ ڈاکٹر لیئق الحسن اور پوتا رضا شاہ
کراچی ۲۵ دسمبر سنہ ۱۹۷۳ء

بیٹھے ہوئے: بی۔ اے۔ شمسی۔ اسسٹنٹ سیکرٹری۔ فدائے اکبر بھوپال والا۔ ٹریژرر۔ غلام عباس مولوی جوائنٹ سیکرٹری۔ ایم۔ ایم۔ قلعدار۔ ایم۔ ایل۔ اے (سنٹرل) صدر۔ محمد اللہ ہیرجی نائب صدر
لئیق الحسن سبزواری جوائنٹ سیکرٹری۔ ایم۔ آئی صدیقی آنریری سیکرٹری فار ڈیبیٹس۔ مسز حمیدہ آفریدی ممبر۔
ایستادہ، ممبران: جی آر۔ اے چارولیا۔ اے ایس۔ کٹلکٹے۔ بی۔ ایم۔ تحیکاڈن والا۔ وائی۔ کے نادریا۔ محمد شاکر۔ رفیق علی۔ نور محمد شیخ
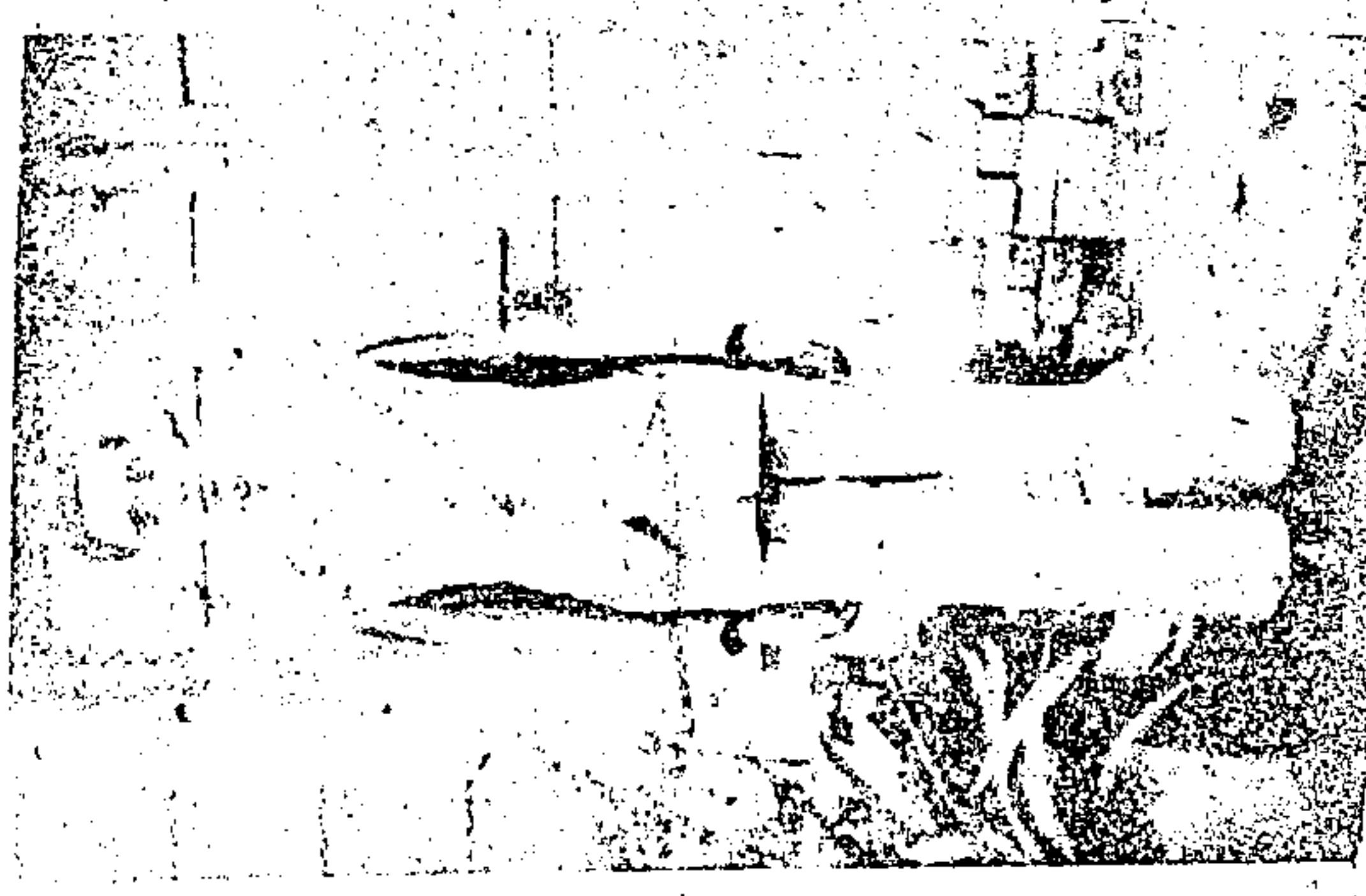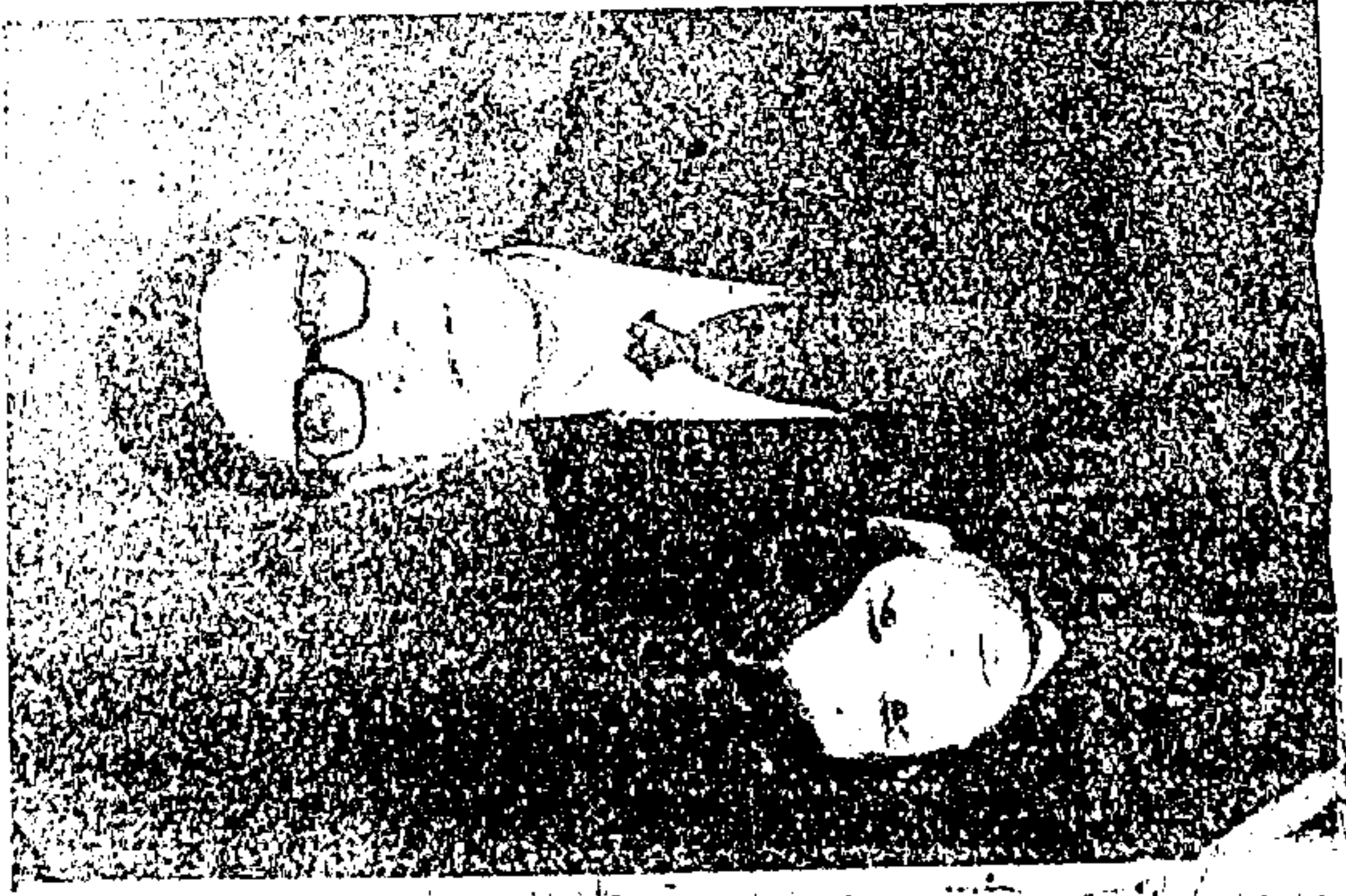
راجہ صاحب محمود آباد کی تاجپوشی کے موقع پر تاریخی ان میں علامہ ابن حسن جارچوی

علامہ ابن حسن جارچوی کے سوئم پر علامہ رشید ترابی کا خطاب

مولوی سید حسن جارچوی　　　تشکیل رضا - محمد شاہ علی

روضۂ امام علی رضاؑ
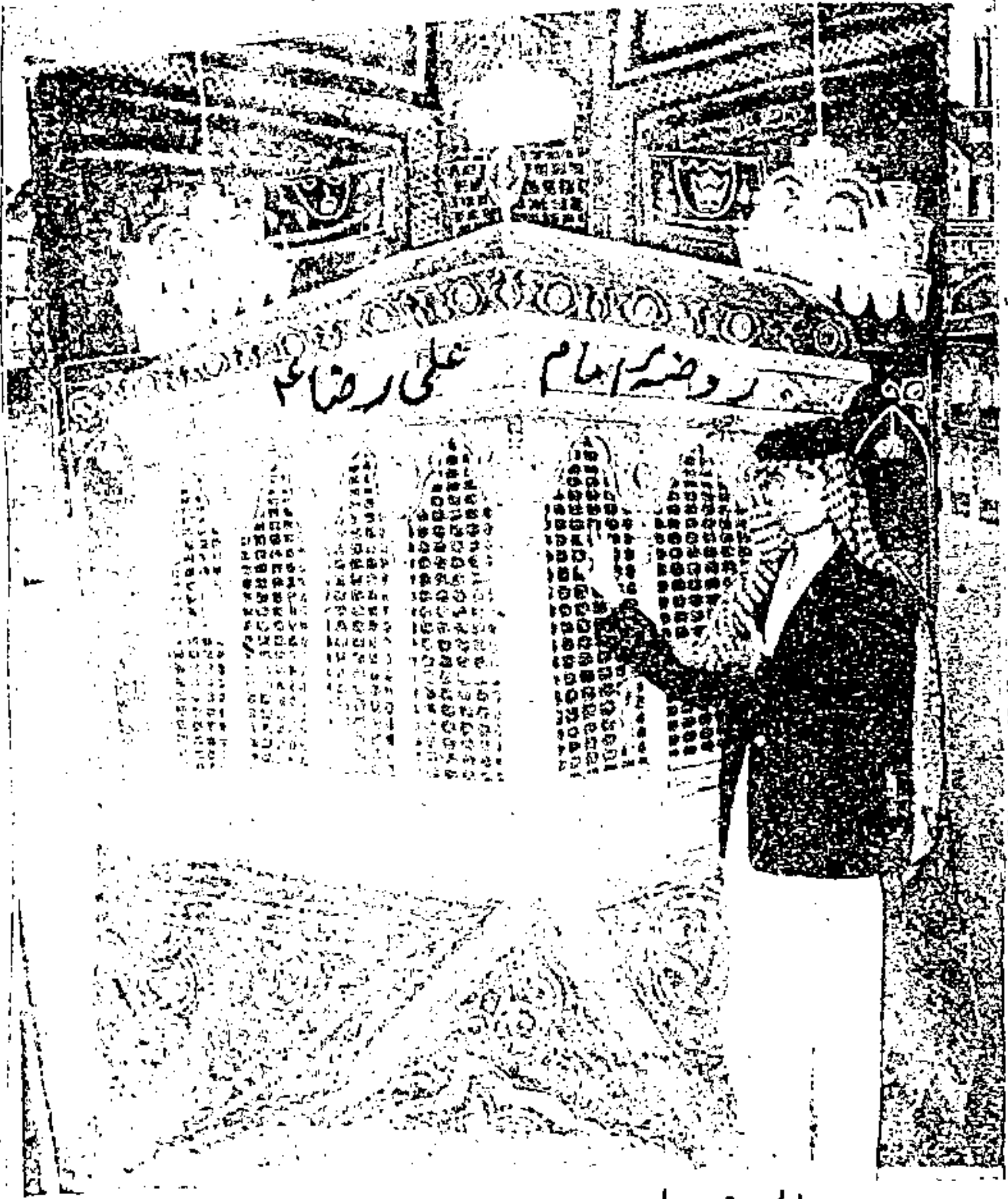
ڈاکٹر لئیق الحسن ۱۹۶۴ء

شمس العلماء مولوی قاری حافظ عباس حسین -

مولوی قاری حافظ جعفر علی -

الحاج ڈاکٹر لبیق الحسن - محمد مہدی - محمد شاہ علی - خواجہ مسرور حسین پانی پتی نبیلی رضا اور عقب میں ضیا الحسین
حج گروپ فوٹو بمقام عرفات مورخہ ۹ ذالحجہ ۱۳۹۳ھ
کراچی ۱۹۷۳ء
۲۳ دسمبر ۱۹۷۳ء

الحاج ڈاکٹر لئیق الحسن سبزواری - الحاج قربان علی - الحاج سید علی - الحاج ناظم رضا

مقام احد
مدینہ منورہ

الحاج ڈاکٹر لئیق الحسن اور سید علی
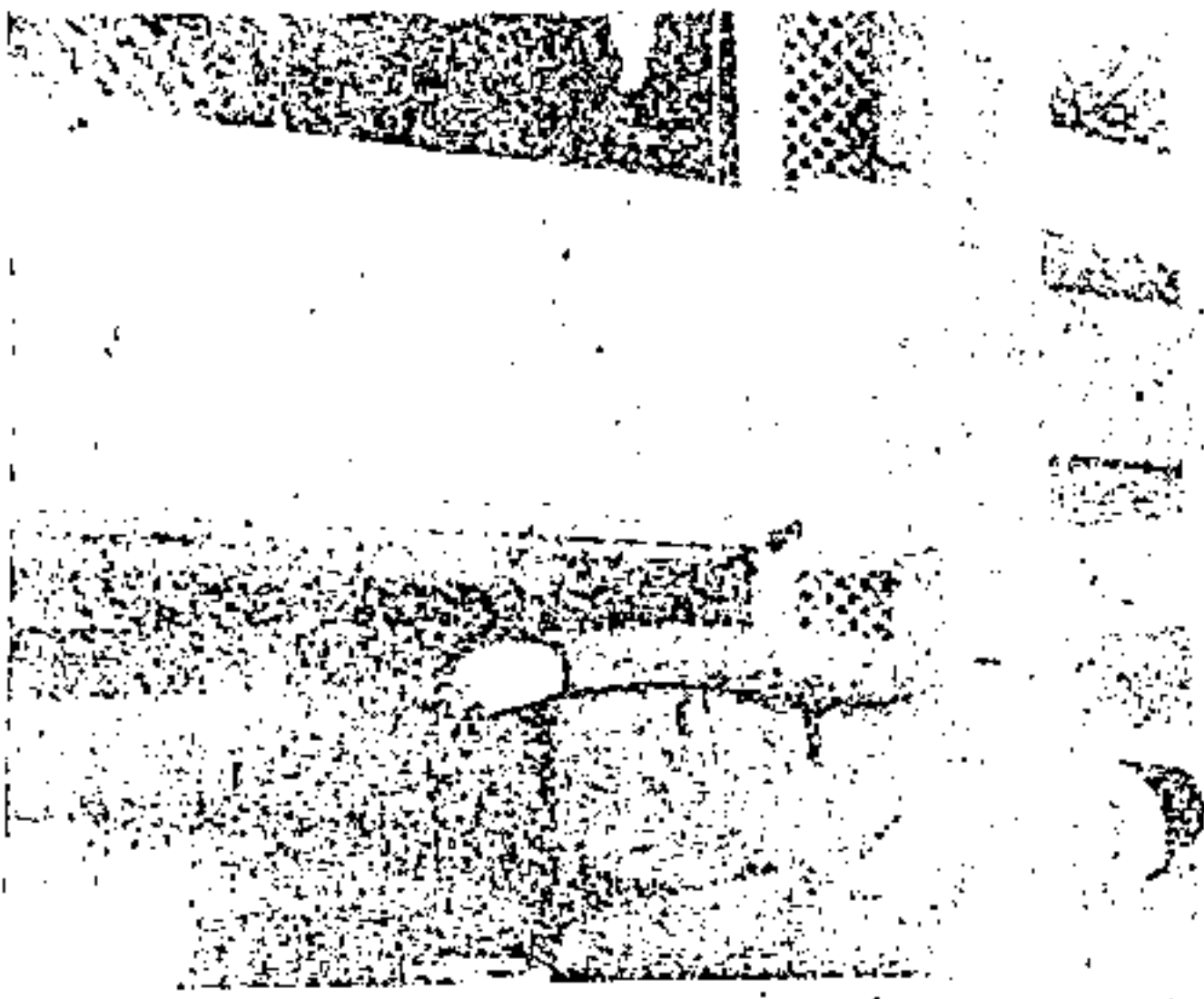
۸–۱–۷۵

روضہ رسول کریمؐ | باب جبریل
مدینہ منورہ

الحاج ڈاکٹر لئیق الحسن اور سید علی

۱۱–۱–۷۵

مکہ معظمہ

الحاج ڈاکٹر لئیق الحسن

۲–۱–۷۵

سید حسن رضوی — اشفاق حسین — اکبر علی — مولوی شبیر حسین — زمرد حسین

محمد حسنین — گارڈ محمد صفی — ہاشم حسین — حسن علی — نثار حسین
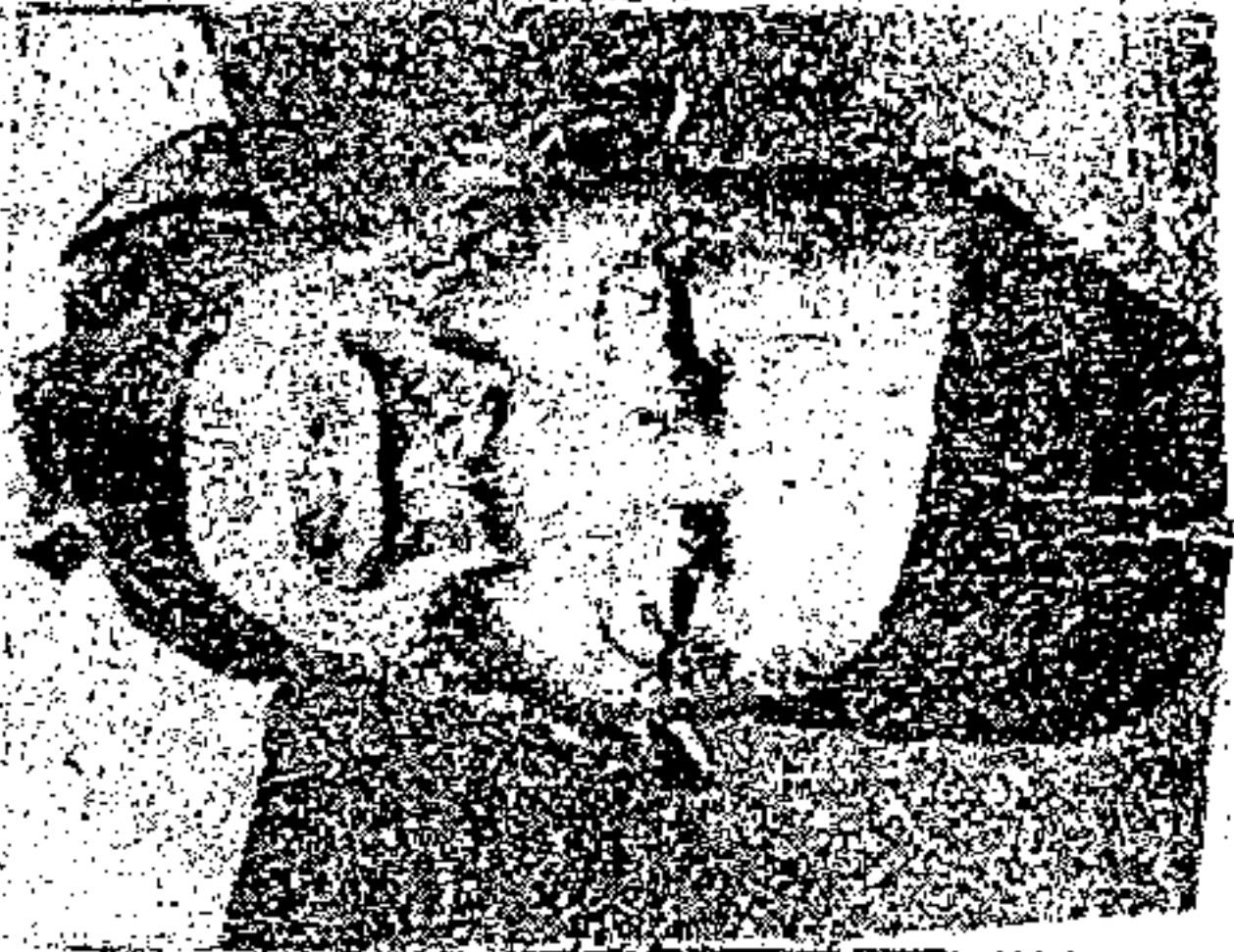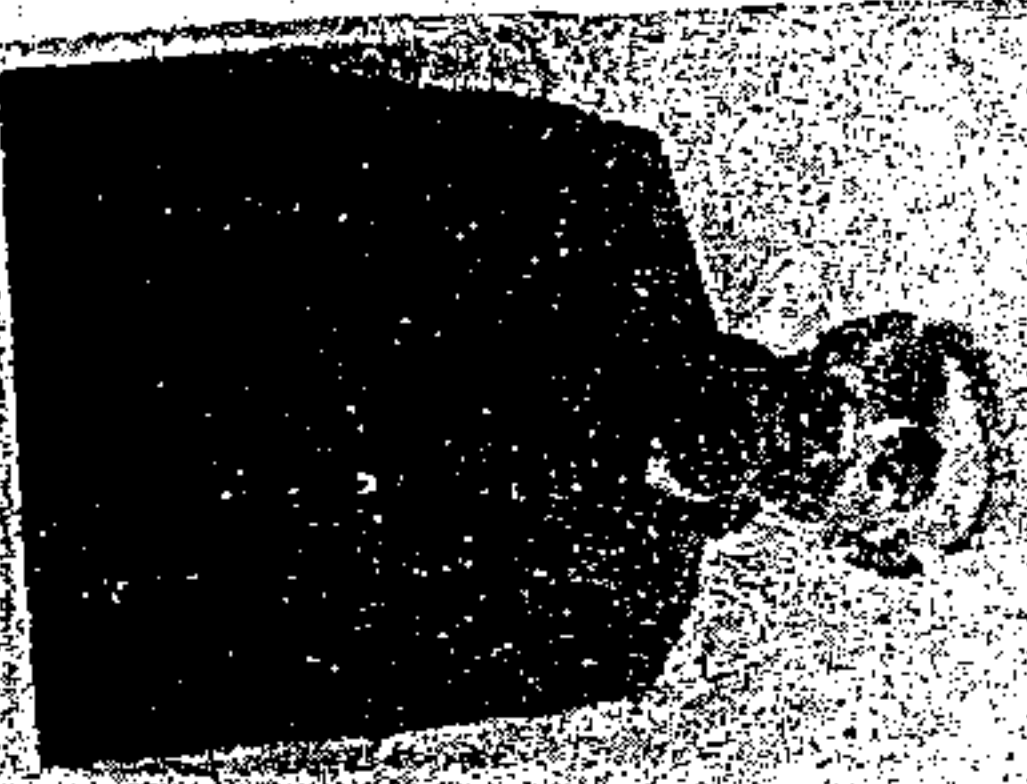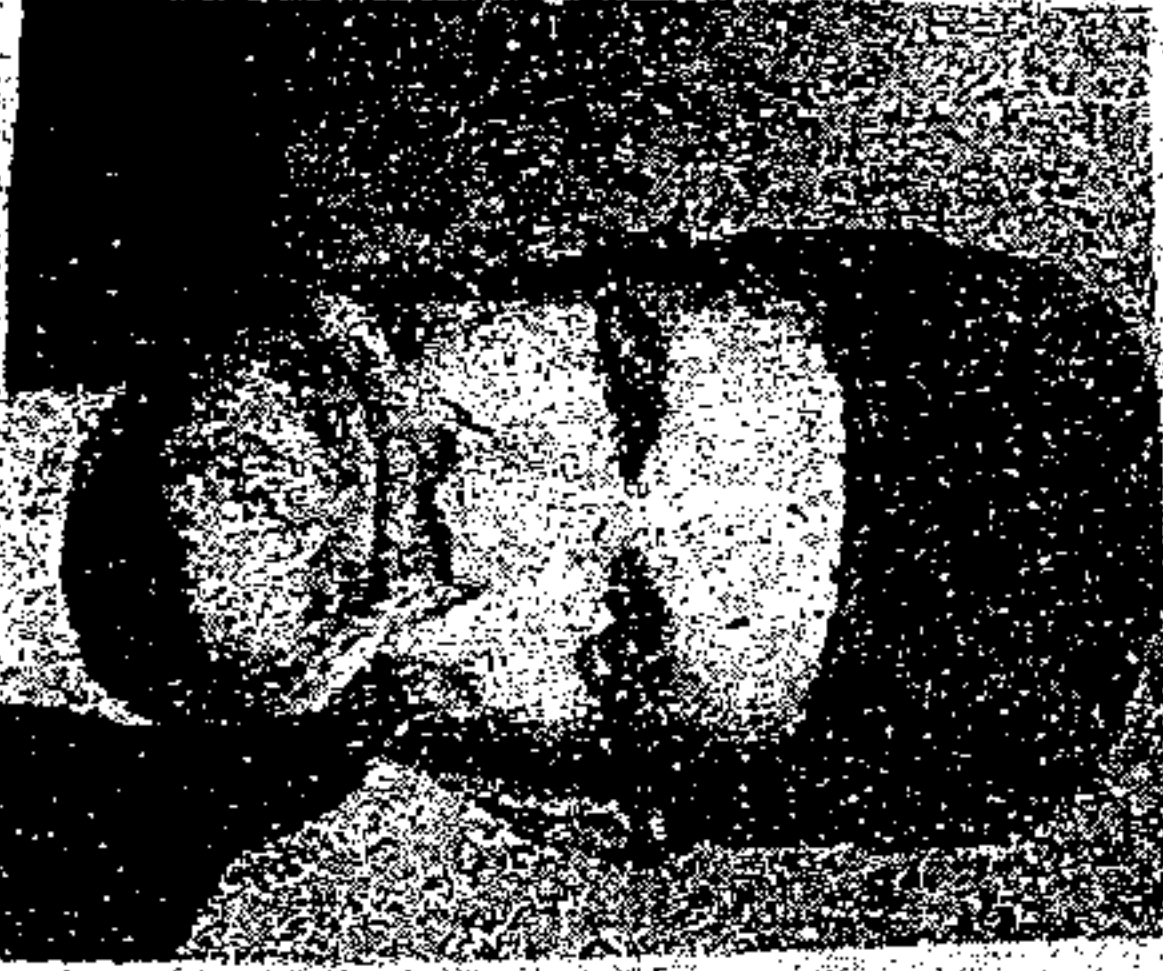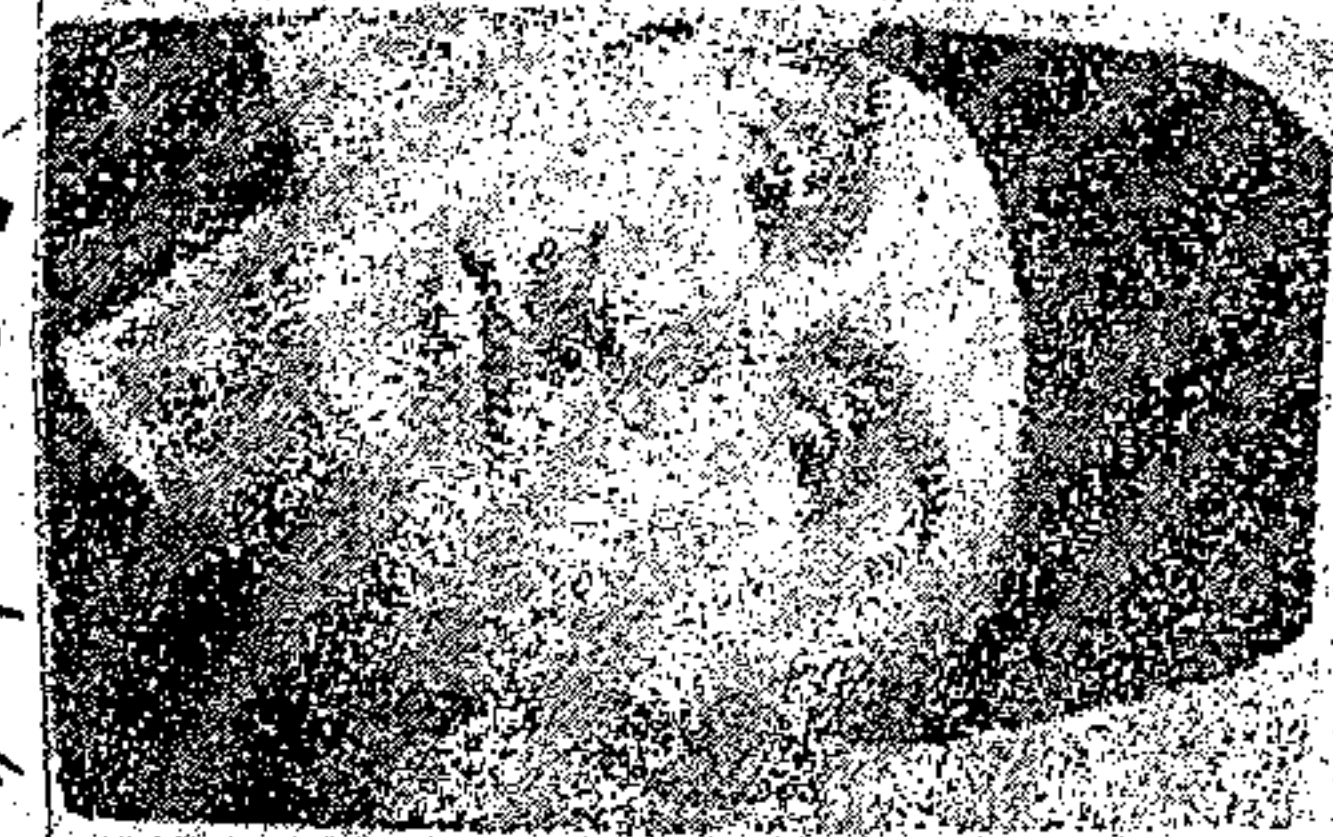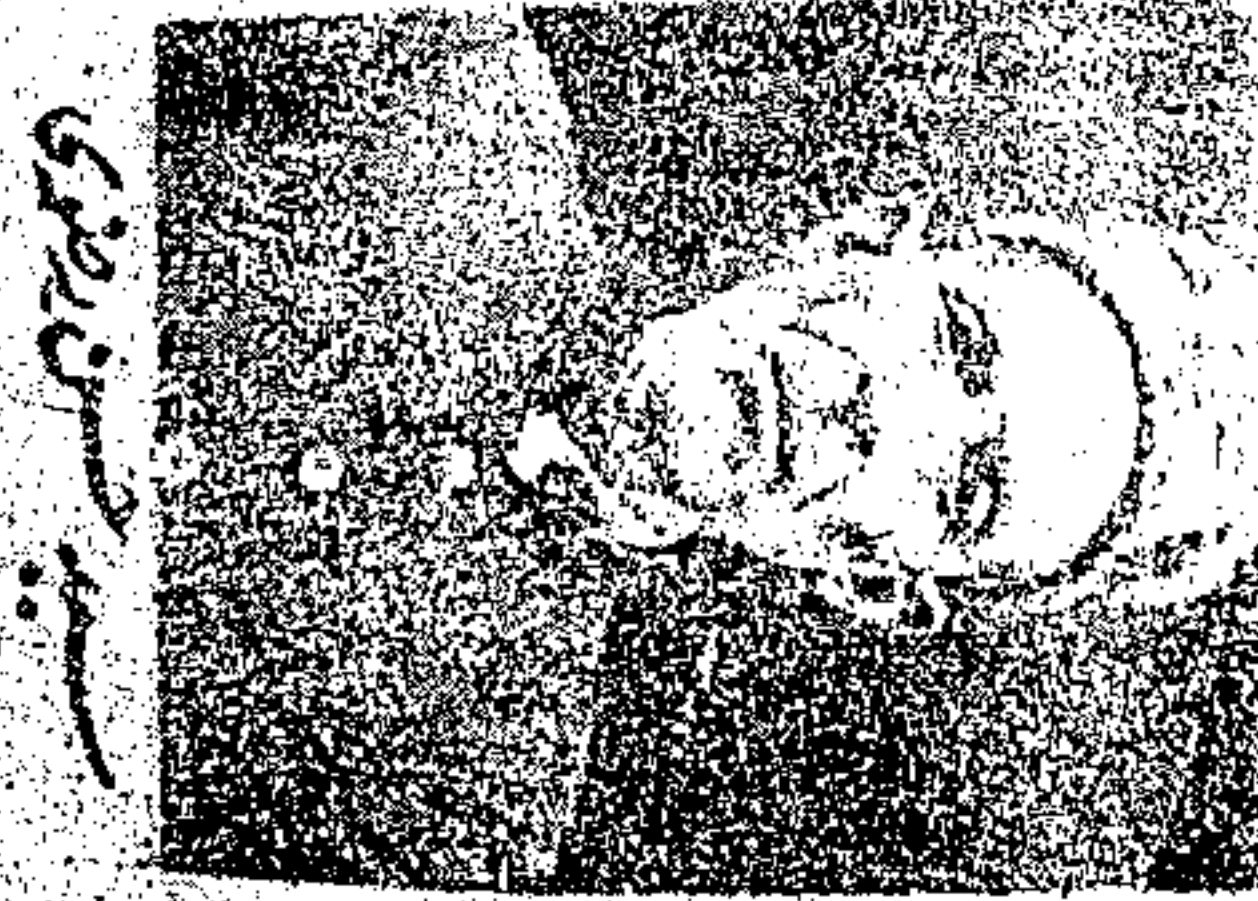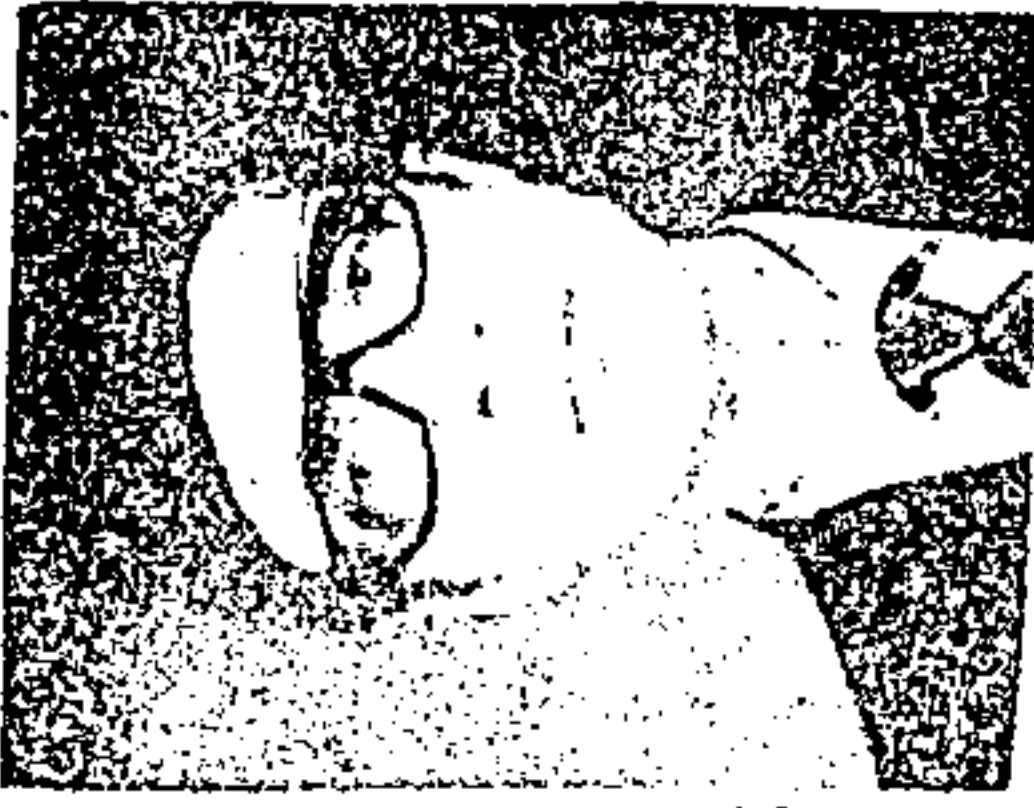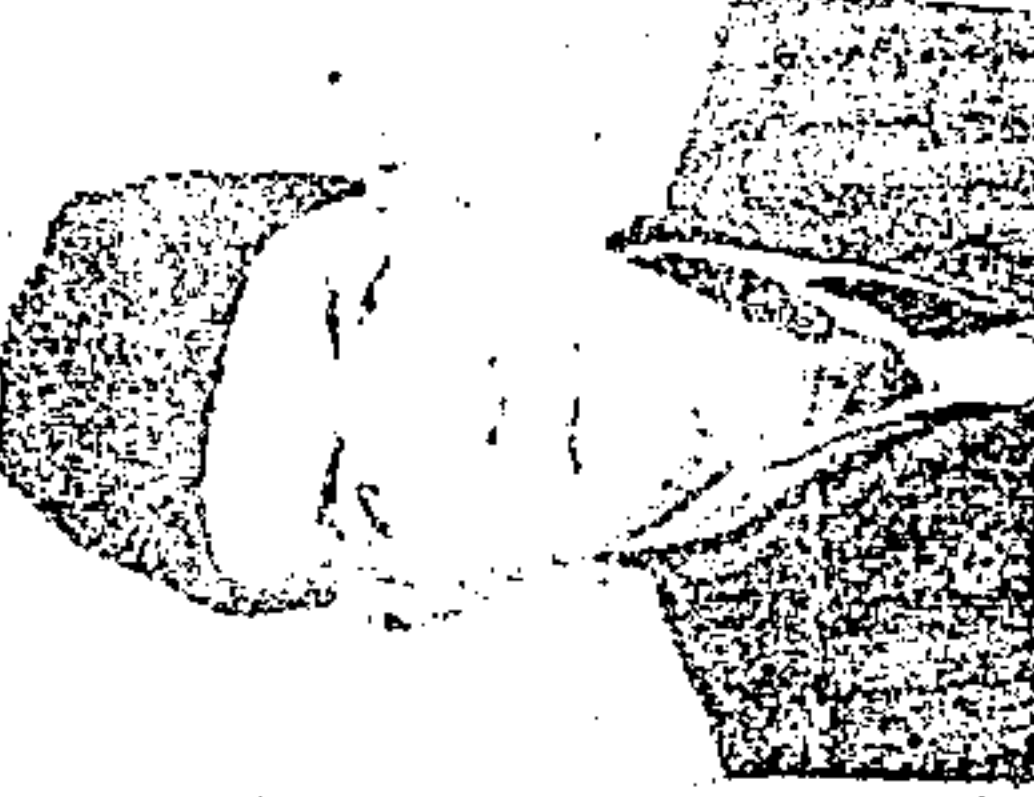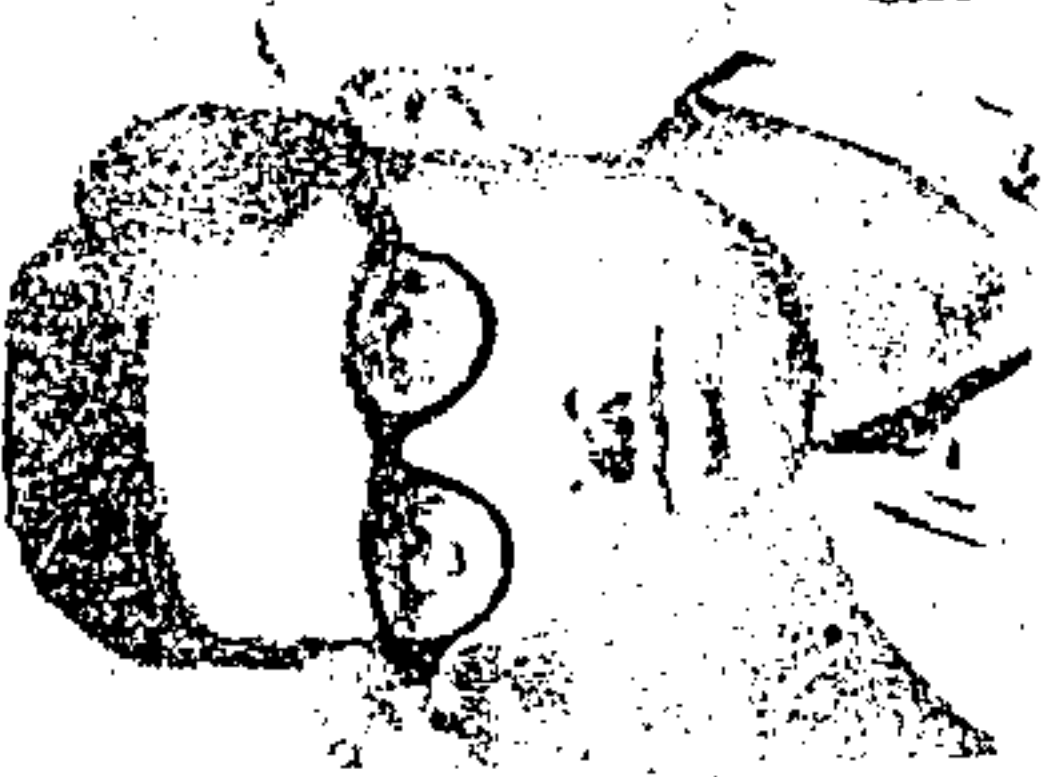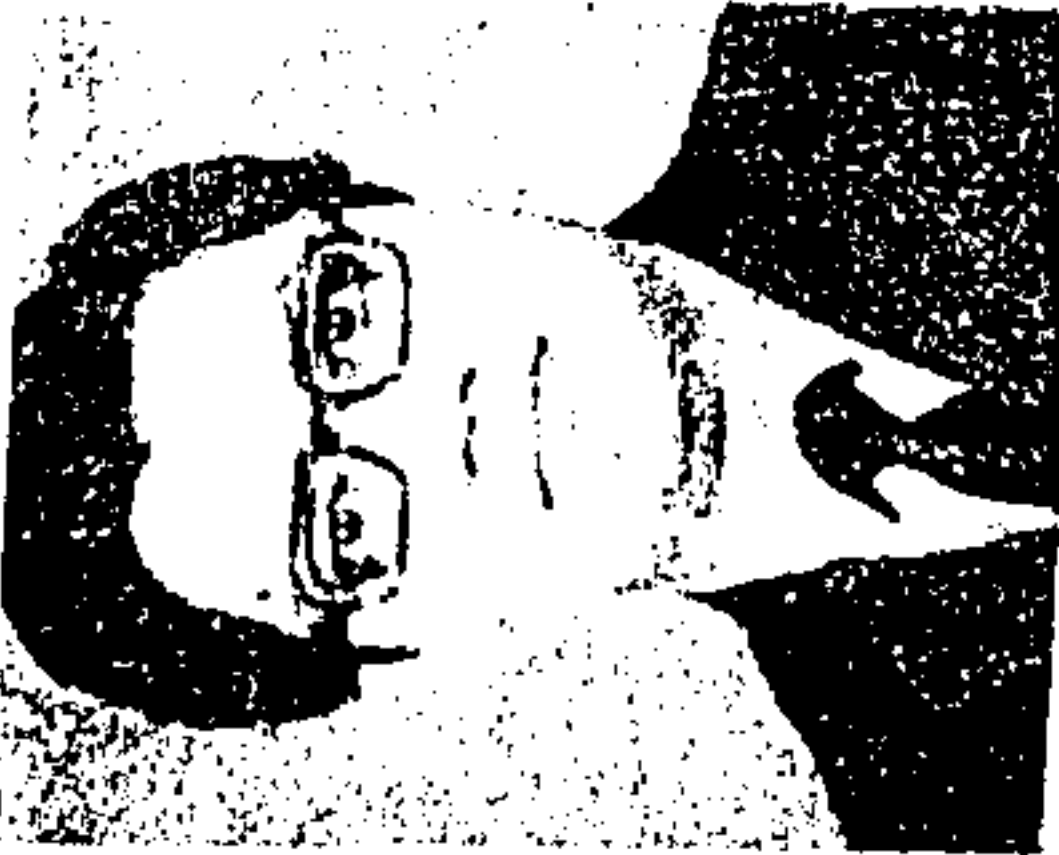
ڈاکٹر لئیق الحسن سبزواری — شوکت حسین — جعفر رضا — ناظم رضا — محسن رضا

شکیل رضا — علی حسن ابن شکیل رضا — حیدر رضا — محمد مشہود — علی حسن

مولوی بدر الاسلام — شاعر ظہور حمید ظہور — شاعر حسن سلطان — شاعرہ رابعہ نہاں صفی — انجینئر آل نقی

ممتاز الاسلام M.L.S.C — انجینئر شمیم احمد — انجینئر نسیم احمد — کیپٹن شاہ علی جعفری — کنٹرکٹر محمد مہدی جعفری

قرآن منسوب بحضرت مجتبیٰ علیہ السلام

از نفائس موزہ آستان قدس

ہدیہ مجلہ آستان قدس

افسر حسین الماس حسین گوہر حسین

امام باڑہ چوپالی ۔ جارچہ ۔ ضلع بلند شہر (انڈیا)

کرسیوں پر دائیں سے بائیں: محمد حسین اور عقب میں حاجی رضی، رونق حسین، باقر عباس، اطہر عباس، شہنشاہ عالم، فیروز عالم، اظہر عالم، سید محمد، شریف ۔ نصیر، جعفر عباس، اسرار حسین متولی امام باڑہ خاندانِ بہام
کھڑے ہوئے بائیں سے دائیں: سردار حسین، مظہر عباس، رمضان خیاط، اکبر علی فرحت، تنویر، نذیر، رہبر ۔ ہاشم حسین، تہذیب الحسنین ۔ اشتیاق حسین، عبوس علی، نظیر العباس ۔
آخر میں کھڑے ہوئے: خورشید حسین، امانت حسین ۔ منظور حسین ۔ علی نصیر عرف بدھن ۔ رضی محمد ۔

پاکستان سنٹرل ہومیوپیتھک میڈیکل کالج اینڈ ہاسپٹل کراچی
ایم بی ۔ ایچ ۔ ایس فائنل ایئر اسٹوڈنٹس اینڈ ٹیچنگ اسٹاف ۵۵۔۱۹۵۴ء

پہلی صف دائیں سے بائیں ۔ نفیس خاں، عبدالحکیم ۔ دوسری صف ۔ ڈاکٹر معین الدین صدیقی
ڈاکٹر فضل حسین ۔ ڈاکٹر امان اللہ خان ۔ ڈاکٹر ایم ۔ ایچ کے غوری وائس پرنسپل ۔ ڈاکٹر ایس ایم
حنیف، پرنسپل ۔ ڈاکٹر اے ۔ ایچ حنفی، رجسٹرار ۔ ڈاکٹر حسن عزیز ۔ ڈاکٹر محمد یعقوب تیسری صف
علی النفیس، شرافت حسین، فیض محمد، ظہیر الحسنین رضوی، اشرف سبطین ۔ ایس ۔ ایم ۔ اے قادری ۔ اے لے قاضی ۔
اے جے درانی ایل ۔ این سبزواری، حفیظ الرحمن چوتھی صف : نثار احمد، ایم اے کے نیازی، اے ایم کے نیازی، ممتاز عاصمی، فقیر محمد

پہلی صف : الحاج ایچ ڈاکٹر شفیق الحسن سبزواری، جائنٹ سیکرٹری، نائب صدر، علی محتشم، ابن علی احمد جعفری مرحوم سابق صدر، ارشاد علی شاہ
نقوی، صدر، کرنل حیدری، علی زیدی سابق نائب صدر، الحاج مبارک حسن نقوی، فاؤنڈر ممبر، آنریری خازن، مرزا ریاضت حسین
جنرل سیکرٹری ۔ دوسری صف : میران الطاف حسین شاہ بخاری، اصغر حسین نقوی ۔